جواہر البیان فی اسرار الارکان
نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور زیارت حرمین کے
آداب اور حکمتیں
تصنیف لطیف:
امام المتکلمین مولانا المفتی نقی علی خاں قدس سرہ العزیز
والد ماجد اعلیٰحضرت مولانا الشاہ احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ
ناشر:
مکتبہ مہریہ رضویہ
نزد جامع مسجد نور، ڈسکہ، ضلع سیالکوٹ
www.muftiakhtarrazakhan.com

الحمد للہ تعالیٰ یہ رسالہ جسمیں روزہ، نماز، حج و زکوٰۃ کا مفصل بیان اور آداب دعا و اسم اعظم و اوقات اجابت و تدبیر سفر و اعمال قضائے حاجت وغیرہ مسائل نافعہ روشن بیان ہے

خصوصاً

زیارت سراپا طہارت مدینہ طیبہ علیٰ صاحبہا افضل الصلاۃ والتحیۃ کا باب

تو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے سفر حج میں جسکے پاس ہو اسے کسی معلم و مشیر کی ضرورت نہیں

جواہر البیان فی اسرار الارکان

تالیف لطیف و تصنیف منیف

حضرت حجۃ الخلف بقیۃ السلف افضل الافاضل فی الفضائل و الفواضل علم العلماء اکمل الکملاء زبدۃ المدققین عمدۃ المحققین مولانا مولوی حاجی محمد نقی علی خاں صاحب بریلوی قدس اللہ سرہ و افاض علی المسلمین برہ

مکتبہ مہریہ رضویہ نزد مسجد نور ڈسکہ

الاهداء

کتاب مستطاب مسمی بجواہر البیان فی اسرار الارکان مصنفہ امام المتکلمین مولانا علامہ نقی علی خاں قدس سرہ متوفی ۱۲۹۷ھ ارکان اربعہ کے مسائل اور آداب وحکمتوں پر مشتمل جس کی اشاعت کا شرف ۱۹۷۰ء میں مولانا انوار الاسلام مالک مکتبہ حامدیہ علیہ الرحمت کو حاصل ہوا۔ اب ماہ ذی قعدہ ۱۴۱۹ھ بمطابق ماہ مارچ ۱۹۹۹ء مکتبہ مہریہ کی جانب سے اشاعت کی جارہی ہے۔

بندہ دعا گو ہے کہ مولیٰ تعالیٰ عاجز کی اس سعی وکوشش کو قبول فرمائے۔ اور بندہ اس اشاعت کا اجر وثواب بطور ہدیہ مولانا علامہ الحاج انوار الاسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روح پُرفتوح کو پیش کرتا ہے۔ خداوند قدوس مولانا مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

ابوالخیر محمد رفیق قادری عفی عنہ

نام کتاب ——— جواہر البیان فی اسرار الارکان

مصنف ——— امام المتکلمین مولانا نقی علی خان قدس سرہ

تعداد ——— ۱۱۰۰

صفحات ——— ۲۵۶

قیمت ——— روپے

ناشر ——— مکتبہ مہریہ رضویہ ڈسکہ

فہرستِ مضامین

ابواب و فصول	مضامین	صفحہ نمبر	سطر نمبر
	مختصر حالات حضرت مصنف علام قدس سرہ الملک المنان	۶	۱
	تواریخ ولادت، تواریخ وفات	۹	۱
	ابتدائیہ مشتمل بر حمد و صلوٰۃ	۱۳	۱
	مقدمہ مشتمل بر فضائل عبادت	۱۴	۴
	عبادت اور حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ	۱۶	۱۱
	ارشاد حضرت خواجہ جنید بغدادی رضی اللہ عنہ	۱۶	۱۳
	عبادت اور حضرت محمد دیر رضی اللہ عنہ	"	۱۵
	" حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ	"	۱۹
	" حضرت ابوبکر ابن عیاش رضی اللہ عنہ	۱۸	۲
	ارشاد حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ	"	۵
	عبادت اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ	"	۸
	ارشاد حضرت نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ	"	۱۳
	واقعہ شیطان اور عابد	"	۱۸
	روایت حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ	۱۹	۹
	واقعہ حضرت خواجہ فرید الحق	۲۰	۲۰
	فضیلت عباد اور عبادت کے پچاس فوائد	۲۱	۵
باب اوّل فصل اوّل	**فضائل و فوائدِ نماز**	۲۹	۱۳

ابواب و فصول	مضامین	صفحہ نمبر	سطر نمبر
	وضو کا نور	۳۱	۲
	واقعہ امیر زادی اور سانپ	۳۲	۱۵
فصل دوم	**شرائطِ نماز**	۳۶	۱
	طہارت و ستر عورت و نیت	"	۳، ۱۴
	نقضِ عبادت کے چار وجوہ	۴۰	۵
	وقت و استقبال قبلہ	"	۲۱
	توجہ کے دو مرتبے	۴۲	۱، ۲۰
	پہلا مرتبہ کا کم ترا	۴۴	۶
	دوسرا مرتبہ نازک	"	۴
فصل سوم	**صفتِ نماز**	۴۵	۱۴
	توجہ	۴۹	۱۸
	تکبیر تحریمہ	۵۱	۸
	قیام	۵۲	۹
	تعوذ	"	۱۵
	تسمیہ	۵۳	۲۰
	فاتحہ	۵۴	۴
	ضم سورہ	"	۱۵
	رکوع	۵۵	۴
	قومہ	"	۱۱

ابواب و فصول	مضامین	صفحہ نمبر	سطر نمبر
	دعا بوقت دخولِ حرم	۱۶۶	۱۲
	دعا بوقتِ دخول باب السلام	〃	۲۱
	طواف	۱۶۸	۱۷
	رمل	۱۶۹	۱۱
	رکن عراقی	〃	۱۹
	میزاب رحمت	〃	۲۱
	رکن شامی	۱۷۰	۳
	رکن یمانی	۱۷۰	۵
	ملتزم	۱۷۱	۷
	باب الصفا	۱۷۲	۹
	میلین اخضرین	۱۷۳	۱۴
	نقشہ متبرکہ کعبہ شریف	۱۷۵	۰
	تنبیہات	۱۷۶	۱
	ساتویں تاریخ	۱۷۷	۵
	آٹھویں تاریخ	〃	۹
	منیٰ	〃	۱۰
	شبِ عرفہ	〃	۱۴
	جبل رحمت	۱۷۸	۱۵
	عرفات	〃	۱۶
	وقوف	۱۸۰	۱۰
	مائدہ جلیلہ	۱۸۴	۹
	حدیث اوّل	۱۸۴	۱۷
	حدیث ثانی و ثالث	۱۸۵	۲
	〃 رابعہ	۱۸۶	۷
	ادب واجب الحفظ	۱۸۶	۱۹
	مزدلفہ، مشعر الحرام	۱۸۷	۱۸و۱۱
	وادی محسر، جمرۃ العقبیٰ، قربانی	۱۸۸	۳تا۱۵
	طواف الزیارہ	۱۸۹	۱۵
	جمرۂ وسطیٰ	۱۹۰	۹
	وادیٔ محصب	〃	۱۵
	طوافِ وداع	〃	۱۶
باب پنجم	اسرارِ حج	۱۹۳	۱۶
	زیارت سراپا طہارت	۲۰۰	۳
فصل اوّل	فضائلِ زیارت سراپا طہارت	۲۰۸	۸
	حدیث اوّل تا ثامن عشر	۲۱۰	۶
	مسائدہ	۲۲۱	۱۸
فصل دوم	آداب زیارت سراپا طہارت	۲۲۲	۱۲
	ابیات	۲۳۰	۱۶
	〃	۲۴۰	۱۰
	〃	۲۴۱	۱۰
	رباعی۔ قصل	۲۴۳/۴۶	۱۰،۹
	تمت	۲۵۱	۱۷

ابواب و فصول	مضامین	صفحہ نمبر	سطر نمبر
	سجدہ اولیٰ	۵۹	۱
	جلسہ	"	۳
	سجدۂ ثانیہ	"	۸
	رکعتِ اُخریٰ	"	۱۲
	تشہد	۶۰	۱
	دعا و سلام	۶۱	۱۸
فصل چہارم	امورِ متفرقہ کا بیان	۶۲	۱
	لطیفہ	۶۳	۱
	لطیفہ	"	۱۱
	فائدہ	۶۵	۱۰
	لطیفہ	۰	۱۴
	حکمت	"	۱۹
	حکمت	۶۷	۵
	فائدہ	"	۸
	چار نکتے	"	۹
			۲
	جماعت میں چار فائدے	۷۰	۳
	لطیفہ	۷۱	۱۹
	لطیفہ	۷۲	۱۲
باب دوم	روزہ کا بیان	۰	۱۴

ابواب و فصول	مضامین	صفحہ نمبر	سطر نمبر
	فائدۂ جلیلہ لطیفۂ جمیلہ	۸۳	۱۳
فصل	فضائلِ ماہِ رمضان	۸۸	۸
	تبصرہ	۹۳	۱۲
باب سوم	زکوٰۃ کا بیان	۱۰۳	۱
	ادائیگی زکوٰۃ کے فوائد	۱۰۸	۱۵
فصل اول	حصولِ حقیقت و روحِ زکوٰۃ	۱۱۴	۲۰
	زکوٰۃ کے مستحق پانچ گروہ	۱۱۷	۱۳
فصل دوم	زکوٰۃ لینے والا سات باتوں کی رعایت کرے۔	۱۱۹	۱
فصل سوم	صدقہ	۱۲۲	۹
باب چہارم	حج کا بیان	۱۳۵	۱
فصل اول	وللہ علی الناس حج البیت	"	۵
فصل دوم	فضائل حج وغیرہ و تارکین حج کی مذمت میں	۱۲۸	۹
	حکایت	۱۴۱	۲
	"	۰	۱۸
	"	۱۴۲	۱۳
	"	۱۴۳	۲
فصل سوم	مقدمات حج میں اور آداب سفر	"	۹
فصل چہارم	ترتیب اعمال	۱۴۵	۱
	میقات برائے اہل ہند یلملم	۰	۳

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری البرکاتی البریلوی غفرلہ اللہ و حقق امله آمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مختصر حالات حضرت مصنف علام قدس سرہ الملک المنعام

وہ جناب فضائل مآب تاج العلماء راس الفضلا حامی سنت ماحی بدعت بقیۃ السلف حجت الخلف رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ارضاہ دفی اعلیٰ غرف الجنان بتاریخ سلخ جمادی الآخرہ یا غرۂ رجب ۱۲۴۶ھ بارہ سو چھیالیس ہجریہ قدسیہ کو رونق افزائے دار دنیا ہوئے اپنے والد ماجد حضرت مولائے اعظم جد عظیم فضائل پناہ عارف باللہ صاحب کمالات باہرہ و کرامات ظاہرہ حضرت مولانا مولوی **محمد رضا علی خاں** صاحب رَوَّحَ اللّٰہُ رُوْحَہٗ وَ نَوَّرَ ضَرِیْحَہٗ سے اکتساب علوم فرمایا بحمد اللہ منصب شریعت علم کا پایہ ذروۂ علیا کو پہنچایا[عـه]

راست میگویم و یزداں نہ پسند دجز راست

کہ جو وقت انظار و حدت افکار و فہم صائب و رائے ثاقب حضرت حق جل و علیٰ نے انہیں عطا فرمائی ان دیار و امصار میں اس کی نظیر نظر نہ آئی فراست صادقہ کی یہ حالت تھی کہ جس معاملہ میں جو کچھ فرمایا وہی ظہور میں آیا عقل معاش و معاد دونوں کا بر وجہ کمال اجتماع بہت کم سنا یہاں آنکھوں دیکھا علاوہ بریں سخاوت و شجاعت و علو ہمت و کرم و مروت و صدقات خفیہ

عـه سچ کہتا ہوں اور اللہ تعالےٰ سچ ہی پسند کرتا ہے۔ ۱۲

عـه یہ وہ دریا نہیں جو تحریر کے کوزے میں آجائے۔ ۱۲

ومبرات جلیلہ و بلندی اقبال و دبدبۂ و جلال و موالات فقراء و امر دینی میں
عدم مبالات باغنیاء حکام سے عزلت رزق موروث پر قناعت وغیر ذلک فضائل
جلیلہ و خصائل جمیلہ کا حال وہی کچھ جانتا ہے جس نے اس جناب کی برکت
صحبت سے شرف پایا ہے ع

این نہ بحریست کہ در کوزۂ تحریر آید

مگر سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ اس ذات گرامی صفات کو خالق عز و جل
نے حضرت سلطان رسالت علیہ افضل الصلاۃ والتحیۃ کی غلامی و خدمت اور حضور
اقدس کے اعدا پر غلظت و شدت کے لیے بنایا تھا بحمد اللہ ان کے بازوئے
ہمت و غلظۂ صولت نے اس شہر کو فتنۂ مخالفین سے یکسر پاک کر دیا کوئی
اتنا نہ رہا کہ سر اٹھائے یا آنکھ ملائے یہاں تک کہ ۲۶ شعبان ۱۲۹۳ھ ہجری
کو مناظرۂ دینی کا عام اعلان مسمے بنام تاریخی اصلاح ذات بین (۱۲۹۳) طبع کرایا اور
سوا مہر سکوت یا عار فرار و غوغائے جہال و عجز و اضطرار کے کچھ جواب نہ پایا
فتنۂ شش مثل کا شعلہ کہ مدت سے سر بفلک کشیدہ تھا اور تمام اقطار ہند
میں اہل علم اس کے اطفا پر عرق ریز و گرویدہ اس جناب کی ادنے توجہ میں
بحمد اللہ سارے ہندوستان سے ایسا فرو ہوا کہ جب سے کان ٹھنڈے ہیں
اہل فتنہ کا بازار سرد ہے خود اس کے نام سے جلتے ہیں مصطفے صلی اللہ تعالے
علیہ وسلم کی یہ خدمت روز ازل سے اس جناب کے لیے ودیعت تھی جس
کی قدرے تفصیل رسالہ تنبیہ الجہال بالہام الباسط المتعال (۱۲۹۱) میں مطبوع ہوئی ع

وَذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ

تصانیف شریفہ اس جناب کی سب علوم دین میں ہیں نافع مسلمین و دافع مفسدین
والحمد للہ رب العلمین۔ از انجملہ اَلْكَلَامُ الْاَوْضَحُ فِيْ تَفْسِيْرِ سُوْرَةِ اَلَمْ نَشْرَحْ کہ مجلد کبیر ہے

علوم کثیرہ پر مشتمل رسیلۃ النجاۃ جس کا موضوع ذکر حالات سید کائنات ہے صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجلد وسیط سرور القلوب فی ذکر المحبوب کہ مطبع نولکشور میں چھپی اور یہ کتاب مستطاب جواہر البیان فی اسرار الارکان جس کی خوبی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے ؏

ذوقِ ایں مے نشناسی بخدا تا نہ چشی

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے صرف اس کے ڈھائی صفحوں کی شرح میں ایک رسالہ مسمی بہ زواہر الجنان من جواہر البیان ملقب بنام تاریخی سلطنۃ المصطفے فی ملکوت کل الورٰی تالیف کیا اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد جس میں وہ قواعد ایضاح واثبات فرمائے جن کے بعد نہیں مگر سنت کو قوت اور بدعت نجدیہ کو موت حضرت ہدایۃ البریہ الی الشریعۃ الاحمدیہ کہ دس فرقوں کا رد ہے یہ کتابیں مطبع صبح صادق سیتاپور میں منطبع ہوئیں اذاقۃ الاثام لمانعی عمل المولد والقیام کہ اپنی شان میں اپنا نظیر نہیں رکھتی اور انشاء اللہ العزیز عنقریب شائع ہوگی فضل العلم والعلما ایک مختصر رسالہ کہ بریلی میں طبع ہوا ازالۃ الاوہام رد نجدیہ تزکیۃ الایقان رد تقویۃ الایمان کہ یہ عشرہ کاملہ زمانۂ حضرت مصنف قدس سرہ میں تبییض پا چکا الکواکب الزہرا فی فضائل العلم و آداب العلما جس کی تخریج احادیث میں فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے رسالہ النجوم الثواقب فی تخریج احادیث الکواکب لکھا الروایۃ الرویۃ فی الاخلاق النبویہ السعادۃ التقویہ فی الخصائص النبویہ ؛ لمعۃ النبراس فی آداب الاکل واللباس ؛ الکلم فی تحقیق مسائل التزئین ؛ احسن الوعاء لآداب الدعاء ؛ خیر المخاطبہ فی المحاسبۃ والمراقبہ ؛ ہدایۃ المشتاق الی

ؔ اس شراب طہور کی لذت بخدا چکھے بغیر تو نہیں جان سکتا۔ ۱۲

ؔ پہلی بار مطبع اہلسنت میں طبع ہوئی اور شائع ہو چکی مدت سے ایک نسخہ بھی باقی نہ رہا اب انشاء اللہ دوبارہ طبع ہو کر شائع ہوگی۔ ۱۲

سیر الانفس والآفاق ۲۰ ارشاد الاحباب الی آداب الاحتساب ۲۱ اجل الفکر فی مباحث الذکر ۲۲ عین المشاہدہ لحسن المجاہدہ ۲۳ تشوق الاواہ الی طرق محبۃ اللہ ۲۴ نہایۃ السعادہ فی تحقیق الہمۃ والارادہ ۲۵ اقوی الذریعہ الی تحقیق الطریقہ والشریعہ ترویح الارواح فی تفسیر سورۃ الانشراح۔ ان پندرہ رسائل مابین وجیز و وسیط کے مسودات موجود ہیں جن کی تبییض کی فرصت حضرت مصنف قدس سرہ نے نہ پائی فقیر عفراللہ تعالیٰ لہ کا قصد ہے کہ انہیں صاف کر کے ایک مجلد میں طبع کرائے انشاء اللہ سبحانہ و تعالےٰ ع

کہ حلوا بہ تنہا نبایست خورد[1]

ان کے سوا اور تصانیف شریفہ کے مسودے بستوں میں ملتے ہیں مگر منتشر جن کے اجزا اول آخر یا وسط سے گم ہیں ان کے بارہ میں حسرت و مجبوری ہے۔ غرض عمر اس جناب کے ترویج دین و ہدایت مسلمین و نکات اعداد حمایت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں گذری جَزَاہُ اللہُ عَنِ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِیْنَ خَیْرَ جَزَاءٍ آمین بنجم جمادی الاولیٰ ۱۲۹۴ھ کو مارہرہ مطہرہ میں دست حق پرست حضرت آقائے نعمت دریائے رحمت سید الواصلین سند الکاملین قطب اوانہ و امام زمانہ حضور پر نور سیدنا و مرشدنا مولانا و ماوٰنا ذخرتی لیومی و غدی حضرت سیدنا سید شاہ آل رسول احمدی تاجدار مسند مارہرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ وارضاہ وَ افاض علینا مِنْ بَرَکَاتِہٖ وَنَعْمَاۂٗ پر شرف بیعت حاصل فرمایا حضور پیر و مرشد برحق نے مثال خلافت و اجازت جمیع سلاسل و سند حدیث عطا فرمائی یہ غلام ناکارہ بھی اسی جلسہ میں اس جناب کے طفیل ان برکات سے شرفیاب ہوا

---

[1] حلوا تنہا نہیں کھانا چاہیئے۔ ۱۲

[2] رواہ البخاری والترمذی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ۱۲

والحمد للہ رب العلمین چھبیس شوال ۱۲۹۵ھ ہجری کو باوجود شدت علالت وقوت
ضعف خود حضور اقدس سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے خاص طور پر بلاتے
سے کہ من رآنی فی المنام فقد رآنی عزم زیارت وحج مصمم فرمایا یہ غلام اور چند
اصحاب وخدام ہمراہ رکاب تھے ہر چند احباب نے عرض کی کہ علالت کی یہ حالت
ہے آئندہ سال پہ ملتوی فرمایئے ارشاد کیا کہ مدینہ طیبہ کے قصد سے قدم دروازہ
سے باہر رکھوں پھر چاہے روح اسی وقت پرواز کر جائے دیکھنے والے جانتے
ہیں کہ تمام مشاہد میں شدید تعبوں سے کسی بات میں کمی نہ فرمائی بلکہ وہ مرض ہی
خود نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے ایک آبخورہ میں دوا عطا فرمانے سے کہ
من رآنی فقد رای الحق حدیث ہے نہ رہا وہاں حضرت اجل العلما اکمل الفضلا حضرت
مولانا سید احمد زین دحلان شیخ الحرم وغیرہ علمائے مکہ معظمہ سے مکرر سند حدیث
حاصل فرمائی سلخ ذی القعدہ روز پنجشنبہ وقت نماز ظہر ۱۲۹۷ھ ہجریہ قدسیہ کو اکاون برس
پانچ مہینے کی عمر میں لعارضہ اسہال دموی شہادت پاکر شب جمعہ اپنے حضرت
والد ماجد قدس سرہ کے کنار میں جگہ پائی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہ روز
وصال نماز صبح پڑھ لی تھی اور ہنوز وقت ظہر باقی تھا کہ انتقال فرمایا نزع
میں سب حاضرین نے دیکھا کہ آنکھیں بند کیے متواتر سلام فرماتے تھے جب چند
انفاس باقی رہے ہاتھوں کو اعضائے وضو پر یوں پھیرا گویا وضو فرماتے ہیں
یہاں تک کہ استنشاق بھی فرمایا سبحان اللہ وہ اپنے طور پر حالت بیہوشی میں
نماز ظہر بھی ادا فرما گئے جس وقت روح پرفتوح نے جدائی فرمائی فقیر
سرہانے حاضر تھا واللہ العظیم ایک نور ملیح علانیہ نظر آیا کہ سینہ سے اٹھ کر
برق تابندہ کی طرح چہرہ پر چمکا اور جس طرح لمعان خورشید آئینہ میں جنبش کرتا
ہے یہ حالت ہو کر غائب ہو گیا اس کے ساتھ ہی روح بدن میں نہ تھی۔

پچھلا کلمہ کہ زبان فیض ترجمان سے نکلا لفظ اللہ تھا بس اور اخیر تحریر کہ دست مبارک سے ہوئی بسم اللہ الرحمن الرحیم تھی کہ انتقال سے دو روز پہلے ایک کاغذ پر لکھی تھی بعدہ فقیر نے حضور پیر و مرشد برحق رضی اللہ عنہ کو رویا میں دیکھا کہ حضرت والد قدس سرہ الماجد کے مرقد پر تشریف لائے غلام نے عرض کی حضور یہاں کہاں اَوْ لَفْظاً هٰذَا مَعْنَاهُ فرمایا آج سے یا فرمایا اب سے ہم یہیں رہا کریں گے رَحِمَهُ اللّٰہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ ؎

ذهب الذين يعاش في اكنافهم — وبقيت في ناس كجلد الاجوب
ليلهن دعاء الناس وليفرح الجهل — فبعدك لايرجو البقا من له عقل

اللهم ارحمهما و ارض عنهما و اكرم نزلهما و افض علينا من بركاتهما آمين برحمتك يا ارحم الراحمين وصلى الله تعالىٰ علىٰ سيدنا و مولينا محمد و آله وصحبه اجمعين آمين

فقیر غفرلہ نے چند سجع اس جناب کی تواریخ ولادت باسعادت و وصال تو ان میں ملہم غیب سے پائے جن میں التزام ہے کہ باوجود انتظام حشو، ہر فقرہ میں ایک مستقل جملہ ہو جو کسی طرف تعلق عطف بھی نہ رکھتا ہو جس کے سبب جو پارہ چاہئے تنہا محل تاریخ میں سنایئے کہ تعداد مراد کا سچا محصل یہی ہے ساتھ یہ اہتمام بھی رہا کہ تکمیل عدد کہ لفظ حشو نہ بڑھا بعض مادے یہاں صفحۂ قرطاس پر جلوہ فزا
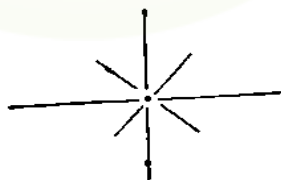
تواریخ ولادت

۱۲۴۶ — ۱۲۴۶ — ۱۲۴۶

جار ولی تقی الشباب علی الشان ۔ رضی الاحوال بہی المکان ۔ ہواجلی محققے الافاضل ۔

۱۲۴۶ — ۱۲۴۶ — ۱۲۴۶

شہاب المدققین الاماثل ۔ قمرنی برج الشرف ۔ بری من الخسوف والکلف ۔

۱۲۴۶ — ۱۲۴۶

افضل سباق العلماء ۔ اقدم حذاق الکرما

تواریخ وفات

۱۲۹۷ — ۱۲۹۷ — ۱۲۹۷

کان نہایۃ جمع العظما ۔ خاتم اجلہ الفقہا ۔ امین اللہ فی الارض ابدا ۔

۱۲۹۷ — ۱۲۹۷ — ۱۲۹۰

ان فقد فلک کلمۃ بہا یہتدی ۔ ان موتہ العالم موتۃ العالم ۔ وفاۃ عالم الاسلام ثلمۃ فی جمع الانام ۔

۱۲۹۷ — ۱۲۹۷ — ۱۲۹۰ — ۱۲۹۷

خلل فی باب العباد لایسد الی یوم القیام ۔ یاغفورہ کمل لہ ثوابک یوم النشورہ انحوخزانۃ المتقین

۱۲۹۷

صلے اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد و الہ واھلہ اجمعین

۱؎ فیہا اشارۃ الی اسمہ قدس سرہ ۲؎ الشباب الاعمال قال تعالیٰ وثیابک فطہر ۱۲ ۳؎ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم العالم امین اللہ فی الارض اخرجہ الامام ابو عمر فی کتاب العلم ۱۲ ۴؎ فراشات لدعوی علا بدرہ ۱۲ ۵؎ فی الخبر موت العالم ثلمۃ فی الاسلام لاتسد الی یوم القیمۃ اوکما ورد واللہ تعالیٰ اعلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد بیحد اس قادر مطلق کو شایان جس نے تمام ممکنات عالم تشریف وجود سے مشرف فرمائے اور چھ دن میں ساتوں زمین و آسمان بنائے عجائب حکمت و غرائب صنعت اس کے ادراک عقول سے باہر اور احاطۂ وہم و فہم سے برتر ہے

چناں آفریدی زمین و زماں ہماں گردش انجم و آسماں
کہ چندانکہ اندیشہ گردد بلند سر خود بروں ناورد زیں کمند

ہر مصنوع صنعت صانع باکمال پر بلسانِ حال شاہد ہے زمین کو دیکھ تمام عمر چلے اس کی سیر نہ کر سکے آسمان سے مینہ اتارا اس سے ہر قسم کے غلّے اور رنگ رنگ کے پھول اور شگوفے پیدا کیے دریا کو دیکھ زمین کو محیط ہے اور جس قدر زمین سے زیادہ اور لطیف ہے اسی قدر عجائب اس کی عجائب زمین سے نفیس اپنی پیدائش میں تامل کر کیسے کیسے نقش بدیع ایک قطرۂ آب پر کھینچے اور کس کس طرح کی قوتیں تیرے ظاہر و باطن میں ودیعت رکھیں ہے

هر آنچه آفرید او با سباب نیست — بدریا فتش عقل را تاب نیست
خرد دانش آموز تعلیم اوست — دل از واعداران تسلیم اوست
پر از حکمت و حکم او شد جهاں — بحکم آشکارا بحکمت نہاں
طلا شیر صبح و غبا شیر شام — چراغاں و خورشید و ماہ تمام

ہمہ نور از فیض نور دیند   لیالی بعالم ستور دیند

قریب ترین مخلوقات آدمی سے ہستی اس کی ہے انا کہتا ہے اور نہیں جانتا حقیقت میری کیا ہے ؎

تنت زندہ بجان و جاں نہانی   تو از جاں زندہ و جاں راندانی

دانایان عالم اس کی حکمت کاملہ میں حیران اور تمام جہان شوق و طلب میں سرگرداں ہر طرف اس کے کشتے پڑے ہیں اور ہر گوشہ میں اس کے سوختہ جل رہے ہیں، یہود و نصاریٰ الکنشت و کلیسا اور ہنود و مجوس بتخانے اور آتشکدے میں اسی کو ڈھونڈتے ہیں مگر عین طلب میں راہ گم کرتے ہیں۔ مسلمان مسجد و خانقاہ میں اسی کا دم بھرتے ہیں اور اس کے فضل سے مطلب کو پہنچتے ہیں نسیم کس کی تلاش میں کو بکو دواں ہیں اور دریا کس کی طلب میں بے سر و پا رواں پھول نے کس کے شوق میں گریباں چاک کیا اور بلبل نے کس کی یاد میں آہ دردناک ایک عالم اس کے شوق و محبت میں مشغوف ہے اور زمین و آسمان اور جو ان میں ہے اس کی تسبیح و تحمید میں مصروف ؎

نگر کن ذرہ ذرہ گشتہ پویاں   بحرفش نکتہ توحید گویاں

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ خدا کی تسبیح کرتا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور پرند صف باندھے ؎

مرغان چمن بہر صباحی   خوانند ترا باصطلاحی

؎ ہمہ نقش ایں گنبد زرنگار   گواہند بر صنع پروردگار!

اگر گوہر آمد و گرچہ خسے است   بروں و درونش حکایت بسے است

تو گر گفت ایشاں ندانی خموش   کہ گفتند لیکن نداری تو گوش

نسیم لطف اس وقت گزرتی ہے ایک ساعت میں ناقص کو کامل کرتی ہے اور دریائے

رحمت اس کا جیب جوش مارتا ہے ہزاران ہزار دفتر معصیت ایک قطرے سے دھوتا ہے یکایک رسول قبول یہ مژدہ جانفزا سناتا ہے یقرؤک السلام و یقول ان لی معک کلام حبیب نجار ایک بت تراش تھے سعادت ازلی نے دستگیری فرمائی قوم انہیں قتل کرتی اور وہ کہتے یالیت قومی یعلمون بما غفرلی ربی وجعلنی من المکرمین ط جادوگر فرعون کے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مقابلہ کو آئے ایک جھلک زر توحید کی نظر آئی بے اختیار پکار اٹھے اللہ خیر و ابقیٰ فرعون کہتا ہیں تمہیں سولی دونگا اور ہاتھ پاؤں کاٹوں گا جواب دیتے لا ضیر انا الی ربنا منقلبون ٥ کچھ نقصان نہیں ہم اپنے رب کی طرف پھرنے والے ہیں یہ سولی نہیں وسیلہ حصول مطلوب اور نردبان بام محبوب ہے عمر فاروق رضی اللہ عنہ جس زمانے میں بت پوجتے اس کے علم میں امیر المومنین تھے اور فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ راہ مارتے اور اس کے نزدیک رہبر اہل دین جسے اپنا کرتے ہیں ایک جذبہ غیبی سے وہاں کھینچ لیتے ہیں کہ دوسرے ہزار برس کی مشقت و ریاضت سے نہیں پہنچتے جذبۃ من جذبات الحق توازی عمل الثقلین عابدین ہفتاد سالہ حیران رہ جاتے ہیں کیا تھا کیا ہو گیا کہاں تھا کہاں پہنچا کبریائی اور عزت اس کے جواب دیتی ہے۔ فعال لما یرید ٥ مالک مختار ہے جسے چاہے نوازے کسی کی کیا مجال کہ اس کے کام میں دخل دے اور جسے رد کرتے ہیں ستر برس ایک گھاٹی میں بھٹکتا ہے اگر وہ بد نصیب اپنی نامرادی پر کسی وقت تاسف کرتا ہے الٰہی سب تیرے بندے ہیں اورونکو راہ دکھاتا ہے اور مجھے محروم رکھتا ہے سراپردۂ ہیبت سے ندا ہوتی ہے خبردار ہوشیار ادب ہاتھ سے نہ دے یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید ٥ مالک حقیقی اپنے ملک میں جس طرح چاہے تصرف کرے فضولی کی کیا حقیقت جو دم مارے ہزاروں طالبوں کی ... کی غیوری سے برباد ہے اور لاکھوں دل سوختہ دریائے لا ابالی میں غرق زعاف و عالم تدلے

اِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ہ سے اپنے کام میں حیران اور پیغمبر و صدیق اس کی بے نیازی سے خائف و ترساں برق غضب اس کی ہزار برس کی طاعت و ریاضت جلا کر خاک بناتی ہے معلم ملکوت کو ایک آن میں شیطان ملعون کرتا ہے اور بلعم باعور کو لمحہ میں مردود و مقہور تو کیا چیز ہے کہ اس کے کام میں دخل دے جب نظر عنایت خاک پر ہوئی ملائکہ نے مدت سے تسبیح و تقدیس میں مشغول اور طہارت و عصمت کے ساتھ موصوف تھے عرض کیا الٰہی ہم تیری عبادت میں مشغول ہیں باوجود ہمارے یہ مایہ فساد و خونریزی کب لیاقت خلافت رکھتی ہے ارشاد ہوا اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ ہ تحقیق میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ؎

ہست مارا ز عالم پاک　　راز ہائے نہفتہ در دل خاک

جب مقربان حضرت باں عصمت و طہارت ایک مخلوق الٰہی کی خوبی و زیرکی سے واقف نہ ہوئے اور بہزار عجز و نیاز اپنی نادانی کا اعتراف کیا سُبْحٰنَکَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ ہ اس مشت خاک بے بضاعت محمد نقی علی حنفی محمدی قادری بریلوی کی حقیقت کہ بایں لوث معصیت حمد و ثنا اس کی بجا لاوے یا نعت اس کے حبیب والا مقام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لکھ سکے ؎

وصف خلق کسے کہ قرآن ست　　خلق را وصف او چہ امکاں ست

؎ خدایا در فضل بکشادۂ　　کز لیساں رسولے فرستادۂ

تو دانی من او را نیارم ستود　　پس از من بجانش تو برخواں درود

درودے چوں باد صبا مشکبار　　درودے چو مہر سما نور دار

درودیکہ چوں پائے بر لب نہد　　دل مردہ را جان تازہ دہد!

صلے اللّٰہ علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین۔ مَا اَسْتَنَارَ الْقَمَرَانِ وَ اَسْتَدَارَ الْفَلَکَانِ الْفَلَکَانِ ناچار تحریر مطلب میں مشغول ہوتا ہے کہ فرائض اربعہ یعنی نماز و زکوٰۃ و

حج و روزہ افضل اعمال و ارکان دین متین ہیں جس قدر تاکید اور تارک پر وعید ان کے باب میں وارد دوسری عبادت کی نسبت نہیں لہٰذا فقیر یہ مختصر مسمے بہ رسالہ جواہر البیان فی اسرار الارکان ان کے بیان میں تالیف اور ہر ایک کے لیے ایک باب جدا گانہ اور مطلق عبادت کے بیان میں ایک مقدمہ وضع کرتا اور ناظرین سے دعائے مغفرت کی امید رکھتا ہے وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ لِلسَّدَادِ وَمِنْہُ الْہِدَایَۃُ وَالرَّشَادُ اِنَّہٗ مَلِکٌ کَرِیْمٌ جَوَادٌ۔

مقدمہ بیان عبادت میں

عبادت حاصل زیست ہے اور سرمایۂ نجات ثمرۂ علم و فائدہ حیات وسیلۂ جنت و کیمیائے سعادت طریقِ اولیاء و بضاعت اتقیا مقصد سالکان و حرفت مردان نتیجہ نظام عالم و غایت آفرینش جن و آدم مقبول ابرار و مقربین محبوب انبیاء و مرسلین بزرگان دین شب و روز عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے ابو درداء رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہیں مجھے زندگی تین چیز کے لیے مفید ہے۔ سجدۂ دراز ستوں میں اور شدت تشنگی روزوں میں اور صحبت ان لوگوں سے جن کی باتیں پسندیدہ ہوں خواجہ جنید رحمہ اللہ فرماتے ہیں سری سقطی کی عمر اٹھانوے برس کی ہوئی کسی نے بجز وقت مرگ لیٹے نہ دیکھا۔ محمد جریری ایک سال مکہ میں رہے نہ سوئے نہ پیٹھ سیدھی کی نہ پاؤں پھیلائے اویس قرنی ایک رات رکوع اور دوسرے سجدہ میں تمام کرتے ربیع کہتے ہیں میں نے انھیں نماز صبح میں پایا جب فارغ ہوئے دل میں کہا وظیفہ پڑھ لیں تو باتیں کروں ظہر تک اسی حال پر بیٹھے رہے پھر ظہر پڑھی اور عصر تک اور عصر سے مغرب اور مغرب سے عشاء اور عشا سے صبح تک نماز و وظیفہ میں مشغول رہے

ایک ساعت آنکھ لگی چونک اٹھے اور کہا الٰہی میں چشم بسیار خواب وشکم بسیار خوار سے پناہ مانگتا ہوں ابوبکر بن عیاش چالیس برس نہ لیٹے آنکھ میں پانی آگیا تین برس اہل وعیال سے چھپایا ہر روز تیس ہزار بار سورہ اخلاص اور پانچ سو رکعت پڑھتے اور دن میں کئی ختم کرتے اور فرماتے جو تمام عمر آخرت کے لیے عبادت کرے تھوڑی ہے کہ آخرت نہایت نہیں رکھتی سفیان ثوری کہتے ہیں کہ ایک رات میں رابعہ بصریہ کے پاس گیا اور ہم دونوں رات بھر نماز میں مشغول رہے صبح کو ان سے کہا شکر اس توفیق کا کیا ادا کیا جائے کہا شکر اس کا یہ ہے کہ دن کو روزہ رکھا جائے بعض تابعین عصر کے وضو سے صبح کی نماز ادا کرتے امام اعظم ابو حنیفہ کوفی نے چالیس برس صبح کی نماز عشاء کے وضو سے پڑھی۔ ہر شب دو رکعت میں قرآن ختم کرتے شب و روز میں کسی وقت نہ سوتے صرف عصر و مغرب کے درمیان دیوار مسجد سے تکیہ لگا کر قدرے آرام لیتے خود حضرت رسالت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ دن کو روزہ رکھتے اور رات قیام میں بسر فرماتے یہاں تک کہ پائے مبارک پر ورم آگیا۔ سلطان الاصفیا حضرت نظام الدین محبوب الٰہی فرماتے ہیں شوخ چشم مشائخ عظام کہلاتے ہیں اور مشائخ میں سوا عظام کے کچھ باقی نہیں رہتا اے عزیز ہر چند کار مقدور و مقسوم ہے مگر جسے نوازا چاہتے ہیں اسے محنت و ریاضت میں مصروف اور جسے روکتے ہیں عیش و عشرت میں مشغول رکھتے ہیں ؎

نابردہ رنج گنج میسر نمی شود   مزد آں گرفت جان برادر کہ کار کرد

شیطان نے ایک عابد کو بہکایا تو رات دن اللہ اللہ کرتا ہے کبھی اس طرف سے بھی جواب آتا ہے غیب سے خطاب ہوتا ہے تیرا اللہ اللہ کہنا ہمارا جواب ہے اور تیرا سوز دل ہمارا ایلچی اے عزیز اگرچہ ازل میں فرما دیا فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر اور سعادت و شقاوت پہلے پیدائش سے لکھ دی السعید من

سُعِدَ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ وَالشَّقِیُّ مَنْ شَقِیَ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ مگر علامت سعادت و شقاوت
کی اس وقت ظاہر ہے جسے ہلاک کیا چاہتے ہیں اس کے دل میں یہ بات ڈالتے
ہیں جو لکھا ہے ہوگا جہد و مشقت و عبادت و ریاضت سے کیا حاصل جس کی
موت بحکم ازل آجاتی ہے اس کے دل میں یہ خطرہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر اس
وقت مرنا مقدر ہے کبھی نہ بچوں گا پھر کھانے پینے سے کیا فائدہ اور جس کی زندگی
منظور ہوتی ہے اسے کھانے پینے اور تجارت اور زراعت کی طرف راغب
کرتے ہیں اسی طرح اگر تجھے عبادت و ریاضت کی توفیق دیں علامت تیری نجات
وسعادت کی ہے اور جو بطالت وغفلت میں مبتلا کریں یقین جان کہ تیری تقدیر
میں خرابی لکھی ہے۔ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں ایک بار جناب سرور
عالم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے اور دست اقدس میں ایک چھڑی تھی
کہ اس سے زمین کریدتے یعنی ایک تفکر قلب انور پر طاری تھا کہ سر والا اٹھایا اور
ارشاد فرمایا کوئی جان ایسی نہیں جس کا گھر پہلے سے نہ معلوم ہو چکا ہو کہ جنت میں
ہے یا دوزخ میں صحابہ نے عرض کیا نلم نَعْمَلُ اَفَلَا نَتَّكِلُ پھر ہم عمل کیوں کریں کیا تکیہ
نہ کر بیٹھیں یعنی جو مقدر میں ہے وہ ہوگا۔ ہمارے عمل سے کیا ہوتا ہے۔ ارشاد
ہوا اِعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِّمَا خُلِقَ لَهٗ عمل کیے جاؤ کہ ہر ایک کو وہی سامان مہیا کر دیا
جاتا ہے جس کے لیے پیدا ہوا پھر یہ آیت تلاوت فرمائی فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۝
وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝ وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۝ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝
فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ۝ اے عزیز دنیا مزرع آخرت ہے جیسا عمل کرے گا ویسا پاویگا

؎ گندم از گندم بروید جو ز جو　　　از مکافات عمل غافل مشو

لہو ولعب میں عمر عزیز برباد کرنا اور عیش آخرت کی امید رکھنا یا گناہ کرنا اور نجات
کا متوقع ہونا حماقت نہیں تو کیا ہے۔ رباعی

اے دل بہوس بر سرکارے زری تا غم نخوری بشگسارے نرسی
تا سودہ نگردی چو حنا در تہ سنگ ہرگز بکف پائے نگارے نرسی

اگرچہ کوئی عمل بے عنایت و رحمت الٰہی کام نہیں آتا مگر عنایت و رحمت
اسی پر ہوتی ہے جو نیک عمل کرتا ہے وہ خود فرماتا ہے اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ
الْمُحْسِنِیْنَ ٥ جو آج دوزخ کی طرف چلتا ہے دوزخ سے قریب اور بہشت سے دور
ہوتا جاتا ہے کل اگر بہشت کی طرف چلنا چاہے گا چلنے نہ دیں گے اس وقت اپنی
نادانی کا معترف ہوگا اور قدر اس دار العمل کی سمجھے گا ؎

بوقت صبح شود ہمچو روز معلومت کہ باکہ باختہ عشق در شب دیجور

مگر اس وقت جاننا محض بیکار ہے ہر چند عرض کرے گا رب ارجعنی اعمل صالحاً ط
ملامت کے سوا جواب نہ پاوے گا ؎

نامہ کاں بحشر خواہی خواند از ہمیں جا سواد باید کرد

ایک دن قہار مطلق کے حضور کھڑا ہونا اور ایک ایک نعمت کا حساب دینا ہے۔
ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ ٥ جب فرمائے گا ہم نے تمہیں ہاتھ پاؤں زبان کان
ناک آنکھیں اور طرح طرح کی نعمتیں عطا فرمائیں تو نے انھیں کس کام میں رکھا۔
اس وقت کیا جواب دے گا اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنْہُ
مَسْئُوْلًا ٥ قطع نظر ان نعمتوں اور عنایتوں کے صرف ربوبیت والوہیت مقتضی اس کی
ہے کہ اس کی بندگی وعبادت کی جاوے قال تعالیٰ وتقدس اَنَا رَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْنِ ٥ دیکھو
یہ کلمہ طیبہ اس مدعا میں صریح ہے حضرت رسالت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ فرماتے ہیں اَفَلَا
اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا یہ عبادت و ریاضت تحصیل نجات و مغفرت کی غرض سے نہیں
بلکہ باقتضائے بندگی ہے خواجہ فرید الدین قدس سرہٗ نے ایک لونڈی خریدی اسے
بچھونا بچھانے کا حکم دیا اس نے عرض کیا شیخ تمہارا کوئی مولیٰ بھی ہے بڑی شرم کی

بات سب ہے کہ تم سوؤ اور وہ جاگتا رہے بالجملہ غلام پر فرمانبرداری و خدمت مولیٰ کی واجب ہے اور جو نسبت کہ مولیٰ اور بندہ میں ہے عبادت و بندگی کے لیے کافی مگر ناقص اس نسبت پر نظر نہیں کرتے اور جب تک اپنے حظ و نصیب کو دخل نہ ہو کسی کام کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ان کے لیے چند فوائد اس عمدہ کام کے مسطور ہوتے ہیں

اوّل: جو عبادت کرتا ہے ممدوحین خدا میں داخل ہوتا ہے کہ پروردگار عالم عابدوں کی مدح و ثنا کرتا ہے۔ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ ○

دوم: اللہ تعالیٰ اس سے محبت رکھتا ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ ○

سوم: اسے قبول عام عطا فرماتے ہیں سوا بدبختان ازلی کے سب اسے دوست رکھتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جب خدا بندہ کو دوست رکھتا ہے جبریل سے فرماتا ہے اے جبریل میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو اس سے محبت کر جبریل تمام زمین میں ندا کر دیتے ہیں اے اہل زمین خدا کو فلاں شخص سے محبت ہے تم اسے دوست رکھو ثُمَّ یُوْضَعُ لَہُ الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ۔

چہارم: اللہ عزوجل اس کے سب کام درست کرتا ہے اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ ط

پنجم: اس کے رزق کا کفیل ہوتا ہے وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلًا ○

ششم: اس کی مدد کرتا ہے اور دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھتا ہے کَفَی اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ الْقِتَالَ وَکَفٰی بِاللّٰہِ نَصِیْرًا ○

ہفتم: خدا کے نزدیک موقر و معظم ہو جاتا ہے فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٍ ○

ہشتم: حق تعالیٰ اسے دنیا میں وہ عزت بخشتا ہے کہ ملوک و سلاطین و جباران زمین اس کی خدمت و فرماں برداری کرتے ہیں بعض مشائخ کرام فرماتے ہیں کہ جو خدا کا ہو جاتا ہے تمام عالم میں اس کا حکم جاری ہوتا ہے۔

تو یک عہد گر خود بجا آوری — سر نہ فلک زیر پا آوری !

کسب رضا ناز فلک زیر پایہ ہیں — کس بے رضا بذروۂ علیا نمیرسد

صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو اپنی طرف نسبت کیا نَاقَۃَ اللّٰہِ وَسُقْیٰھَا o سب جانور اہلی و جنگلی اس سے ڈرتے کعبہ معظمہ کو اپنا گھر کہا طَھِّرَا بَیْتِیَ آدمی اس کی زمین میں شکار نہیں کھیلتے پرند اس پر ہو کر نہیں اڑتے اصحاب فیل کو ان کی بے ادبی نے ہلاک کیا اور اس کے ہاتھی محمود نے اسے دیکھ کر سجدہ کیا ہر چند مارا نہ اٹھا مسمے مطابق اسم ہوا ؎

گرادماغ کہ از کوئی یار برخیزد — نشستہ ایم کہ از ما غبار برخیزد

نہم: اسے ہمت بلند عطا فرماتا ہے کہ لوث حرص و طمع اس کے قریب نہیں آتا اور صبح و شام غیر خدا سے کچھ کام نہیں رہتا یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدَاوَۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ ۔

دہم: دل اس کا تونگر ہو جاتا ہے کہ دولت ہفت اقلیم اس کی نظر میں حقیر و بیقدر ہو جاتی ہے وَاِنَّمَا الْغِنٰی غِنَی النَّفْسِ ۔

یازدہم: اس کے دل میں ایک نور پیدا ہوتا ہے جس کی روشنی میں ملکوت آسمان و زمین اس پر منکشف ہوتے ہیں وَکَذٰلِکَ نُرِیْٓ اِبْرٰھِیْمَ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِیَکُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ o

دوازدہم: وحشت اس کے قریب نہیں آتی اور خود مالک حقیقی اس کا مونس ہوتا ہے اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ o

سیزدہم: اس کا دل اس قدر فراخ و منشرح فرماتے ہیں کہ علوم و معارف بے تکلف حاصل اور نظریات بدیہی ہو جاتے ہیں اور انتہا اس کی یہ ہے کہ تعلیم الٰہی بے واسطہ ترجمہ فرماتی اور مشق لوح قلم بیکار رہ جاتی ہے مرتبہ ا ت

کہ خامہ جناب ہے اسی سے عبارت اور علّمک مالم تکن تعلم ہ اور علمت علم الاولین والآخرین اسی طرف اشارت ۔

چہاردھم: اس کا رعب خلق کے دل میں پیدا ہوتا ہے کہ زبردستان عالم اس کے نام سے کانپتے ہیں اور کج کلہاں جہاں اس کے سامنے بات نہیں کر سکتے ۔

طارت القلوب العدیٰ من بأسهم فرقاً
فما تفرق بین البھم والبُھُم !

اور نہایت اس کی یہ ہے کہ شیطان اس کے سایہ سے بھاگتا ہے اور جس راہ وہ چلے اس راہ سے نہیں گزرتا ہے اِنَّ الشَّیطٰنَ یَفِرُّ مِن ظِلِّ عُمَر وما لقیک الشیطٰن سالکاً فجاً قطّ الا سلک فجاً غیر فجک ۔

پانزدھم:۔ خلق کو اس سے محبت ہو جاتی ہے یہاں تک کہ آسمان و زمین اس کی موت پر روتے ہیں کما ورد فی الصحاح ۔

شانزدھم: اس کے ہر کلام اور ہر چیز میں برکت ہوتی ہے حتیٰ کہ لوگ اس کے کپڑوں اور مکان سے تبرک کرتے اور فائدہ اٹھاتے ہیں۔ جہاں جاتا ہے رحمت الٰہی نازل اور رضائے ربانی حاصل ہوتی ہے ۔

للہ قومٌ اذا حلّوا بمنزلۃ
حلّ الرضیٰ ویسیر الجود ان ساروا

ھفتدھم:۔ بارگاہ عزت میں ایسا قبول و وجاہت پاتا ہے کہ اس کے پاس بیٹھنے والے بھی بجنت اور رحمت الٰہی سے محروم نہیں رہتے۔ ھُم القوم لا یشقیٰ بھم جلیسھم ۔

ھیجدھم:۔ زمین اور پانی اور ہوا اور وحوش وطیور وسباع اس کے مسخر ہونے

ہیں کہ پانی پر چل سکتا ہے اور ہوا میں اڑ سکتا ہے چاہے تو ہزار کوس زمین ایک ساعت میں طے کرے اور اڑتے جانور ہوا سے اتار لے وحوش سباع کو بے آلات و اسباب پکڑ سکتا ہے مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ۔

نوزدہم: دعا اس کی قبول ہوتی ہے شفارش منظور جو چاہتا ہے خدا اپنے فضل و کرم سے کر دیتا ہے جس بات پر قسم کھاتا ہے وہی ہو جاتا ہے۔ حدیث میں ہے رُبَّ اَشْعَثَ اَغْبَرَ لَوْ اَقْسَمَ بِاللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ۔

بستم: عبادت سے بدن ضعیف ہو جاتا ہے اور اس کا ضعف روح کو قوت بخشتا ہے ؎

مردن تن در ریاضت بندگیست — رنج ایں تن روح را پایندگیست

تن ریاضت گرچہ لاغر می کند — صدر را چوں بدر انور می کند

بست و یکم: اس کے وسیلہ سے مخلوق خدا رزق پاتی اور نصرت الٰہی نازل ہوتی ہے

بست و دوم: رفتہ رفتہ یاد خدا اس کی خمیر ہو جاتی ہے دل ہر وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہتا ہے کہ کوئی کام اس سے مانع نہیں ہوتا لَا تُلْہِیْہِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ۔

بست و سوم: درگاہ الٰہی میں اسے ایسا جلیلہ رتبہ عطا فرماتے ہیں کہ لوگ اس کی جاہ و برکت کو اپنی حاجتوں میں وسیلہ کرتے ہیں اور اس کے توسل و شفاعت سے مرادیں پاتے ہیں وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۔

بست و چہارم: انجام کار جب عبادت نہایت کو پہنچتی ہے تو عابد و معبود میں ایک ایسی نسبت مجہول الکیفیت حاصل ہوتی ہے کہ زبان جس کے بیان سے قاصر اور دستِ عقل دامن ادراک سے کوتاہ جناب باری حلول سے پاک ہے اور واجب و ممکن کا اتحاد محال مگر جو بات کہتا

ہے خدا کا کلام ہے اور جو فعل کرتا ہے اللہ کا کام ہے

شرح ایں معنی بر دل از آگہی ست
پا نہادن اندریں رہ بیر ہی ست

جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پروردگار اکرم سے ناقل ہیں مَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ کُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ وَیَدَہُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِہَا وَرِجْلَہُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِہَا وَفُؤَادَہُ الَّذِیْ یَعْقِلُ بِہٖ وَلِسَانَہُ الَّذِیْ یَتَکَلَّمُ بِہٖ ہمیشہ بندہ میری نزدیکی چاہتا رہتا ہے نوافل سے یہاں تک کہ میں اسے دوست رکھتا ہوں پس جب میں اسے دوست رکھتا ہوں تو ہو جاتا ہوں اس کا وہ کان جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی وہ آنکھ جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا وہ ہاتھ جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا وہ پیر جس سے وہ چلتا ہے اور اس کا وہ دل جس سے وہ سمجھتا ہے اور اس کی وہ زبان جس سے وہ کلام کرتا ہے۔

بست و پنجم: وقت مرگ ایمان ثابت اور مکر و وساوس شیطان سے محفوظ رہتا ہے اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْہِمْ سُلْطٰنٌ۔

بست و ششم: فرشتے اسے خدا کی رضامندی کے ساتھ بشارت دیتے ہیں اور کہتے ہیں یٰۤاَیَّتُہَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً ۝ اے مطمئن جان پھر چل اپنے رب کی طرف اس حال میں کہ تو اس سے راضی ہے اور وہ تجھ سے اس وقت وہ جان بہزار شوق و رغبت دار آخرت کی طرف متوجہ ہوئی ہے اور ثمرہ اس رغبت کا یہ ہوتا ہے کہ خدائے تعالیٰ بھی اس کے ملنے کو دوست رکھتا ہے اور پسند فرماتا

ہے مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰہِ اَحَبَّ اللّٰہُ لِقَاءَہٗ ۔

بست و ہفتم: جب وہ جان اپنے مالک کے حضور پہنچتی ہے محبوب حقیقی اپنے جوار رحمت میں جگہ دیتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ۔

بست و ہشتم: اسے ملکوت آسمان میں جلوہ دیتے ہیں اور ملاء اعلیٰ پر عرض کرتے ایک خوشبو روح پاک سے نکلتی ہے کہ دماغ قدسیان معطر کر دیتی ہے ملائکہ اس کی زیارت کرتے ہیں اور اس کے حق میں دعائے خیر دیتے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَعَلٰی جَسَدٍ کُنْتَ تَعْمُرِیْنَہٗ ۔

بست و نہم: قبر کے فتنے سے محفوظ رہتی ہے اور سوال نکرین کا جواب غیب سے اسے تعلیم ہوتا ہے یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ ۔

سیم: پروردگار عالم اس کی قبر کو روشن و فراخ کرتا ہے اور ایک کھڑکی بہشت کی طرف اس کی قبر میں کھول دیتا ہے کَمَا نَطَقَتْ بِہِ الصِّحَاحُ ۔

سی و یکم: اس کی روح بہشت و متبرک مکانات کی سیر کرتی ہے تَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّۃِ حَیْثُ تَشَاءُ ۔

سی و دوم: حشر کے روز اُسے خلعت و تاج کرامت عنایت ہوگا اور میدان قیامت میں نور کے اونٹوں پہ سوار ہو کر جاوے گا یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَی الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ۝ وَنَسُوْقُ الْمُجْرِمِیْنَ اِلٰی جَہَنَّمَ وِرْدًا ۝

سی و سوم: قیامت کے ہول سے مامون رہے گا اُولٰٓئِکَ لَہُمُ الْاَمْنُ وَہُمْ مُّہْتَدُوْنَ ۝

سی و چہارم: اسے عرش کے سایہ میں جگہ دیں گے کہ تیزی آفتاب حشر کی نہ ستائیگی

يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهٗ

سی و پنجم: اس کے چہرے کو وہ نور عطا فرمائیں گے کہ آفتاب و مہتاب میں نہیں وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ۝ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ۝

سی و ششم: نامۂ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا یا اسے نامۂ عمل نہ دیں گے كَمَا وَرَدَ فِي الْأَحَادِيْثِ

سی و ہفتم: پلۂ اس کے نیک اعمال کا گراں ہوگا یا اعمال اس کے وزن نہ کیے جاویں گے نَاعَلَى الْحُسَيْنَ مِنْ سَبِيْل

سی و ہشتم: حساب اس کا بآسانی ہوگا یا بلا حساب بہشت میں داخل کریں گے یا مُحَمَّدُ اُدْخِلْ مِنْ اُمَّتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْبَابِ الْاَيْمَنِ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيْمَا سِوٰى ذٰلِكَ مِنَ الْاَبْوَابِ

سی و نہم: پانی حوض کوثر کا پلا دیں گے کہ پھر کبھی پیاس میں مبتلا نہ ہوگا لَا تَظْمَأُ بَعْدَهٗ اَبَدًا ـ

چہلم: پل صراط سے بہت جلد اور باسانی گزرے گا كَطَرْفِ الْعَيْنِ وَكَالْبَرْقِ وَكَالرِّيْحِ وَكَالطَّيْرِ وَكَاجَاوِيْدِ الْخَيْلِ وَالرِّكَابِ ـ

چہل و یکم: میدان حشر میں اپنے متعلقوں کی شفاعت کرے گا فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا مِنْ اَحَدٍ مِنْكُمْ بِاَشَدَّ مُنَاشَدَةً فِي الْحَقِّ قَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لِلّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ ـ

چہل و دوم: ملک ابدی یعنی بہشت بریں اسے عنایت کریں گے کہ پھر کبھی کوئی رنج و تکلیف اس کے پاس نہ آوے گی لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

چہل و سوم: روز قیامت اسے نور کے تودے پر بٹھاویں گے یا عرش پر

یا عرش محمدی صلی اللہ علیہ وسلّم کے سایہ تلے جگہ دیں گے۔ نِعْمَ الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا

چہل و چہارم: اللہ جل شانہٗ اس سے ایسا خوشنود ہوگا کہ پھر کبھی ناراض نہ ہوگا کہ پھر کبھی ناراض نہ ہوگا لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ اي رِضْوَانُ اللّٰهِ

چہل و پنجم: جناب باری اس کے سب مرادیں بر لاوے گا اور جو مانگے گا حضرت کریم عطا فرمائے گا لَهُمْ مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ

چہل و ششم: دیدار محبوب سے مشرف ہوگا اور اس نعمت عظمٰی و دولت کبریٰ سے کوئی نعمت دنیا و عقبیٰ کی نسبت نہیں رکھتی وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ٥ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ۔

چہل و ہفتم: عبادت باعث معرفت ہے اور معرفت اقصیٰ مرادات ہے

چوں نشستی بر سر کوے کسے

عاقبت بینی تو ہم روئے کسے

چہل و ہشتم: رفاقت و معیت انبیاء و صدیقین و شہدائے صالحین سے مشرف ہوتا ہے وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ٥

چہل و نہم: ہفتہ میں دو بار عبادتیں اس کی جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے حضور عرض کی جاتی ہے حضور اس سے خوش ہوتے ہیں اور اس کے حق میں دعائے خیر فرماتے ہیں وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔

پنجاھم: ہر عمل کا اجر معین ہے کہ اس سے تجاوز نہیں کرتا بخلاف عبادت کے کہ دہ گونہ سے سات سو گونہ تک حاصل ہوتا ہے

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَہٗ عَشْرُ اَمْثَالِہَا اور ارشاد ہوتا ہے مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَہُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّۃٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْبُلَۃٍ مِّائَۃُ حَبَّۃٍ ان کی مثل جو خدا کی راہ میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں دانے کے مانند ہے جس نے اگائیں سات بالیاں ہر بالی میں سو دانے اور اوقات فاضلہ مانند ماہ رمضان خصوصاً عشرہ اخیرہ اور شعبان و ماہ ہائے حرام و شب قدر و شب برأت اور پہلی اور دسویں رات محرم اور پہلی اور پندرھویں اور ستائیسویں رجب اور شب عید و شب عرفہ اور ستائیسویں شب رمضان کی اور اماکن متبرکہ مانند کعبہ معظمہ و مسجد نبوی و بیت المقدس و مشاہد طیبہ حضور سرِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور مساجد اور مجالس و مقابر علماء و اولیا میں اس سے بھی زیادہ ملتا ہے مثلاً کعبہ میں ہر عبادت کا ثواب بیس لاکھ گونہ ہوتا ہے اور مسجد حرام میں ایک لاکھ اور مسجد حضور میں پچاس ہزار اور بیت المقدس میں پانچ ہزار و وَرَدَ غَیْرُ ذٰلِکَ اور ماہ رمضان میں نفل کا ثواب فرض کے برابر عُمْرَۃٌ فِیْ رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّۃً مَّعِیَ اور فرض کا لا اقل ستر گونہ وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ۝

پہلا باب

اعظم ارکان و افضل اعمال یعنی نماز کے بیان میں

اس باب میں چار فصلیں ہیں۔

فصل اوّل

فضائل و فوائد نماز میں نماز حضوری بارگاہ بے نیاز ہے اور مقام مناجات

ورانہ اگر مصلی جانے کس کے حضور بلایا جاتا ہوں دنیا و ما فیہا ترک کر کے سر کے بل مسجد کی طرف دوڑے مقصود و غایت ہر عبادت سے ثواب و جنت ہے اور نماز خود مقصود و غایت عارفین کہتے ہیں اگر بندے کو نماز و بہشت میں کریں نماز اختیار کرے یہ دولت ہے نہایت قُسِمَتِ الصَّلٰوۃُ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ عَبْدِیْ نِصْفَیْنِ فَنِصْفُھَا لِیْ وَ نِصْفُھَا لِعَبْدِیْ بہشت میں کہاں جو مسجد میں جاتا ہے گویا خدا کی زیارت کرنے والا ہے اس کے ہر قدم پہ ایک نیکی لکھی جاتی ہے دوسرے پہ ایک گناہ معاف ہوتا ہے جو بندہ خالصاً وجہ اللہ نماز پڑھتا ہے گناہ اس کے پرگھائے درخت کی طرح جھڑتے ہیں اور فرشتے خدا کے حضور اس کی مدح و ثنا کرتے ہیں اور اس کے حق میں دعا اور اس کی دعا پہ آمین کہتے ہیں اور اس کے لیے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں پروردگار اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس کے ساتھ اپنے فرشتوں سے مباہات کرتا ہے اور ایک منادی پکارتا ہے اگر یہ مناجات کرنے والا جانتا کس سے مناجات کرتا ہے دوسرے کی طرف التفات نہ کرتا اور جو رات کو نماز کے لیے لحاف سے جدا ہوتا ہے خدائے تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے میرے اس بندہ کو دیکھو میرے واسطے اپنا لحاف چھوڑ کر نماز میں مشغول ہے ارباب طریقت فرماتے ہیں جب بندہ برعایت ارکان و شرائط و جمع ظاہر و باطن نماز پڑھتا ہے اس کے دل پر ایک نور چمکتا ہے جس سے عجائب ملک و غرائب ملکوت بقدر صفائی قلب و ہمت مصلی منکشف ہوتے ہیں بعض پر حقائق اشیاء اور بعض پر ان کی مثالیں اور کسی پر صفات الٰہیہ کے انوار اور دوسروں پہ اسرار افعال ظاہر کرتا ہے جو ترقی مسلمان کو نماز میں حاصل ہوتی ہے کسی کام میں نہیں اور جو راز اس سے کھلتے ہیں کسی عمل سے ظاہر نہیں ہوتے سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے بہشت و دوزخ نماز میں ملاحظہ فرمائے اور حاجیوں کے کپڑے چرانے والے اور اس

عورت کو جس نے بلی باندھ کر بھوک اور پیاس سے ہلاک کی دوزخ میں دیکھا ،
حقیقت اس کی اذہان سافلہ کے ادراک سے وراء ہے شیخ ابو سعید ابوالخیر قدس سرہ
کے مرید نے ان کے حجرے میں ایک نور دیکھا بے اختیار چلایا اِنّیْ رَاَیْتُ رَبِّیْ
تحقیق میں نے اپنے پروردگار کو دیکھا شیخ نے فرمایا اے نادان تو کہاں اور وہ
ذات پاک کہاں یہ نور تیرے وضو کا ہے جب نور وضو کا یہ حال ہے تو نماز کی
حقیقت ہر کس و ناکس کب سمجھے مگر قیامت کو یہ نور مصلی کی پیشانی پر ظاہر ہوگا
کہ نشان سجدے کا چودھویں رات کے چاند کے مانند چمکے گا اگر شامت اعمال
سے دوزخ میں جاوے گا آتش جہنم مواضع سجود کو نہ جلا سکے گی . خدا کو کوئی عمل
نماز سے زیادہ پیارا نہیں ورنہ فرشتوں کو اس میں مشغول کرتا وہ ارکان نماز میں
مصروف ہیں بعض رکوع بعض سجود بعض قیام بعض قعود میں پیغمبر صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو جو خوشی و راحت نماز میں حاصل ہوتی کسی عبادت میں نہ ملتی اکثر فرماتے
اَرِحْنَا یَا بِلَالُ بِالصَّلٰوۃِ آرام پہنچا ہمیں اے بلال نماز سے حدیث میں ہے نماز
بہشت کی کنجی ہے احمد و ابو داؤد کی حدیث میں آیا پانچ نمازیں خدا نے فرض
کیں جو ان کا وضو اچھی طرح کرے اور انھیں وقت پر پڑھے اور ان کا رکوع و
سجود خضوع و خشوع سے پورا کرے اس کے لیے خدا پر عہد ہے کہ بخشدے
اور جو ایسا نہ کرے اس کے لیے خدا پر عہد نہیں چاہے بخشے چاہے عذاب
کرے امام مالک و ابن حبان و نسائی کی روایت میں بھی قریب اس کے
وارد اللہ جل شانہ فرماتا ہے وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ صبر و نماز سے مدد چاہو
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کچھ رنج و ملال ہوتا نماز پڑھتے ابن عباس کا بیٹا
مر گیا نماز پڑھنے لگے اور ارشاد ہوتا ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ نماز
بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے کسی نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض

کیا فلاں شخص رات کو نماز پڑھتا اور صبح ہوتے چوری کرتا ہے ارشاد ہوا اسے منع کر دے گا تو تو کہتا ہے یعنی نماز اس کی چوری چھڑا دے گی اور فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ ہُمْ عَلٰی صَلَاتِہِمْ یُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الْوَارِثُوْنَ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ہُمْ فِیْہَا خَالِدُوْنَ ۝ یہ آیت باآواز بلند پکارتی ہے کہ نماز دخول فردوس میں دخل تام رکھتی ہے اور فرماتا ہے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّہَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْہِبْنَ السَّیِّاٰتِ ذٰلِکَ ذِکْرٰی لِلذَّاکِرِیْنَ ۝ سیاق آیت سے ظاہر کہ حسنات سے نمازیں مراد ہیں اور ان کے سبب گناہ بخشے جاتے ہیں حدیث میں بھی وارد ہوا نماز پنجگانہ گناہوں کو اس طرح دور کرتی ہے جیسے پانی میل کو سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ پروردگار تقدس وتعالیٰ نمازی سے راضی ہوتا ہے اور قیامت کو اُسے اپنے دیدار سے مشرف کرے گا اور یہ ایسی دولت ہے کہ نہایت نہیں رکھتی اور دنیا و ما فیہا بلکہ بہشت جنت اس کی قیمت نہیں ہو سکتی سخت بے ہمت ہے کہ اس عمدہ کام میں جس کی بدولت یہ دولت اور بے نہایت نعمت حاصل ہو کاہلی کرے اور اپنی جان مصیبت میں ڈالے عذاب آخرت کی صعوبت جو بے نمازپر ہو گی بیان سے باہر ہے دنیا میں بھی ہزار طرح کی بلا وآفت اس پر نازل ہوتی ہے لکھا ہے بغداد میں ایک امیر زادی مر گئی جب غسل کے لیے چادر اتاری ایک اژدہا بدن سے لپٹا نظر آیا لوگوں نے مارنا چاہا میت کے باپ نے کہا یہ سانپ خدا کے غضب کا ہے مارا نہ جاوے گا پھر سانپ سے کہا میں جانتا ہوں تو خدا کے حکم سے آیا مگر ہمیں بھی حکم ہے کہ سنت کے مطابق تجہیز وتکفین کریں اس کام کی مہلت دے سانپ فوراً جدا ہو گیا اور ایک کونے میں جا بیٹھا جب اسے غسل وکفن دے کر پلنگ پر ڈالا جھپٹ کر بدستور لپٹ گیا آخر ساتھ ہی دفن ہوا لوگوں نے اس امیر سے پوچھا یہ لڑکی کیا گناہ کرتی تھی کہا کبھی نماز قضا کرتی اس سے

زیادہ مصیبت کیا ہوگی کہ تارک جمعہ کے حق میں وارد ہوا اگر باز نہ آوے گا حق تعالیٰ اس کے دل پر مہر کردے گا پس تارک پنجگانہ کا کیا حال ہوگا اور ارشاد ہوتا ہے اِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ اس آیت سے ظاہر ہے کہ بے نماز قیامت آنے کا اعتقاد نہیں رکھتا اور جو اس کا اعتقاد نہیں رکھتا خدا کی بات جھٹلانے والا ہے اس لیے ارشاد ہوا وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ۝ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ اور جب کہا جائے رکوع کرو نہیں کرتے، خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لیے دوسری جگہ اس سے زیادہ تصریح ہے اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ نماز برپا رکھو اور مشرکین سے مت ہو جاؤ اور حدیث میں بھی وارد مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ جس نے نماز ترک کی تحقیق کافر ہوا اسی طرح بہت آیات و احادیث کہ بعض ان سے ہم نے سرور القلوب فی ذکر المحبوب اور اپنی تفسیر میں ذکر کیں بے نمازی کے کفر پر دلالت کرتی ہیں اور امیر المومنین عمر اور سیدنا عبداللہ ابن مسعود اور عبداللہ بن عباس اور معاذ بن جبل اور جابر بن عبداللہ اور ابو درداء اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور عبداللہ بن مبارک اور ابراہیم نخعی اور حکم بن عیینہ اور ابو ایوب سختیانی اور ابو داؤد طیالسی اور زہیر بن حرب وغیرہم صحابہ تابعین و ائمہ دین رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین اسے کافر کہتے اور امام مالک و امام شافعی قتل کا حکم دیتے ہیں، اکثر مالکیہ، حنبلیہ و شافعیہ گردن مارتے اور بعض شافعیہ و مالکیہ تیز ہتھیار سے بدن میں زخم لگاتے ہیں یہاں تک کہ مرجاوے یا توبہ کرے امام اعظم اور ابو یوسف اور زہری اور مزنی اور حافظ ابوالحسن علی مقدسی اگر توبہ نہ کرے دائم الحبس کرتے ہیں اور بعض شافعیہ و مالکیہ کا فتویٰ یہ ہے کہ بے نماز کو غسل نہ دیا جائے اور نماز جنازہ اس کی نہ پڑھی جائے قبر اس کی ٹیلہ نہ کی جائے بلکہ تذلیل کے لیے زمین کے برابر رکھیں کہ اس نے ایسے عمدہ فرض کو ذلیل سمجھا اور حق اس کا ادا نہ کیا بالجملہ جو

قدر و منزلت اس عبادت کی ہے کسی عمل کی نہیں اور جس قدر اہتمام شارع کو اس کا منظور دوسری عبادت کا نہیں روزہ مریض و مسافر اور حج سفر سے عاجز اور زکوٰۃ بے مقدور پر فرض نہیں مگر نماز سوا حائض اور نفسا کے سب مکلفوں پر فرض ہے اسی لیے اس عبادت میں نیابت اصلا مداخلت نہیں رکھتی بخلاف حج کے کہ غیر کی طرف سے ہو سکتا ہے اور شیخ فانی روزہ کے عوض فدیہ دے سکتا ہے زکوٰۃ وغیرہا عبادات مالیہ میں بھی نیابت جاری ہے پہلا فرض اس امت پر نماز ہے اور پہلے اسی کا حساب ہوگا اور اسی سے مواخذہ کیا جاوے گا اگر وہ پوری نہ نکلی سب اعمال رد کر دیے جاویں گے مسلمانوں کو چاہیے اس عمدہ عبادت کو کمال شوق و رغبت سے بجا لاویں اور عذر و بہانے پیش نہ کریں یہ عذر و بہانے قیامت کے دن پیش نہ کیے جاویں گے اس روز اگر دریا خون کا آنکھوں سے بہائیں گے دو رکعت نماز کی اجازت نہ پاویں گے وَ قَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَ هُمْ سَالِمُوْنَ ۝ آج اختیار باقی ہے قضا نمازیں ادا کریں اور پنجگانہ مسجد میں حاضر ہو کر جماعت کے ساتھ پڑھیں احادیث صحیحہ میں جماعت کی تاکید اور تارک پر وعید شدید وارد فقہا فرماتے ہیں اگر اہل شہر جماعت چھوڑ دیں امام ان پر جہاد کرے بعض نمازی جماعت میں حاضر نہ ہوئے سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے ارادہ کیا کسی کو نماز پڑھانے کا حکم دوں اور ان پر ان کے گھر جلا دوں۔ ایک روز آپ نے نماز صبح پڑھائی پس از فراغ ارشاد فرمایا کیا فلاں فلاں شخص حاضر ہیں لوگوں نے عرض کیا نہیں فرمایا یہ دو نمازیں یعنی صبح و عشا منافقین پر نہایت گراں ہیں اور اگر وہ ان کی فضیلت سے واقف ہوتے تو افتاں و خیزاں آتے اور فرماتے ہیں اگر کسی قریہ یا بادیہ میں تین آدمی بھی ہوں اور نماز جماعت سے

نہ پڑھیں شیطان ان پر غالب ہو جاوے اور فرماتے ہیں کہ جماعت لازم پکڑو کہ بھیڑیا یعنی شیطان اسی کو کھاتا ہے جو گلہ سے الگ ہوتی ہے اور فرماتے ہیں جو اذان سن کر بلا عذر مسجد میں نہ آئے گھر میں نماز پڑھ لے وہ نماز اس کی قبول نہ ہو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ عذر کیا ہے فرمایا خوف یا مرض اور فرماتے ہیں اگر عورتوں اور لڑکوں کے بچنے کا خوف نہ ہوتا تو اپنے غلاموں کو حکم دیتا کہ تارکان جماعت عشا اور ان کے گھر اور مال و متاع کو جلا دیں اور فرماتے ہیں جو اذان سن کر مسجد میں حاضر نہ ہو ملعون ہو جاوے ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جسے خوش آتا ہو کہ روز قیامت خدا سے مسلمان ملے نماز پنجگانہ مسجد میں پڑھے اگر نمازیں گھر میں پڑھو گے تو اپنے نبی کی سنت ترک کرو گے اور جب اپنے نبی کی سنت ترک کرو گے گمراہ ہو جاؤ گے عہد رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی جماعت ترک نہ کرتا تھا مگر منافق ظاہر النفاق اس کے سوا بہت احادیث وارد ہیں کہ ترک جماعت کے جرم عظیم و سخت گناہ ہونے پر شاہد ہیں۔ سلف صالح کی تکبیر اولیٰ فوت ہوتی تو تین روز اور جماعت ہاتھ نہ آتی تو سات روز تک اپنا ماتم کرتے حاتم اصم رحمہ اللہ فرماتے ہیں میری نماز جماعت فوت ہوئی سوا ابو اسحق بخاری کے کوئی تعزیت کو نہ آیا اگر میرا بیٹا مر جاتا تو دس ہزار آدمی سے زیادہ تعزیت کو آتے کہ مصیبت دین مصیبت دنیا سے لوگوں کی نگاہ میں سہل و آسان ہے میمون بن مہران مسجد میں آئے کسی نے کہا نماز ہو گئی فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ٥ مجھے یہ نماز ولایت عراق سے زیادہ عزیز تھی لہٰذا وَاللّٰہُ وَلِیُّ التَّوْفِیْقِ وَمِنْہُ الْوُصُوْلُ اِلٰی سَوَآءِ الطَّرِیْقِ اِنَّہٗ تَعَالٰی بِالْاِسْتِعَانَۃِ حَقِیْقٌ۔
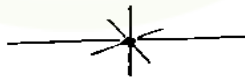
فصل دوسری شروط نماز کے بیان میں

شرع میں شرط خارج موقوف علیہ کو کہتے ہیں اور وہ پانچ ہیں ۔

اوّل طہارت : اور وہ دو قسم ہے طہارتِ ظاہر کہ بدن و جامہ و مکان کی پاکی سے عبارت ہے اور طہارتِ باطن کہ حسب تصریح امام حجۃ الاسلام محمد بن غزالی کے تین قسم ہے پاکی سر کی غیر حق و ما سوائے اللہ سے اور یہ طہارت انبیا و صدیقین کی ہے قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِیْ خَوْضِهِمْ یَلْعَبُوْنَ ۝ دوم پاکی دل کی اخلاق مذمومہ سے مانند کبر و حسد و عجب و ریا کے یہ طہارت متقین کی ہے اور اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ اس کی طرف اشارہ سوم پاکی جوارح کی ذنوب و معاصی سے کہ طہارت پارساؤں کی ہے جو لوگ طہارت کو طہارت ظاہر میں منحصر سمجھتے اور اس میں حد سے زائد تکلف اور مبالغہ کرتے ہیں حقیقت طہارت سے جاہل ہیں صحابۂ کرام اس میں اس درجہ تکلف و اہتمام نہ فرماتے ہمہ تن تطہیر و تنظیف باطن میں مصروف رہتے آیا یہ فضائل بُنِیَ الدِّیْنُ عَلَی النَّظَافَۃِ اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ ۝ صرف طہارت ظاہر کے ہیں حاشا و کلا بلکہ طہارت حقیقیہ و نظافت قصوی طہارت باطن ہے خصوصاً قسم اول کہ افضل مراتب ہے ہاں یہ طہارت کمال نماز کے لیے شرط ہے اور اصل نماز کی صحت اس پر موقوف نہیں لہٰذا فقہا اس سے بحث نہیں کرتے ۔

دوم ستر عورت کہ فقہا کے نزدیک جزو خالص بدن چھپانا اور اہل طریقت کے طور پر اس کے ساتھ فضائح باطنیہ کا اخفا شرط ہے لیکن چھپانا ان کا علاّم الغیوب سے ممکن نہیں ناچار خوف و ندامت و خجلت کو قائم مقام اس کے کرتے ہیں کہ جو غلام اپنے رحیم و کریم مولیٰ کی نافرمانی کر کے بھاگے اور

کہیں ٹھکانہ نہ پاکر پھر اُسی کے در پر آ پڑے خوف سے بدن کانپتا ہو اور اپنی حرکتوں پر شرمندہ کہ ندامت و خجلت سے سر نہ اٹھا سکے وہ مولیٰ ایسے غلام کی حرکتوں سے چشم پوشی و اغماض کرتا ہے اور اس کے قصور سے درگزر فرما کر اپنی مہربانیوں سے نوازتا ہے ۔

سوم نیت اور وہ اس جگہ ارادۂ خالصہ للہ سے عبارت ہے اور مراتب خلوص متفاوت ایک یہ کہ امتثال امر الٰہی ملحوظ ہو اور غیر کی طرف نظر نہ کرے جو شخص عبادت سے اپنی ناموری یا قدر و منزلت خلق کے دل میں چاہتا ہے عبادت اس کی ہرگز قبول نہیں قیامت کو اس سے کہا جائے گا اے فاجر اے غادر اے کافر اے خاسر تیرا عمل گم اور اجر حبط ہوا اپنا اجر اس سے لے جس کے لیے عمل کرتا تھا اور اعلیٰ مرتبہ اس کا یہ ہے کہ اپنے حظ و نصیب کو بھی دخل نہ دے جو عذاب آخرت کے خوف سے نماز پڑھتا روزہ رکھتا ہے اس غلام کے مانند ہے کہ مار کے ڈر سے چار ناچار مولیٰ کی خدمت کرتا ہے اور جو حور و قصور کے لیے بندگی و عبادت کرتا ہے وہ درحقیقت خادم ان چیزوں کا ہے نہ خادم مولیٰ یہ مرتبہ ہر چند عقل کا مقتضی ہے کہ عاقل جب دنیا کی عشرتوں اور نعمتوں کو فانی اور غم و نقصان اور دوسرے عیبوں سے مشوب و مکدر دیکھتا ہے اور جانتا ہے ایک عالم اور ہے اور اشرف و اکمل و دائم عیوب و نقصان سے پاک و مبرا اوقات عزیز اپنی اس کی طلب میں مصروف کرتا اور تھوڑی دیر کا آرام و راحت چھوڑ کر ثواب آخرت کی طرف کہ باقی و ثابت ہے راغب ہوتا ہے مگر کامل اس عبادت کو چار وجہ سے ناقص سمجھتے ہیں ۔

وجہِ اوّل : جس بات میں حظ نفس کو دخل ہے خالص نہیں اور جو خالص نہیں

ناقص ہے بندہ مخلص اپنے حظ و نصیب سے مطلب نہیں رکھتا اور اپنی خواہش
و مراد محبوب پر قربان کرتا ہے عارف حکم میت میں ہے وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا
بِالصَّبْرِ ۝ اور مردے کو خواہش و آرزو سے کام نہیں اسی جگہ سے کہتے ہیں مَنْ
لَهُ شُغْلٌ فِي دُنْيَاهُ أَوْ فِي قَلْبِهِ حَدِيثُ عُقْبَاهُ فَلَيْسَ لَهُ نَصِيبٌ مِنْ خِدْمَةِ مَوْلَاهُ

وجہ دوم — امام شمس الدین سجاوندی کہتے ہیں بندے کو مولیٰ کی خدمت میں
اُجرت پر نظر رکھنا بیجا ہے مسئلہ شرع ہے کہ غلام اپنے مولیٰ کے
کام میں اُجرت کا مستحق نہیں پروردگار نے اسے جو نعمتیں عطا کیں کسی شے
کے عوض نہ دیں اسے بھی چاہیئے کہ اس کی بندگی کو جنت کا وسیلہ اور دوزخ
سے سپر نہ ٹھہرادے سوا اس کے عبادت اس کی توفیق سے ہوتی ہے کہ
شاہی سے کوئی چیز بادشاہ کے پیش کش کرنا اور اسے حسن خدمت و موجب
استحقاق سمجھنا نرا جنون ہے اور خواہ مخواہ عوض ضرور ہے تو کیا وہ نعمتیں جو خدمت
سے پہلے عنایت ہوئیں تھوڑی ہیں جو ابھی مطالبہ باقی ہے طرّہ یہ ہے جو چیز
عبادت کے بدلے طلب کرتا ہے تیری ناقص عبادت اس کی قیمت نہیں و
لنعم ما قیل ؎

قدسی ندانم چوں شود سودائے بازارِ جزا
او نقد آمرزش بکف من جنس عصیاں در بغل

جو ناداں مٹھی بھر جَو بادشاہ کے حضور لے جاوے اور سمجھے کہ میں اس
خدمت سے بڑے عہدے کا مستحق ہو گیا دیوانہ ہے اگر عقل رکھتا نقصان خدمت
پر شرمندہ ہوتا ؎

چگونہ سرز خجالت بر آوردم از پیش
کہ خدمتے بسزا بر نیامد از دستم

اے عزیز اپنی ناچیز خدمت پر نظر کرتا ہے اور اس شئے کی قدر و منزلت جسے اس کی عوض چاہتا ہے نہیں دیکھتا پروردگار اسے عزیز و گرامی فرماتا ہے اِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيْماً وَّ مُلْكاً كَبِيْراً ۝ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے بیش بہا فرماتے ہیں اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ غَالِيَةٌ اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ الْجَنَّةُ تو بھی عزیز وگرامی سمجھ اور بیش قیمت جان اور اپنی ناقص عبادت اس کے مقابلہ میں شمار نہ کر اگر تجھے ہزار برس کی عمر دیں اور تمام انفاس اپنے بندگی و عبادت میں صرف کرائیں اس ملک عظیم و بے بہا نعیم کے سامنے کیا حقیقت ہے۔

وجہ سوم اپنے فعل پر نظر اور اس کے لیے قدر و قیمت ثابت کرنا کم ظرفی ہے۔ اَلْحَذَرْ اَلْحَذَرْ اَيُّهَا الْمَاكِرُ وَ الْمُدَرُّ بڑے بڑے ولا ور اس جگہ معترف بقصور ہیں مَا عَبَدْنٰكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم عرض کرتے ہیں لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ تیری کیا حقیقت جو اپنی عبادت پر ناز کرتا ہے کیا تو نے نہ سُنا ابلیس نے اسی ہزار برس عبادت کی ایک ساعت اپنی طرف دیکھا سب حبط ہوئے اور ملعون ابدی ہو گیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ جو مجاہدہ کرتا ہے اپنی جان کے لیے کرتا ہے بیشک اللہ تعالیٰ تمام جہان سے بے پرواہ ہے ایسے غنی کو جسے تمام عالم کی پرواہ نہیں حقیر خدمت اور ناقص عبادت دکھاتا ہے ہیہات ہیہات یہ خدمت اس درگاہ کے لائق نہیں ہاں وہ کریم ہے اور کریم ناقص ہدیہ رد نہیں کرتا اور تھوڑی محنت پر بہت انعام دیتا ہے اگر اپنے فضل و کرم سے قبول کرے اور انعام بے نہایت کہ لَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ اور مَالَا عَيْنٌ رَأَتْ وَ لَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَ لَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ جس سے عبارت ہے عنایت فرمادے کچھ بعید نہیں

سہ می توانی کہ دہی اشک مرا حسن قبول
اے کہ دُر ساختہ قطرہ بارانے را

بلکہ جس حالت میں براہ بندہ نوازی بلا استحقاق ہماری عبادت پر ثواب آخرت ونعیم جنت کا وعدہ کیا تو امید قوی ہے کہ اس انعام سے ہمیں نوازے گا حقیقت رجا عبادت میں یہی ہے نہ یہ کہ اُسے ثواب آخرت ونعیم جنت کی قیمت سمجھے اور استحقاق اپنا ثابت کرے۔

وجہِ چہارم محب صادق سوا محبوب کے کسی طرف التفات نہیں کرتا سہ

چو دل با دلبرے آرام گیرد
ز وصل دیگرے کے کام گیرد
نہی صد دستہ ریحاں پیش بلبل
نخواہد خاطرش جز نکہت گل

اور عیش وعشرت سے کام نہیں رکھتا سہ

ھنیئاً لارباب النعیم نعیمہم
وللعاشق المسکین ما یتجرع

اگر وعدۂ دیدار بہشت میں نہ ہوتا ذکر اس کا دوستانِ خدا کی زبان پر نہ آتا اور کوئی خوشی کے ساتھ اس میں قدم نہ رکھتا یہ لوگ اگر مطلوب حقیقی بہشت میں نہ پائیں اس کی نعمتیں رحمت سمجھیں اور بفرض محال دیدار دوزخ میں میسر ہو تو آتش جہنم کو توتیائے چشم بنائیں اور طوق وسلاسل بہشت کے کنگنوں سے بہتر نظر آئیں اور کریمہ سارعوا الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ اس مقام پہ وارد نہیں کہ مشتاق کو اس مکان کی طرف جس میں وصل موعود ہو دوڑنا ضرور ہے سہ

امر علی الدیار دیار لیلیٰ اقبل ذا الجدار و ذا الجدار ا

وما حب الدیار شغفن قلبی ولکن حب من زان الدیارا

اے عزیز بہشت کو انواع نعمت و ہزاران زینت سے آراستہ کرنا اور لیے حصول دیدار کی جگہ ٹھہرانا پھر اس کی طرف بلانا امتحان کے لیے ہے کہ کون مطلوب بالذات سمجھ کر اس کی طرف دوڑتا ہے اور کون وصل یار ولذت دیدار کے لیے طلب کرتا ہے جب طلب آخرت کا یہ حال ہے تو جو لوگ دنیا کے لیے عبادت کرتے ہیں دین کو دنیا کے بدلے بیچتے ہیں کیا عجب یہود کے ساتھ ایک رسی میں باندھے جاویں اگر اعلیٰ مرتبۂ اخلاص بخت کی نارسائی سے حاصل نہ ہو تو ادنیٰ مرتبہ کو ثواب خلق کی طرف نظر نہ کرے واجب لیکن صرف یہ امر عدمی کافی نہیں نیت وارادہ للہ یعنی لا اقل اس قدر سمجھنا کہ خدا کے لیے نماز پڑھتا ہوں ضرور ہے یہاں تک کہ نماز غفلت دل کے ساتھ صحیح نہیں اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکۡرِیۡ اصل امر میں وجوب ہے وَلَا تَکُنۡ مِّنَ الۡغٰفِلِیۡنَ ○ اور ظاہر نہی سے تحریم حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس نماز میں دل حاضر نہیں عذاب کی طرف شتابی کرنے والی ہے ابو العالیہ کریمہ اَلَّذِیۡنَ ہُمۡ عَنۡ صَلَاتِہِمۡ سَاہُوۡنَ ○ کی تفسیر فرماتے ہیں یعنی وہ لوگ جو نماز میں بھولتے ہیں کہ رکعتوں کا شمار نہیں رکھتے احیاء العلوم میں مرقوم مروی ہے بنی اسرائیل کے ایک پیغمبر کو وحی ہوئی اپنی قوم سے کہدے بدنوں کے ساتھ میرے پاس آتے ہو اور اپنی زبانیں مجھے دیتے ہو اور دل مجھ سے غائب رکھتے ہو باطل ہے جس کی طرف جاتے ہو اے عزیز جو حقیقت نماز سے واقف ہے خوب جانتا ہے کہ غفلت اس کی ضد ہے اور کوئی شے اپنی ضد ومنافی کے ساتھ جمع نہیں ہوتی اور حضور قلب روح نماز ہے اور قالب بے روح مردہ اور عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ اس مضمون پر اجماع کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن جو کہ یہ امر اکثر اشخاص پر دشوار للہذا فقہا رحمۃ اللہ علیہم صرف وقت تکبیر کے قلب صحت نماز کے لیے کافی کہتے اور محققین فقہائے حنفیہ فرماتے ہیں معتبر اس جگہ

عمل قلب ہے مجرد الفاظ کفایت نہیں کرتے کہ وہ کلام ہے نہ نیت مگر اس
کے حق میں کہ کثرت یا شدت ہموم سے دل حاضر نہ کر سکے بالجملہ فقہا وقت تکبیر
کے اس قدر سمجھنا کہ بتعمیل حکم الٰہی مثلاً نماز فجر پڑھتا ہوں کافی جانتے ہیں اور
حدیث مذکور و اقوال سلف کو ترغیب احضار قلب و تشدد پر محمول کرتے ہیں
اور تحقیق یہ ہے کہ نمازِ عوام مومنین جس سے فقہا باحث صرف اس قدر اور اس
طرح طہارت ظاہر وغیرہا شرائط مصرحۂ فقہا سے تمام ہو جاتی ہے گو اہل کمال
اُسے صورت نماز سمجھیں اور ثواب کہ اس پر موعود ہے حاصل ہو جاتا ہے اگرچہ
یہ حضرات اُسے صورت ثواب کہیں اور اقوال سلف جو اس کے فساد کا حکم کرتے
ہیں نماز کاملین کے حق میں وارد کہ حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّاٰتُ الْمُقَرَّبِیْن ورنہ یہ حکم
تکلیف بالمحال کے قریب ہے کہ نماز بمجرد بلوغ فرض ہوتی ہے اور تطہیر باطن
اور اسی طرح حضور قلب ابتدائے کار میں اختیار سے خارج پہلے قدم میں کوئی منزل
طے نہیں ہوتی اور قلم ہاتھ میں لیتے ہی یاقوت رقم خاں نہیں ہو جاتا پس
جو نادان عقل کے اندھے کہتے ہیں کہ جب دل حاضر نہیں تو ہمیں نماز سے کیا
حاصل محض جاہل ہمیں تعمیل چاہیے کال کرنا اور قبول فرمانا اس کے متعلق ہے اور
وہ جو بعض احمق شیطان کے پیرو کہتے ہیں کہ ہم حقیقت نماز ادا کرتے ہیں،
صورت نہ ادا کرنا ہمیں کیا مضر جواب اس کا یہ ہے کہ صورت بے حقیقت
اگرچہ ناقص ہے مگر حقیقت بے صورت باطل جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ
وسلم اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ تمام اہل کمال جن کے کفش بردار ہیں
اسی صورت سے نماز پڑھتے ان مدعیان خامکار کو اس کے ترک کی کس نے اجازت
دی اور اس کی طرف کس وجہ سے حاجت نہ رہی۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ
الْعَلِیِّ الْعَظِیْم ۔

چہارم وقت استیعاب اوقات میں حرج عظیم تھا کہ بندے کھانا پینا سونا وغیرہا ضروریات نہ کر سکتے اور جو نماز غیر معین اوقات میں فرض ہوتی تو نفس تسویف کی گھاٹی میں ڈالتا کہ جلدی کیا ہے پڑھ لیں گے یہاں تک کہ اس دولت سے محروم رہتے لہٰذا پروردگار عالم نے یہ عمدہ عبادت اوقات معینہ میں فرض کی اور آٹھ پہر میں تھوڑی دیر اس کام کے لیے مقرر فرمائی تا تحصیل معاش اور دنیا کے کاروبار میں حرج نہ ہو باوجود اس رعایت کے تعمیل میں قصور سراسر شرارت و بغاوت اور موجب طرد و لعنت ہے جب بادشاہ کوئی حکم برعایت مصالح رعیت نافذ فرماتا ہے سب لوگ برضا و رغبت قبول کرتے ہیں سوا سرکش باغی کے جو اس کی سلطنت سے کنارہ اور مقابلہ کو آمادہ ہے قریب ہے کہ قہر سلطانی اس کی سرکوبی کو فوج ظفر موج بھیجے کہ انواع عذاب سے ہلاک کر کے کسی گڑھے میں ڈال دے سزا اس کی جو پادشاہان دنیا سے بغاوت کرے اس قدر ہے خلاف بادشاہ حقیقی کے کہ جو اس سے بغاوت کرتا ہے بعد ہلاک کرنے فوج کے کہ اس جگہ ملائکہ عذاب سے عبارت ہے وہ گڑھا اس کے حق میں دوزخ ہو جاتا ہے قیامت تک اس میں جلتا ہے حشر کے دن اس سے زیادہ سختی اور مصیبت میں مبتلا ہوگا پھر دوزخ میں جاویگا وہاں آگ کا طوق گلے میں ڈالیں گے اور آگ کی زنجیریں پہنائیں گے زقوم کھادے گا اور پیپ لہو دوزخیوں کا پینے گا بڑے بڑے سانپ بچھو جن کا ایک زخم عالم کو ہلاک کرے کاٹیں گے کیا قرنوں یہ بلائیں اٹھانا ہیں اور پانچ وقت نماز پڑھنا دشوار نَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَوْنَ وَالتَّوْفِيْقَ۔

پنجم استقبال قبلہ نماز مقام مناجات و راز ہے اور اس امر کے لیے استقبال ضرور لیکن حقیقت توجہ اس جگہ مقصور نہیں کہ

وہ ذات پاک جہت و مقابلہ سے منزہ ہے بلکہ خاک افتادہ اپنے حیز سے عروج نہیں کرتی اس درگاہ تک رسائی پھر کہاں ناچار کعبے کی طرف جسے جناب الٰہی نے تشریفاً اپنا گھر فرمایا متوجہ ہوتی ہے البتہ روح انسانی عالم امر سے ہے وہ اس عالم کی طرف توجہ کر سکتی ہے پس قبلہ جسم خاکی کا کعبہ اور روح انسانی کا رب کعبہ ہے اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ اسی توجہ کے دو مرتبوں کی طرف اشارہ ہے۔

پہلا مرتبہ کَاَنَّکَ تَرَاہُ اہل محبت کا ہے کہ دل ان کا مشاہدہ محبوب میں مستغرق ہے ما دون حق سے اصلا کام نہیں رکھتے خصوصا جس وقت محبوب اپنے حضور بلاوے اور ملاقات و مناجات سے مشرف فرمائے اس وقت دنیا و مافیہا کو گوشۂ چشم سے نہیں دیکھتے بلکہ نعمت دو عالم کی طرف التفات نہیں کرتے اے عزیز اگر مجنوں کو وصل لیلیٰ کی بشارت دیتے ملک اسکندر و حکومت دارا اس کے صلے میں دیتا اور جو تمام دنیا اس کے قبضے میں ہوتی نثار کرتا ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ہم اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم باتیں کرتے جب نماز کا وقت آتا یہ حال ہو جاتا گویا آپ ہمیں اور ہم انھیں نہیں پہچانتے کسی نے ایک کامل سے پوچھا تمہیں نماز میں دنیا کی کوئی بات یاد آتی ہے فرمایا نہ نماز میں نہ اور وقت دوسرے بزرگ نے اس سوال کے جواب میں کہا کیا نماز سے زیادہ کوئی چیز پیاری ہے جسے یاد کروں مسلم بن یسار رحمۃ اللہ علیہ جب نماز کا ارادہ کرتے لوگوں سے کہتے اب تم باتیں کرو میں تمہاری بات نہ سنوں گا ایک کامل جب تک نماز پڑھتے آنسو داڑھی پر بہتے عامر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ جب نماز پڑھتے ان کی بیٹی دف بجاتی اور عورتیں جو چاہتیں کہتیں انھیں اصلا خبر نہ ہوتی ایک دن مسلم بن یسار

رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں نماز پڑھتے تھے ستون مسجد گر گیا لوگ دیکھنے کو جمع ہوئے انھیں خبر نہ ہوئی بعض اولیاء نے برسوں نماز پڑھی اور دائیں بائیں کے مقتدیوں کو نہ پہچانا اے عزیز یہ لوگ جس وقت قاصدان مولیٰ کی ندا سنتے ہیں حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ حَیَّ عَلَی الْفَلَاح یعنی اپنے محبوب کے دربار میں حاضر اور اس کے وصل سے مشرف ہو دنیا و مافیہا سے ہاتھ دھوکر خانۂ دوست کی طرف چلتے ہیں۔ جب اس کے حضور پہنچتے ہیں جان و تن کو وداع کر کے لذت وصل میں مستغرق ہو جاتے ہیں اس وقت سر کٹ جاوے یا بدن ٹکڑے ہو مطلق آگاہ نہ ہوں بعض اکابر اولیا حکایت کرتے ہیں کسی لڑائی میں میں مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی ران میں تیر لگا جب آپ نماز میں مشغول ہوئے لوگوں نے نکال لیا اور آپ کو خبر نہ ہوئی کسی کامل کے بعض اطراف میں اکلہ ہو گیا کسی طرح آرام نہ ہوا قطع عضو کی ٹھہری درد کے خوف سے کاٹ نہ سکے ناچار لوگوں نے نماز میں اس عضو کو کاٹا اور انھیں اصلا درد محسوس نہ ہوا قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِیْ خَوْضِهِمْ یَلْعَبُوْنَ اور تَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا اسی مقام کی طرف اشارہ ہے اور غلبۂ ذوق و شوق اس کے لوازم سے ہے کہ محب صادق محبوب سے جس قدر زیادہ قریب ہوتا ہے آتش شوق زیادہ بھڑکتی ہے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب نماز پڑھتے جوش سینہ کی آواز دو میل جاتی۔

فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ جس سے عبارت ہے چار امر کو مستلزم

دوسرا مرتبہ

اول حیا کہ جو دربار شاہی میں عین اس حالت میں کہ بادشاہ اس کی طرف متوجہ ہے اپنے کپڑے یا بدن میں نجاست دیکھتا ہے یا بادشاہ کی عظمت و جلال اور اپنی خدمت کے نقصان پر نظر کرتا ہے بالضرور دل میں شرماتا ہے اسی طرح بندہ جب نماز میں کہ بادشاہ حقیقی کا دربار ہے عیوب نفس و خبث

باطن کو خیال کرتا اور سمجھتا ہے کہ سب بادشاہوں کا بادشاہ جو ظاہر و باطن سے آگاہ ہے میرے عیبوں کو دیکھ رہا ہے یا حضرت احدیت جل جلالہ کی عظمت تصور کرتا ہے اور کہتا ہے اس دربار میں مقرب فرشتے اور اولوالعزم پیغمبر نہایت فروتنی اور عاجزی سے سر جھکاتے اور اولیاء و اصفیا کس ادب و تعظیم سے بندگی بجا لاتے ہیں میری ناقص عبادت باین عیب و نجاست باطن کس شمار میں ہے اسے اپنی حرکت سے شرم آتی ہے اور ڈرتا ہے مبادا بادشاہ اس ناقص عبادت کو رد کر دے یا اس حرکت پر کہ ایسے دربار میں لوث نجاست کے ساتھ آیا ہے ادب ٹھہرا کر نکال دے پس جو شخص نماز میں اپنے عیوب اور خدمت کے قصور پر نہیں شرماتا یا اس کے دل میں رد کا خوف نہیں آتا اس مرتبہ سے بہرہ نہیں رکھتا اے عزیز تیری کیا حقیقت بڑے بڑے کامل کہ ہزار اہتمام سے نماز ادا کرتے ہیں اس کے رد ہونے سے ڈرتے ہیں حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ سے حکایت ہے جب نماز کا وقت آتا ہے اچھی طرح وضو کر کے مصلے پر بیٹھتا ہوں تا اعضا جمع ہو جاویں پھر نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہوں کعبے کو بھنوں کے بیچ میں اور صراط کو پاؤں تلے اور بہشت کو دہنی طرف اور دوزخ کو بائیں جانب اور ملک الموت کو اپنے پیچھے اور اس نماز کو اپنی پچھلی نماز خیال کرتا ہوں پھر خوف و رجا میں کھڑا ہو کر تکبیر کہتا ہوں اور قرأت بترتیل و رکوع بتواضع و سجدہ بخشوع و قعود بہیئت مسنونہ اخلاص کے ساتھ ادا کرتا ہوں باوجود اس کے نہیں جانتا کہ میری نماز قبول ہوتی ہے یا نہیں۔

دوم نشاط و مسرت کہ جب آدمی کریم کے پاس جاتا ہے اور اسے اپنی طرف متوجہ پاتا ہے سمجھتا ہے اب مراد حاصل ہوئی اسی طرح جب نمازی پروردگار عالم جل ذکرہ کے کمال کرم پر نظر کرتا ہے اور اسے اپنی طرف متوجہ سمجھتا ہے امید اس کی قوی ہو جاتی ہے

فرحت و انبساط قلب اس امر کے ثمرات سے ہے۔

سوم خشوع و خضوع کہ جو بادشاہ کے حضور میں اس کی عظمت پہ نظر کرتا ہے کمال تذلل و ذوتنی بجا لاتا ہے امام حجۃ الاسلام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں موسےٰ علیہ و علیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام پہ وحی ہوئی اسے موسیٰ جب تو مجھے یاد کرے اس حال میں یاد کر کہ تو اپنے اعضا توڑتا ہو اور میری یاد کے وقت خاشع و ساکن ہو جا اور جب مجھے یاد کرے اپنی زبان کو دل کے پیچھے کر اور جب میرے روبرو کھڑا ہو بندۂ ذلیل کی طرح کھڑا ہو اور خوفناک دل اور راست گو زبان کے ساتھ مناجات کر داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی الٰہی تیرے گھر میں کون رہتا ہے اور تو کس کی نماز قبول کرتا ہے ارشاد ہوا میرے گھر میں وہی رہتا ہے اور اسی کی نماز قبول کرتا ہوں جو میری عظمت کے سامنے جھک جاتا ہے اور میری یاد میں دن کاٹتا ہے اور میرے واسطے نفس کو خواہشوں سے روکتا ہے اور بھوکے کو کھلاتا ہے اور مسافر کو ٹھہراتا ہے اور مصیبت زدے پہ رحم کرتا ہے اس شخص کا نور آسمانوں میں سورج کی طرح چمکتا ہے اگر وہ مجھے پکارتا ہے میں لبیک کہتا ہوں اور جو مجھ سے مانگتا ہے میں دیتا ہوں اس کے لیے جہل میں حکمت اور غفلت میں ذکر اور تاریکی میں روشنی کرتا ہوں مثال اس کی آدمیوں میں فردوس کے مانند ہے نہ اس کی نہریں خشک ہوں نہ پھل بگڑیں امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نماز تمہارے دین کا منہ ہے اپنے دین کا منہ خشوع سے آراستہ کرو بعض صحف میں ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے میں ہر نمازی کی نماز قبول نہیں کرتا اسی کی قبول کرتا ہوں جو میری عظمت کے لیے جھکتا ہے اور میرے بندوں سے تکبر نہیں کرتا اور میرے لیے بھوکے فقیر کو کھلاتا ہے۔

چہارم ہیبت کہ جو بادشاہ کے دربار میں جاتا ہے اور اس کی عظمت تصور کرتا ہے ایک خوف اس کے دل میں پیدا ہوتا ہے اسی کو ہیبت کہتے ہیں شیر بیشۂ شجاعت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ جب نماز کا ارادہ کرتے بدن میں لرزہ پڑتا اور رنگ چہرہ مبارک کا متغیر ہوجاتا اور فرماتے اس امانت ادا کا وقت آیا جس کا بوجھ آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں سے نہ اٹھ سکا اور ہم نے اٹھا لیا امام زین العابدین جب وضو کرتے رنگ زرد ہو جاتا لوگ کہتے آپ کی یہ کیا عادت ہے فرماتے کیا تم نہیں جانتے کس کے سامنے کھڑے ہونے کا ارادہ ہے اور کمال اس ہیبت کا یہ ہے کہ آدمی دنیا و امور دنیا سے غافل ہو جاوے جسے بادشاہان دنیا کے دربار میں ان و آں کا خیال نہیں آتا اور نماز میں ادھر اُدھر جھکتا ہے اس کے دل میں ان کا وقار عظمت الٰہی سے زیادہ ہے ایسا شخص مردود بارگاہ اور سرزنش کے لائق ہے کیا عجب کہ بادشاہ اس نالائق کو اپنے دربار سے نکال دے اور یہ

پانچواں تا اعتقفت اور یہ کہ مرتبۂ ثانیہ میں حاصل ہوتا ہے لو علم الناس من تناجی اس کی اشارہ ہے مگر کیفیت اس کی مرتبۂ اولیٰ سے ممتاز کہ یہ اثر ہیبت ہے اور وہ ثمرۂ محبت دوسرا اثر ہیبت کا سکون وقار ہے جو خدا کے حضور بے فائدہ حرکت کرے بے ادب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز میں اپنی داڑھی سے کھیلتا ہے فرمایا اگر یہ جانتا کہ کس سے مناجات کر رہا ہے تو ایسا نہ کرتا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نماز پڑھتے معلوم ہوتا گویا ستون ہیں اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکڑی کی طرح ساکن ہو جاتے بعض اکابر دین جب رکوع کرتے چڑیاں انھیں بے جان سمجھ کر ان پر بیٹھتیں خلف بن ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز میں مکھی نہ اڑاتے کسی

نے کہا آپ مکھی کی ایذا پر صبر کرتے ہیں فرمایا میں نے سنا ہے کہ فساق بادشاہوں کے کوڑوں پر صبر کرتے ہیں تا لوگ انہیں صابر کہیں اور اس بات پر فخر کرتے ہیں کیا میں خدا کے حضور مکھی کی ایذا پر صبر نہ کروں۔

یہ چھٹا امر ہے کہ مرتبۂ ثانیہ میں حاصل ہوتا ہے اے عزیز خوف الٰہی اصل کار ہے جسے خدائے کریم عقل سلیم عطا کرتا ہے ہر وقت اس سے ڈرتا ہے بعض صالحین نے چالیس برس خوف الٰہی سے سر نہ اٹھایا زرارہ بن اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھتے تھے جب اس آیت پر پہنچے فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ ۝ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ۝ مرکر گر پڑے ربیع بن خثیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ اکابر تابعین سے ہیں ہمیشہ آنکھیں نیچی رکھتے یہاں تک کہ لوگ انھیں اندھا سمجھتے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر جاتے ان کی لونڈی کہتی صدیقک ذٰلِکَ الْاَعْمٰی قَدْ جَاءَ آپ کا وہ اندھا یار آیا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہنستے اور ان سے فرماتے خدا کی قسم اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم تمہیں دیکھتے خوش ہوتے ایک روز ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ لوہاروں کے کوچے میں گزرے آگ کو شعلہ زن دیکھ کر گر پڑے آٹھ پہر بے ہوش رہے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے سرہانے بیٹھے فرماتے خدا کی قسم یہ خوف ہے۔

دلا بہر خدا ترسی قیامت غلغلی داری!
کینہ خدمت و سلطاں بخندیں بے نیازیہا

فصل تیسری صفت نماز میں

جو مسلمان بر عایت شرائط و ارکان و واجبات و سنن و مستحبات اس ترتیب و صفت کے ساتھ کہ مشہور اور کتب فقہ میں مذکور ہے بنظر تعمیل حکم

الہٰی عز مجدہٗ نماز پڑھے شرع شریعت میں نماز اس کی صحیح ہے مگر کمال اس کا یہ ہے کہ حقیقت ارکان و شرائط و واجبات و آداب بجا لادے اور ادا کے وقت ان کے اسرار پر نظر رکھے مثلاً روح و حقیقت طہارت یہ ہے کہ جس طرح بندہ نجاست حقیقی و حکمی سے ظاہر کو پاک کرتا ہے اسی طرح علایق دنیوی و خباثت مادی سے باطن کو صاف کرے کہ منظر بادشاہ حقیقی علام الغیوب کا باطن ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلٰکِنْ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ مکان کو کہ ظرف ابعد ہے اور لباس کہ بعید اور چمڑا کہ قریب ہے پاک کرنا اور دل کو کہ معروف اور جس کی طہارت اصل مطلوب ہے لوث چھوڑنا ایسا ہے جیسے ایک بادشاہ عالیجاہ اپنے غلام کو حکم دے کہ آج ہمارے حضور حاضر ہو کر نذر گزارنے اور وہ نادان ایک خسیس شے کہ ہرگز بارگاہ سلطان کے لائق نہیں خوان طلائی میں رکھ کر اور خوان پوش زربفتی مرصع اس پر ڈال کر حضور میں لیجاوے آیا بادشاہ اس کی اس حرکت پر ناخوش ہو کر کمال عتاب سے اسے نہ نکال دے گا اور وہ منظور و نامنظور فرما کر اس کے منہ پہ نہ مارے گا بعض مشائخ کرام کریمہ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَ اَنْتُمْ سُکٰرٰی میں سکر سے محبت دنیا اور اس میں استغراق مراد لیتے ہیں یعنی جس کا دل دنیا کی اُلفت اور اس کی لذت میں مستغرق ہے قابل حضوری نہیں حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ ۝ یعنی بیشک حال موافق قال اور باطن ہمزبان ظاہر نہ ہو عالم الغیب وَ الشہادہ کے حضور جانا اور اس کی خدمت و بندگی کا دعویٰ کرنا محض بے معنی و نادانی ہے اور مقصود اس بیان سے یہ ہے کہ طالبان حقیقت مالک حقیقی کو ظاہر و باطن سے واقف سمجھ کر طہارت باطن و صلاح قلب کی تحصیل میں اہتمام بجا لاویں نہ کہ لوث باطن و غفلت دل کو عذر قرار دیکر نمازیں بافراغت چٹ کریں اور کہیں جس وقت دل حاضر اور باطن لوث ماسوا سے طاہر ہوگا نماز پڑھیں گے بدون ان امور کے

حرکات و سکنات ظاہری سے کیا حاصل مانند اس غلام سرکش کے جسے مولیٰ کسی
کام کا اس وقت حکم دے اور وہ صاف انکار کرے کہ مجھ سے یہ کام تیری پسند
کے لائق ہونا دشوار اور بدون اس کے بیکار ہے جب سلیقہ پیدا کر لوں گا اُس
وقت تعمیل کروں گا اگر عقل رکھتا احتیاط و ہوشیاری کے ساتھ فوراً تعمیل کرتا باوجود
اس کے اگر قصور رہتا شرمندہ ہوتا اور آئندہ اس سے احتراز اور اس کے ازالہ کی
فکر کرتا بندہ کو تعمیل حکم چاہیئے پسند کرنا اور نہ کرنا مولیٰ کے اختیار ہے تمرد و سرکشی
سے کہ ترک تعمیل میں ہے منسوب نہ ہوگا اور اس طریق سے وہ نقصان وقصور
بھی رفتہ رفتہ علاج و تدابیر سے کہ امام غزالی رضی اللہ عنہ وغیرہ اطبائے باطن
رحمہم اللہ کی کتابوں میں تحریر ہے زائل ہو جاوے گا اس وقت حقیقت وَجَّهْتُ[له]
وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيفًا مُّسْلِمًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ کی حاصل اور
ان کلمات طیبات رکھنے کے قابل ہوگا شرح اس کلام کی مشائخ کرام کے طور
پر یہ ہے وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مخلوقات وممکنات سے
کہ خود محتاج اور اپنی حد ذات میں ہالک ہیں دست بردار ہو کر مالکِ کائنات
وخالق ارض وسمٰوٰت کی طرف متوجہ ہوتا ہوں جو باقی و دائم ہے اور سب اُس
کے محتاج ہیں حَنِيفًا سب باطل دینوں اور جھوٹے مذہبوں سے یکسو وکنارہ کش
ہو کر مُسْلِمًا سچا دین کہ اسلام ہے اختیار کرتا ہوں وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اور میں
مشرکوں سے نہیں کہ کسی چیز کو اس کا شریک ٹھہراؤں اصالت تاسیس اس
مقام میں ارادہ شرک خفی کی مقتضی ہے مصلی پر واجب کہ شرک خفی سے احتراز
اور حال مطابق قول کے کرے اور اس امر سے شرماوے کہ ابتدا مناجات کی

له آیۂ کریمہ میں لفظ مسلماً نہیں اور ابتدا میں انی زائد ہے مگر ادعیہ نماز کے بعض احادیث صحاح
میں اسی طرح مروی ہوا واللہ اعلم ۱۲ احمد رضا غفرلہ

جھوٹ سے ہو اور یہ بھی سمجھ لے کہ توجہ بوجہ ظاہر پروردگار تقدس و تعالیٰ عن الجہات کی طرف ممکن نہیں پس صدق کلام توجہ باطن پر موقوف ہے اور یہ توجہ اس امر کو مستلزم کہ عظمت و کبریا بادشاہ حقیقی کی دل مصلی میں مرتکز ہو اور جو بات دل میں ہوتی ہے اثر اس کا اقوال و افعال میں ظاہر ہوتا ہے

شعر کل انا بما فیہ یترشح — می تراود ز لبم اینچہ در آوند من ست

اثر قولی یہ ہے کہ زبان سے کہتا ہے اللہ اکبر اللہ بہت بہت بڑا ہے علماء فرماتے ہیں جو معنی تکبیر کے نہیں جانتا سخت جاہل ہے اور جو جان کر خدا کے حضور اپنے نفس یا دوسرے کی طرف مائل ہے وہ چیز اُس کے نزدیک خدا سے زیادہ بڑی اور اس نامراد کی مراد اصلی و معبود حقیقی ہے اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰہَہٗ ھَوَاہُ اور اثر فعلی یہ ہے کہ اس کے حضور بکمال خشوع و نیاز دست بستہ کھڑا ہوتا ہے اور اس مقام میں تین ادب کی رعایت ضرور ہے۔

اوّل: اس کھڑے ہونے کو خدا کا احسان سمجھے کہ مجھ سے ناچیز کو اپنے دربار میں بلایا اور کھڑے ہونے کی اجازت دی جان و دل اس عنایت پر قربان کرے تو بجا ہے اور سلطنت ہفت کشور اس دولت کے مقابلہ میں خاک سمجھے اور اس پر لات مارے تو زیبا نہ یہ کہ اپنا کمال سمجھے اور بادشاہ حقیقی پر ناز کرے ؎

منت منہ کہ خدمت سلطاں ہمی کنم — منت شناس ازو کہ بخدمت بداشت

دوم: بندۂ گنہگار ذلیل و خوار کی طرح جس کے قصور خدمت پہ مولیٰ مطلع ہے شرمندہ و سرافگندہ رہے اور تصویر محشر پیش نظر رکھے کہ ایک دن اسی طرح اس کے حضور کھڑا ہونا اور ان نافرمانیوں کا جو عمر بھر کرتا رہا حساب دینا ہے

سوم: جس طرح نگاہ ظاہر قدم پہ رکھتا ہے روئے باطن جناب احدیت کی طرف رکھے نہ کسی طرف منہ پھیرے نہ دل غیر کی طرف متوجہ کرے گویا اسے بادشاہ

۱؎ تکبیر تحریمہ ۲؎ قیام

جبار کے سامنے کھڑا کیا ہے اور حکم ناطق دیا ہے اگر گردن ہلائے گا مارا جائے گا یا اس عاشق جان باختہ کی طرح کہ غیرت محبوب کا خیال اور مَنِ اَلْتَفَتَ اِلٰی غَیْرِنَا فَلَیْسَ مِنَّا کا تازیانہ نفس سرکش کو توسنی سے روکے ہوئے ہے کہ خلاف مرضی محبوب نہ ہو جب روئے ظاہر کا یہ حال ہے روئے باطن کا کیا حال ہوگا۔

بندہ وہ ہے کہ مراد و مقصود اس کا ذات مطلق کے سوا دوسری چیز نہ ہو اور اس کی عظمت کے سامنے تمام عالم کو پست سمجھے سب خوبیاں اور کمالات اور تمام عیوب سے پاکی اس کے لیے سمجھے اور اس مضمون کو زبان سے بیان کرے سُبْحٰنَکَ اَللّٰھُمَّ پاکی کے ساتھ یاد کرتا ہوں تجھے اے خدا اور سب عیوب و نقائص سے تجھے پاک جانتا ہوں وَبِحَمْدِکَ یعنی تیری خوبیاں بیان کرتا ہوں اور تیرا شکر بجا لاتا ہوں کہ تو نے بآں عظمت و جلال مجھ سے ناچیز بے کمال کو اپنے دربار میں بلایا اور اس عمدہ خدمت اور جلیل منصب سے ممتاز فرمایا وَتَبَارَکَ اسْمُکَ بہت خوبیوں کا ہے تیرا نام کوئی نام اس خوبی کو نہیں پہنچتا کہ پاک ذات اور برتر صفات پر دلالت کرتا ہے وَتَعَالٰی جَدُّکَ اور تیری عظمت و سلطنت بلند ہے وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ اور تیرے سوا کوئی پوجا کے لائق نہیں تو ہی سچا معبود ہے اور الوہیت اور جو صفات الوہیت سے ہے تیرے ہی لیے مخصوص فَاَنْتَ الْاِلٰہُ الْمَعْبُوْدُ حَقًّا وَالْاَحَدُ الصَّمَدُ الْمَوْجُوْدُ اَزَلًا وَّاَبَدًا جب بندہ اپنے مالک کی تسبیح و تحمید سے فارغ اور اس کی یکتائی کا دل سے معترف ہوا اس وقت ایک قوی دشمن کا دغدغہ کہ ہر وقت متاع گراں بہائے ایمان کی گھات میں ہے دل میں پیدا ہوا کہ مبادا اس دولت کو چھین لے جائے اور قرب کو بُعد سے مُبدّل کر دے ناچار حافظ حقیقی کی طرف رجوع لاتا ہے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ[1] مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ حقیقت استعاذہ یہ ہے کہ شیطانی کاموں سے احتراز کر کے ان باتوں میں جو خدا کو پسند ہیں مشغول

[1] تعوذ

ہر جور درندوں سے بچنا چاہتا ہے اور ان کے جنگل سے بھاگ کر محفوظ مکان میں پناہ نہیں لیتا بلکہ وہیں کھڑا کہتا ہے اَعُوْذُ مِنْکَ بِھٰذَا الْحِصْنِ الْحَصِیْنِ درندے اسے کب چھوڑیں گے اسی طرح جو آدمی ہوا و ہوس کا قیدی ہے شیطان کی رسی میں بندھا ہے استعاذہ اسے فائدہ نہ بخشے گا پس بندہ کو لازم کہ وادی ہولناک معاصی سے بھاگ کر خدا کی پناہ پکڑے اور حمد و ثنا اس کی جو شیطان جیسے قوی دشمن سے بچانے والا ہے بجا لاوے اور اس کا نام کہ ہر بلا سے امان ہے ورد زبان کرے اور کہے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ[1] ٥ وجہ تخصیص اسمائے متبرکۂ ثلٰثہ کی یہ ہے کہ آدمی تین سبب سے کسی کی مدحت کرتا ہے یا ممدوح حسن ذاتی رکھتا ہے یا اس کا احسان اس پر ہوتا ہے یا آئندہ اس سے احسان کی توقع ہوتی ہے سو اللہ علم ہے ذات واجب الوجود جامع جمیع صفات کمال کا اور اسے باعتبار اُن مہربانیوں کے جو دنیا میں بندوں پر کرتا ہے رحمٰن اور بنظر مہربانی ہائے آخرت کے رحیم کہتے ہیں گویا بندہ عرض کرتا ہے کہ حسن ذاتی بھی تجھی کو ثابت ہے اور دنیا میں بھی سب نعمتیں تو ہی عنایت کرتا ہے اور آخرت میں بھی تو ہی کام آوے گا اور طرح طرح کی رحمتیں فرمائے گا پس تیری ہی حمد و ثنا کرنا لائق اور تجھی کو سرا بنا چاہیئے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ[2] ۙ تمام خوبیاں اور ستائشیں ازل سے ابد تک جس حامد سے جس محمود کے لیے جس خوبی پر صادر ہوں وہ سب اس ذات پاک واجب الوجود مستجمع تمام اوصاف علیہ کو ثابت ہیں جو سارے جہان کا پالنے والا ہے کہ جب وہ تمام عالم کا خالق اور پرورش کرنے والا اور حسن و احسان کائنات کا اس کے عطا اور قدرت بخشنے سے ہے پس جو کسی مخلوق کو سراہتا ہے درحقیقت اس کے مالک و خالق کی حمد بجا لاتا ہے ولنعم ماقیل ؎

حمد را با تو نسبتے درست است ۔۔۔ بر در ہر کہ رفت بر در تست

---

[1] بسملہ [2] فاتحہ

جب مصلی اس مضمون کو تصور کرتا ہے ہیبت وعظمت اس ذوالجلال والکبریا کی جس کے بادشاہان مجازی محتاج و دست نگر ہیں اس درجہ دل میں پیدا ہوتی کہ ہیبت سلاطین دنیا کی جو ان کے دربار میں بنظر ان کی شوکت و قدرت و جاہ و عظمت کے عارض ہوتی ہے اس سے کچھ نسبت نہیں رکھتی لہٰذا اس آیت کے بعد فرمایا اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اگرچہ میں سب بادشاہوں کا بادشاہ اور تمام جہان کا مالک پروردگار ہوں مگر میری سرکار کو بادشاہان مجازی کے دربار پہ قیاس نہ کرو وہاں قہر صرف ہے تھوڑی بات میں ناراض ہوتے ہیں کہ پھر کسی طرح راضی نہیں ہوتے اور گناہگار کا عذر قبول نہیں کرتے اور ہر کس و ناکس کی بات نہیں سنتے یہاں مہربانی و رحمت قہر و غضب سے زیادہ ہے فَاِنَّمَا رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ وَعَفْوِیْ سَبَقَ عِقَابِیْ وَاِنَّ رَحْمَتِیْ لَوَسِعَتْ کُلَّ شَیْئٍ جو عرض کرنا ہے عرض کر کہ سنا جاوے گا اور جو مانگنا ہے مانگ کر دیا جائے گا یہاں تیرے گناہ و بے لیاقتی پہ نظر نہیں بلکہ اپنی رحمت کاملہ و شاملہ پہ ہے اور مزید اطمینان کے واسطے ارشاد ہوتا ہے مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ مالک انصاف کے دن کا گویا اس طرف اشارہ فرماتے ہیں کہ آخر ایک روز ہمارے حضور کھڑا ہونا اور بے واسطہ کسی کے ہم سے سوال جواب کرنا ہے آج کون مانع ہے ؎

این درگہ ما درگہ نومیدی نیست
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ!

اے عزیز جس طرح مضمون اس آیت کا کمال خوف و ہیبت بندے کے دل میں پیدا کرتا ہے کہ چور کے حق میں اس سے زیادہ کوئی مصیبت سخت نہیں کہ اسے حاکم جبار قہار کے پاس جس کے خوف سے بڑے بڑے مقرب بید کی طرح کانپتے ہیں اور وہ اس کی چوری سے واقف اور قصور کا خود واقف

ہے سلے جائیں اور یہ بھی جانتا ہو کہ اُس نے حکم عام دیا ہے جو چوری کرے گا سخت سزا پائے گا اس طرح امید نجات کو قوت دیتا ہے کہ جب کوئی گنہگار کسی حاکم غفار کے پاس پکڑا آتا ہے سمجھتا ہے کہ وہ اپنے رحم و کرم سے میرا گناہ معاف کرے گا اور بمقتضائے ستاری رسوائی سے بھی نجات دے گا اگر میری تفضیح منظور ہوتی حساب و کتاب دوسروں کے متعلق کرتا ایک اعرابی نے حضرت رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کو حساب بندوں کا کون لے گا فرمایا اللہ جل جلالہٗ اعرابی یہ سن کر خوش ہوا اور کہا خدائے تعالیٰ کریم ہے اور کریم جب قدرت پاتا ہے معاف فرماتا ہے اور جب حساب لیتا ہے سختی نہیں کرتا آپ نے فرمایا اعرابی فقیہہ ہے۔ سچ کہتا ہے خدا سے زیادہ کوئی کریم نہیں کسی نے بعض اکابر دین سے عرض کیا قیامت کو جب آپ سے سوال ہوگا یَاۤ اَیُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِیْمِ الَّذِیْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ اَلْاٰیَہ اے آدمی کس نے مغرور کیا تجھے تیرے اس کرم والے پروردگار کے ساتھ جس نے تجھے پیدا کیا سو ٹھیک بنایا تو آپ کیا جواب دیں گے فرمایا میرے مالک نے اپنے فضل و کرم سے اسی آیت میں جواب اس کا خود تعلیم فرمایا ہیں کہ دوں گا تیرے کرم نے دلنعم ماقیل ؎

الٰہی تا غفور اسمت تنیدم
گنہ را سشست تا دی مرگ بدیم

بالجملہ جب اپنے مالک کے کمال رحم و کرم پر نظر کر کے سمجھتا ہے کہ اس کے دربار میں عرض معروض کی گنجائش ہے بے باکانہ غیبت سے خطاب کی طرف التفات کرتا ہے اور اپنے عرض حال پہ آمادہ ہو جاتا ہے اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ؕ ہم تیری ہی عبادت کرتے اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں ہنوز یہ کلمہ پورا نہیں نکلتا کہ تازیانہ خوف کا دلپر مارا جاتا ہے مبادا غیب سے ندا ہو اے کاذب

غرض صبح سے شام تک تیرا دل اغیار کی طرف جھکا رہتا ہے اور ہماری عبادت کا دعویٰ کرتا ہے۔ بندہ وہ ہے کہ سب کو چھوڑ کر ہماری طرف رجوع کرے کسی سے کام نہ رکھے جو فرمائیں بجا لائے اور جس سے روکیں باز آئے اور اپنی خواہش کو دخل نہ دے ہماری تقدیر پر راضی و شاکر رہے اسی طرح استعانت ہم سے یہ ہے کہ ہر مصیبت میں ہماری طرف رجوع کرے اور جو مانگے ہم سے مانگے جس طرح دودھ پیتا بچہ ماں کے سوا کسی سے التجا نہیں کرتا اور دوسرے کے پاس آرام نہیں پاتا نہ یہ کہ بادشاہوں کے دربار میں رزق اور حاکم کے پاس دادخواہی اور طبیب کے گھر علاج کے واسطے جاوے اور ہر معاملہ میں غیر سے التجا کرے۔ ناچار اس قول کو خلاف فعل سمجھ کر خواہان حقیقت ہوتا ہے اور دعوے سے دعا کی طرف رجوع کرتا ہے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ دکھا ہمیں سیدھی راہ کہ دہنے بائیں سے کام اور غیر سے علاقہ نہ رکھیں صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ راہ ان کی جن پر تو نے احسان کیا کہ انھیں ہر طرف سے روک کر اپنا کر لیا اور اپنے شوق و محبت میں تمام عالم سے بیگانہ کر دیا غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ نہ ان کی راہ جن پر غصہ ہوا اور نہ راہ گمراہوں کی کہ تیرا دامن چھوڑ کر اوروں کی طرف جھکے اور مورد غضب و لعنت ہوئے آمین خدایا اپنے بندے کی عرض قبول فرما اور جو طلب کرتا ہوں اپنے فضل و کرم سے عطا کر صحیح مسلم میں مرفوعاً مروی کہ اللہ جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے میں نے نماز اپنے میں اور اپنے بندے میں نصفا نصف تقسیم کی اور میرے بندے کے لیے ہے وہ جو کچھ مانگے جب بندہ کہتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اللہ فرماتا ہے میرے بندہ نے میری حمد کی اور جب کہتا ہے الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ فرماتا ہے میرے بندہ نے میری تعریف کی اور جب کہتا ہے مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ فرماتا ہے میرے بندے نے میری تعظیم کی یعنی تین

آیتیں خاص میرے لیے ہیں اور ان میں میری ہی حمد و ثنا و تمجید ہے اور جب بندہ عرض کرتا ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۝ ارشاد ہوتا ہے یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور میرے بندے کے لیے ہے جو کچھ مانگے اور جب دعا کرتا ہے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۝ فرماتا ہے یہ سب میرے بندے کے لیے ہے اور میرے بندے کے لیے ہے جو کچھ مانگے۔ اے عزیز یہ عنایت مولیٰ کی بندے کے حق میں کافی ووافی ہے مگر اس صورت کے پڑھنے سے محبوب کی باتوں کا ذوق دل میں بڑھتا ہے لہٰذا بقدر اقتضائے حال ایک وقت تک اس کلام پاک کی تلاوت میں مشغول رہتا ہے اور اس کی بلاغت و لطافت و حسن و خوبی پر نظر کر کے بکمال خشوع وخضوع عظمت متکلم جل مجدہ کے سامنے جھک جاتا ہے اور کہتا ہے سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ پاکی بولتا ہوں اپنے بڑے رب کی عنایت الٰہی و لطف ربانی کر بحکم مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَہُ اللّٰہُ درماندگی و بیچارگی کو لازم ہے دستگیری فرماکر سر اس کا اٹھاتی ہے اس وقت امید بندہ کی قوی ہوتی ہے اور سمجھتا ہے کہ پروردگار نے میری تسبیح و تحمید قبول فرمائی اور میرے عجز و نیاز پر نظر فرما کر یہ رفعت وبلندی بخشی لہٰذا اس مضمون کی طرف سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ سے اشارہ کرکے اس کی عنایت بےغایت کا شکر بجالاتا ہے اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ خدایا تیرا شکر کس زبان سے ادا کروں کہ مجھ ناچیز کو اپنے حضور میں کر قدسیوں کی سجدہ گاہ ہے بلایا اور اپنے دربار میں جگہ دے کر طرح طرح کے لطف وعنایت سے سربلند فرمایا۔ اس رحم وکرم کے مقابلہ میں بندہ ناچیز سے سوا اس کے کیا ہو سکتا ہے کہ سر عبودیت و بندگی زمین نیاز پر جھکائے اور عجز کو کہ موجب مزید عنایت ہوا زیادہ کرے لہٰذا

لہ کہ عبادت خدا کے لیے ہے اور استعانت بندہ کا مطالب

سربسجدہ ہو کر عرض کرتا ہے سُبحَانَ رَبِّیَ الاَعلیٰ میرا برتر پروردگار سب عیوب و نقائص سے پاک و منزہ ہے جب بندہ یہ عبادت کہ کمال تواضع و غایت تذلل سے بجا لاتا ہے رحمت الٰہی جوش فرماتی ہے اور اجازت بیٹھنے کی جس سے بڑھ کر کوئی عزت نہیں حاصل ہوتی ہے گویا ارشاد ہوتا ہے کہ ہم عوض اس تواضع و نیاز کے تجھے وہ مرتبہ جو تیرے حوصلہ سے باہر ہے بخشتے ہیں اور اپنے حضور بیٹھنے کا حکم دیتے ہیں جس وقت بندہ اس تشریف سے سرفراز ہوتا ہے بدیں خیال کہ مبادا نفس سرکش کمال قرب پر مغرور ہو کر کبر و عجب کی بلا میں مبتلا کرے، عظمت الٰہی بیان کرتا پھر سجدہ میں جھک جاتا ہے اور زبان حال سے کہتا ہے کہ اے دون ہمت کہیں مغرور نہ ہو جانا اور اپنی اصل وحقیقت کہ خاک ذلیل ونطفہ ناپاک ہے بھول نہ جانا یہ قرب و منزلت اسکے فضل سے ہے نہ تیری استعداد وعمل سے کارخانہ الٰہی میں کوئی چیز خاک سے زیادہ ذلیل و خوار نہیں رفعت وبلندی کا اقتضا اس میں کہاں مگر مالک اپنے ملک میں مختار ہے جس بندۂ خوار و ذرۂ بے مقدار کو چاہے تشریف کرامت سے مخصوص فرما کر اپنی درگاہ میں بُلادے اور بیٹھنے کی اجازت دے ایسے مہربان مولیٰ کا شکر اور اس کے حضور دست بستہ کھڑے ہو کر خدمت بجا لانا اور ان افعال کو جو موجب اس قرب و رفعت کے ہوئے مکرر ادا کرنا فرض ہے ع اَلْمِسْکُ مَا کَرَّرْتَہٗ یَتَضَوَّعُ۔ لہٰذا پھر دست بستہ کھڑے ہو کر وہ افعال دوبارہ ادا کرتا ہے اس بار جو یہ سجدہ میں گیا اور جس قدر تعظیم و تذلل اس کے حیطۂ قدرت میں تھی بجا لایا اب نظر عنایت اور زیادہ ہوئی گویا بندہ نوازی اس کی پردۂ غیب سے آواز دیتی ہے اب سر نیاز خاک سے اٹھا اور تاج کرامت سر پہ رکھ ہمارے حضور باطمینان تمام بیٹھ اور اپنا مطلب عرض کر بندہ اس انعام کو دیکھ کر اپنا

مقصد و مطلب گم کر کے مالک کی حمد و ثنا میں مشغول ہوتا ہے اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰاتُ وَالطَّیِّبَاتُ سب تعظیمیں اور نمازیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس کا فضل و کرم ذرۂ بیمقدار کو خورشید پُر انوار بناتا ہے اور بلا استحقاق و سابقہ خدمت معتد بہا اپنے بندے کو عمدہ مقامات عطا فرماتا ہے اب کہ یہ ثنا و تحیت خسروی ادا کر چکا ناگاہ عرش سلطانی کی دہنی جانب نظر آیا کہ گویا وزیر اعظم و دستور محترم بہزاران جاہ و جلال کرسی عز و اقبال پہ جلوہ افروز ہے لہٰذا ادھر متوجہ ہو کر عرض کرتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ سلام تم پہ اے نبی اور خدا کی مہربانی اور اس کی افزونیاں یہ کلمہ ہر چند معناً انشا ہے مگر شش کلمۂ سابقہ کے اسے اخبار قرار دینا بھی ممکن یعنی پادشاہان جلیل کے دربار میں جس قدر قرب زیادہ اسی قدر خوفِ عتاب و ترس زوال منصب بیشتر اور وہاں ہر ایک کے لیے ایک مرتبہ معین ہے جس سے آگے تجاوز نہیں کر سکتا وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَہٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ مگر تمہیں اس دربار میں وہ وجاہت و علو مرتبت حاصل نہیں جس کے زوال کا کبھی اندیشہ ہو اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ حضور اس خوف و ترس سے مامون ہیں وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ اور بادشاہ حقیقی آپ پہ اس قدر مہربان ہے کہ کبھی عتاب نہ فرمائے گا وَبَرَکَاتُہٗ اور اس بارگاہ میں حضور کا مرتبہ متناہی نہیں بلکہ بعنایت خسروی یَوْمًا فَیَوْمًا کمال و ترقی پر ہے وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی بعدہ حاضران دربارہ مقربان بارگاہ کو سلام اور بنظر عموم رحمت سلطانی اپنے نفس کو بھی اس میں شریک کرتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ سلام ہم پہ اور خدا کے نیک بندوں پر اب تو الطاف شاہنشاہی اس پر متواتر نازل ہوئے اور عنایات سلطانی سے بے نہایت شرف حاصل ہوئے کبھی اس دربار والا جاہ میں بیٹھنا پایا کبھی پایہ بوس عرشِ خسروی ہاتھ آیا کبھی وساطت احدے وزیر اعظم

سے دولت خطاب ملی کبھی مقربان حضرت کے ساتھ نعمت سلام میں شرکت
ہوئے ان باتوں پہ لحاظ کر کے کثرت سرور و نشاط سے بے اختیار ہو کر پکار
اٹھتا ہے کہ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ میں گواہی
دیتا ہوں کہ پرستش و عبادت کے قابل یہی بادشاہ عالم پناہ ہے جس کی رحمت
عام شامل ہے اور بندہ نوازی اس کی نہایت نہیں رکھتی اور گواہی دیتا ہوں کہ
محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس کے خاص بندے اور سچے رسول ہیں ۔ جنہوں نے
اس کے حکم سے مجھے اس عبادت کے طریقے بتلائے جو موجب ان توقیرات
کے ہوئے اور ان کے وسیلہ سے وہ عزت پائی جو میرے حوصلہ سے باہر تھی
اس مضمون کو خیال کر کے چاہتا ہے کہ ان کے احسانات کا کچھ شکر ادا کرے
مگر اپنے میں اس قدر قدرت نہیں پاتا اور ان کے انعام بے نہایت نظر آتے
ہیں لہٰذا اسی بادشاہ کی طرف التجا لاتا ہے جس نے انھیں یہ فضائل و کمالات عطا
کیے اور تمام جہان کے لیے رحمت اور قاسم خوانِ نعمت فرمایا کہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی
سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ الآخر گویا یہ مضمون ادا کرتا ہے خدایا تیرے پیغمبر کا
احسان اس عاجز بندے پر ایسا نہیں جس کا شکر و عوض ادا کر سکے تو ہی اپنے فضل
و کرم سے انھیں اس کی جزائے خیر عطا کر اور اپنی رحمت کاملہ ان پہ اور انکی
آل مطہر پہ جو واسطۂ وصول ہدایت ہوئے نازل فرما پھر اپنے اور اپنے والدین
اور مسلمانوں کے لیے دعائے مغفرت اور حاضران دربار[1] کو سلام کر کے رخصت
ہوتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ ونسال توفیق العمل من اللہ ۔

---

[1] قولہ حاضران دربار کہ اہل جماعت اور ملائکہ سے جو کتابت اعمال و حفظ انسان پہ مامور ہیں عبارت
اور بعض کے نزدیک کل ملائکہ اور صالحین جن و انس حاضر ہوں حاضر ہوں یا غائب زندہ ہوں یا مردہ ارادہ کرنا چاہیے
صدر الاسلام فرماتے ہیں اس بات کو سب عالم نے ترک کر دیا ۔ شاید کوئی آدمی سلام کے وقت کچھ ارادہ کرتا ہو لہٰذا

فصل چوتھی امور متفرقہ میں

فائدہ فرضیت نماز قرآن شریف سے ثابت و متحقق ہے قال عزمن قائل اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ اور فرمایا وَ قُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ اور ارشاد ہوتا ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۝ اور حکم ہوا حٰفِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی اور تعیین عدد یعنی فرضیت پانچ نمازوں کی سنت متواترہ سے ثابت اور استدلال بعض علمار کا آیت اخیرہ سے کہ اداۃ تعریف میں اصل عہد ہے اور معہود نماز پنجگانہ کہ بقول صحیح نماز مکہ میں فرض ہوئی اور آیت مدنی ہے اور وسطیٰ اسے کہتے ہیں اور تین پانچ سے اولیٰ ہے اور جواب شیخ نجم الدین نسفی رحمۃ اللہ علیہ کا اپنی تفسیر میں کہ واحد عدد نہیں عدد اسے کہتے ہیں جو دو عدد مساوی کے بیچ میں ہو اور وہ پانچ ہے محض ناتمام کہ دلالت لام کی امد پر قطعی نہیں۔ جو مجموع حاشیتیں کا نصف ہو قطع نظر اس سے کہ ایک خاص مذہب پر مبنی ہے اور یہ تعریف عدد کی بھی اسی مذہب پر ہے اشکال کو دفع نہیں کرتا کہ اس تقدیر پر پہلے مقدمہ میں خصوصیت عدد کی ممنوع ہوگی اور جو وسطی کو فضلے کے ساتھ تفسیر کیا جاوے تو آیت سے استدلال باطل رہے بالجملہ آیت کریمہ سے ثبوت اس مطلب کا معرض بحث میں ہے اسی طرح استدلال آیت کریمہ فَسُبْحٰنَ اللّٰہِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَ حِیْنَ تُصْبِحُوْنَ ۝ وَلَہُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّ حِیْنَ تُظْھِرُوْنَ ۝ سے بایں طور کہ تُمْسُوْنَ سے مغرب و عشا اور تُصْبِحُوْنَ سے صبح اور عَشِیًّا سے عصر اور تُظْھِرُوْنَ سے ظہر مراد ہے ضعیف کہ لفظ سُبْحٰنَ اللّٰہِ کی دلالت ارکان مخصوصہ پر اور اسی طرح حِیْنَ تُمْسُوْنَ میں مغرب و عشا کا جمع ہونا اور عَشِیًّا سے عصر کا ارادہ ہر چند محتمل ہو مفید قطع و یقین نہیں بعض علما فرماتے ہیں فرضیت نماز پنجگانہ منجملہ ضروریات دین ہے حاجت کسی خاص دلیل سے استدلال کی نہیں واللہ اعلم۔

لطیفہ انسان کو پانچ حال عارض ہوتے ہیں وقت ولادت سے شباب تک زمانہ نمود ترقی ہے پھر زمانہ کہولت پھر شیخوخت پھر موت اور بعد موت کے ایک عرصہ تک اس کا ذکر باقی اور آثار موجود رہتے ہیں مناسب ان کے پانچ حال آفتاب پر کہ عمدہ آیات الٰہی سے ہے وارد ہوتے ہیں طلوع سے غایت ارتفاع تک مناسب پہلے حال انسانی کے ہے قبل اُس کے نماز فجر فرض ہوئی اور مغرب کی طرف جھکنا مشابہ کہولت کہ وقت ظہر کا ہے اور قریب بغروب اس کا نور متغیر ہونا بڑھاپے سے مناسب اس وقت عصر اور غروب گویا موت ہے اس وقت مغرب اور بعد غائب ہونے شفق کے کہ وقت فنائے کامل و زوال آثار سے مشابہ ہے، نماز عشار فرض ہوئی۔

لطیفہ طلوع فجر ایک عمدہ نعمت ہے کہ انسان اس وقت رات کی تاریکی اور نیند کی غفلت سے کہ بمنزلہ موت کے ہے نجات پاتا ہے اور دن کی روشنی اور بیداری کے فائدوں سے بہرہ مند اور اثر آفتاب کا کہ عمدہ مظاہر قدرت باری سے ظاہر ہوتا ہے اس وقت عبادت مولیٰ بنظر اس نعمت اور اس کے فوائد اور بخیال اس امر کے بجا لانا نہایت مناسب کہ آفتاب بے توقع ثواب اپنے مالک کی خدمت میں سرگرم و مستعد ہے وائے نادانی کہ میں باوجود امید ثواب و خوف عذاب اس کی عبادت میں قصور کروں اور وقت زوال ایک حالت مشابہ رکوع کے آفتاب کو عارض ہوتی ہے جس کے دیکھنے سے خدا کی کمال قدرت و عظمت ظاہر ہوتی ہے اور بندہ بنظر اسکی قدرت اور تمام عظمت کے خدمت اس کی بجا لاتا ہے اور اس کے حضور سر جھکاتا ہے یہ وقت ظہر سال کا ہے جب آفتاب بہت نیچا ہوتا ہے اور ہیئت مناسب سجدہ کے اسے لاحق ہوتی ہے آدمی کے دل میں بھی رغبت سجدہ

اور اپنے مالک کی بندگی کی پیدا ہوتی ہے اور نماز عصر ادا کرتا ہے بعد غروب کے زمانہ کا رنگ بدل جاتا ہے اور ایک نئی قدرت حضرت رب العزت جل جلالہٗ کی ظاہر ہوتی ہے اس وقت نماز مغرب فرض ہوئی اور جب رات کی تاریکی زیادہ ہوتی ہے اور ستارے آسمان پر اچھی طرح ہو جاتے ہیں ایک اور جلوہ اس کی قدرت کا نظر آتا ہے اس وقت بندہ نماز عشاء ادا کرتا اور اس قادر مطلق کی کہ تمام آسمان و زمین جس کے قبضہ میں ہے بندگی بجا لاتا ہے۔

نکتہ کہتے ہیں جب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام بہشت سے دنیا میں آئے عالم ان پر تاریک اور رات کی ظلمت علاوہ تھی ناگاہ صبح روشن ہوئی آپ نے دو رکعت نماز اس نعمت کے شکر میں ادا کی وہی دو رکعت ہم پر فرض ہوئی تا گناہوں کی تاریکیاں زائل اور انوار طاعت حاصل ہوں اور زوال کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ذبح سے نجات دی جناب ابراہیم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے اس وقت چار رکعت نماز پڑھی کہ چار نعمتیں انھیں عطا ہوئیں فرزند قتل سے رہا ہوئے خدا کے حکم پر راضی اور جان دینے پر ثابت قدم رہے خدائے تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور فدیہ عنایت فرمایا ہمیں بھی بعد زوال چار رکعت پڑھنے کا حکم ہوا کہ ہم کو خدائے کریم نے اپنے فضل عمیم سے بطفیل رسول رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے دوزخ سے کہ ہلاک حقیقی ہے آزاد کیا اور ہم سے بھی راضی ہوا اور ایمان پر ثابت قدم رکھا اور قیامت کے روز انشاء اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ کو ہمارا فدیہ کرے گا عصر کے وقت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چار تاریکیوں سے نجات پائی۔ ظلمت زلت ظلمت شب ظلمت آب ظلمت شکم ماہی اس کے شکر میں چار رکعت پڑھیں وہ چار ہم پر بھی فرض ہوئیں کہ تاریکی معصیت تاریکی قبر تاریکی صراط تاریکی جہنم سے نجات پائیں عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے وقت مغرب تین رکعت ادا کیں دو اپنی اور اپنی ماں سے الوہیت کی نفی اور تیسری خدا کے لیے ثابت کرنے کے شکر میں ہیں یہی حکم ہوا کہ اس وقت تین رکعت پڑھیں کہ حساب حشر سہل اور آتش دوزخ سے نجات اور خوف قیامت سے امن حاصل ہو نماز عشا چار رکعت حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پڑھی کہ راہ گم شدہ ہاتھ آئی عورت کے غم سے نجات ہوئی رنج سے رہائی پائی ۔ ہارون علیہ الصلوٰۃ کو مرتبۂ وزارت و نبوت حاصل اور بسبب وعدۂ نصرت الٰہی کے خوف فرعون زائل ہم پر یہ چار رکعت مقرر ہوئیں کہ ہمیں خدا نے راہِ حق دکھائی اور غم آخرت سے بامید رحمت و شفاعت حضرت رسالت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ رہائی ملی اور ہم میں اولیاء و اقطاب کہ نائبان انبیاء ہیں پیدا کیے دشمنان دین پر غلبہ بخشا ۔

فائدہ قاسم بن جعفر کی روایت میں ہے آدم نے نماز فجر اور اسحٰق نے ظہر اور عزیر نے عصر اور داؤد نے مغرب اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے عشا ادا کی اس تقدیر پر عشا خصائص امت مرحومہ سے ہے اور بر تقدیر اول اجتماع نماز پنجگانہ واللہ اعلم

لطیفہ امام فخرالدین رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں آٹھ پہر میں جاگنے کی سترہ ساعت ہیں نہار معتدل بارہ ساعت کا ہوتا ہے اور اکثر آدمی اول شب تین اور آخر شب دو ساعت بیدار رہتے ہیں بعدد ان سترہ ساعت کے سترہ رکعت فرض ہوئیں تا بندے ہر ساعت کے مقابل ایک رکعت کی قدر تو اپنے مولیٰ کی عبادت و بندگی میں صرف کریں ۔

حکمت بنا اس دین متین کی مستحسنات عقلیہ و مرضیات عرفیہ پر ہے فِطْرَتَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْہَا اور دستور ہے جب بادشاہوں کے دربار کا قصد کرتے ہیں اطراف بدن دھوتے ہیں لہٰذا نماز سے پہلے وضو فرض ہوا کہ نماز بادشاہ

حقیقی کا دربار ہے اور نیز وجہ تخصیص ان اعضا کی یہ ہے کہ جب تمام بدن کا دھونا بوجہ حرج فرض نہ ہوا تو یہ اعضا کہ اطراف بدن ہیں قائم مقام اس کے ہوئے اور نیز احادیث میں وارد وضو گناہوں سے پاک کرتا ہے اور ان اعضا کو اکتساب ذنوب میں بہ نسبت سائر بدن کے زیادہ مداخلت ہے اور بھی اس فعل کو تطہیر باطن سے وہ نسبت ہے جو کلمات نیت نماز کو نیت اور اقرار لسانی کو تصدیق سے اسی جگہ سے کہتے ہیں وضو میں ہاتھ دھونا دنیا سے ہاتھ دھونے اور کلی لذت طعام وشراب اور ناک میں پانی ڈالنا لذت مشمومات سے دست برداری اور منہ دھونا توجہ الی الغیر اور پاؤں دھونا غیر کی طرف جانے کو ترک کرنے اور مسح سر ترکیہ خیال طرف اشارہ ہے اور دستور ہے کہ جب آدمی بادشاہ کے حضور جانا چاہتا ہے منہ ہاتھ پاؤں دھوتا ہے نہ مقعد اور تجربہ سے ثابت کہ ان اعضار کا دھونا دفع نوم وتفریح قلب میں اثر تمام رکھتا ہے موضع حدث دھونے کو اس باب میں اصلا دخل نہیں پس اعتراض بعض ملاحدہ کا کہ ایجاب وضو و عدم ایجاب غسل مقعد کہ محل خروج ریح ہے بیقیاس محض بے بنیاد ہے البتہ مسح سر کی حکمت کما حقہ سمجھ میں نہیں آتی اور ہماری عقل ناقص اُسے ادراک نہیں کرتی سوا اس کے کہ ایجاب امور تعبدیہ وغیر معقول المعنی کا واسطے امتحان بندگی کے ہے کہ کون ہمارے حکم کو اس نظر سے کہ حکم مولیٰ ہے بلا تردد و انکار بجا لاتا ہے اور کون اپنی عقل کو دخل دے کر چوں وچرا کرتا ہے سوا اس کے پروردگار تعالیٰ حکیم ہے اور حکیم کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں کہ فضول و عبث اس کے سرا پردۂ حکمت کے پاس نہیں آسکتا یہ کیا ضرور ہے کہ جس بات کا بھید ہماری سمجھ میں نہ آوے اس میں کوئی بھید نہ ہو جس کی حکمت تک ہمارا ذہن نہ پہنچے اس میں کچھ حکمت نہ ہو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں جب تو خدا کی ندا یقین جان کہ تجھے کسی بھلائی کی طرف بلاتا اور کسی برائی سے روکتا اور بچاتا ہے

آدمی جس کی دانائی کا معتقد ہوتا ہے اور اس کے کاموں کی خوبی تجربہ سے سمجھ لیتا ہے اور اس کے ہر کام کو اچھا جانتا ہے گو فائدہ اس کا سمجھ میں آوے اور یقین کرتا ہے کہ اس نے ضرور کچھ فائدہ تجویز کیا ہوگا گو میری عقل اسے دریافت نہیں کرتی کہ کیا خدا کی نسبت اس قدر اعتقاد بھی نہیں جو اس کا حکم بے چون وچرا قبول نہیں کرتا۔

حکمت ارکان وضو پر مضمضہ و استنشاق مقدم ہوا کہ طہارت آب میں وصف معتبر ہے رنگ نظر سے معلوم ہو جاتا ہے اور مزہ ذائقہ اور بو شامہ سے دریافت ہوتی ہے اور وجہ تقدیم مضمضہ استنشاق پر ظاہر کہ موتھ ناک سے شریف تر ہے۔

فائدہ: مشروعیت استقبال کعبہ میں چار نکتے ہیں۔

اول: زمین مبدار انسان اور کعبہ وسط و افضل[1] بقاع زمین پس وہی اس کا قبلہ مقرر ہوا کہ اپنی حقیقت یاد رکھ کے تکبر و تعلی سے باز رہے اور تواضع و انکسار کہ مناسب جوہر خاک اور لب لباب نماز ہے پیش نظر رکھے۔

دوم: حکمار کہتے ہیں انسان کے لیے دو قوتیں ہیں عقلیہ متخیلہ یہ قوت جب عقلیہ کی مدد کرتی ہے فعل اس کا قوی ہو جاتا ہے اس لیے مہندس جب کوئی حکم احکام مقادیر سے دریافت کرنا چاہتا ہے مطابق اس کے ایک صورت عالم اجسام میں وضع کرتا ہے اور جو شخص دربار شاہی میں جاتا ہے بادشاہ کے سامنے کھڑا ہوتا اور اس کی خدمت بجا لاتا ہے لیکن اس دربار میں مقابلہ اور مواجہہ کی گنجائش نہیں لہٰذا استقبال کعبہ اس کے قائم مقام ہوا جس طرح قرأت و ذکر و تسبیحات جاری مجرے ثنائے سلطان اور رکوع و سجود بمنزلہ خدمت شاہی ہے۔

سوم: روح عبادت کی خشوع ہے اور ایک جہت کی طرف استقبال اس کے مؤید کہ ہر طرف منہ کرنے اور ادھر ادھر دیکھنے سے خشوع میں خلل واقع ہوتا ہے

---

[1] یعنی بعد موضع قبر اطہر بالاجماع ۱۲ احمد رضا غفرلہ ۱۲۱۲

اور وجہ تخصیص کعبہ کی ظاہر کہ اسے مالک حقیقی عزاسمہ نے اپنا گھر فرمایا ہے۔

چہارم یہود اس وجہ سے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جانب غربی سے ندا آئی جانب غربی اور نصاریٰ اس نظر سے کہ حضرت مریم پر تجلی روح القدس علیہ السلام کی مکان شرقی میں ہوئی اس کی طرف استقبال کرتے ہیں کعبہ کہ تعمیر کردۂ حضرت خلیل و مولد حبیبؐ جلیل ہے صلے اللہ علیہما وسلم اہل اسلام کا قبلہ مقررؐ ہوا

نکتہ رفع یدین نفی کبریائے غیر خدا اور جمیع ماسوائے اللہ سے دست برداری کی طرف اشارہ ہے اور تکبیر تحریمہ اثبات عظمت حضرت احدیت اثبات قولی و نفی فعلی کے ملانے سے یہ مضمون حاصل ہوتا ہے کہ عظمت وکبریائی خاصہ جناب الٰہی ہے لہٰذا تمام ماسوا سے انقطاع کرکے اسی کی طرف جھکتا اور اس کی صفت و ثنا بجا لاتا ہوں۔

حکمت برخلاف اور ارکان کے دو سجدے ہر رکعت میں فرض ہوئے۔

(۱) کہ سجدہ بمنزلۂ شاہد دعویٰ ایمان ہے حدیث میں ہے سجدہ کا نشان قیامت کے روز پیشانی پر چمکے گا اور ثبوت دعویٰ کے لیے شرع میں دو گواہ عادل مقرر ہیں۔

(۲) یا ایک سجدہ سے عبادت جسم اور دوسرے سے عبادت روح کی طرف اشارہ ہے۔

(۳) یا پہلا بنظر عظمت و جلال مولیٰ اور دوسرا اظہار اپنی عجز و ذلت کا ہے۔

(۴) یا پہلا شکر معرفت اور دوسرا اظہار خدمت۔

(۵) یا پہلے سے اس مضمون کی طرف کہ آدمی زمین سے پیدا ہوا اور دوسرے سے اس بات کی طرف کہ انجام کار زمین میں جاوے گا اشارہ ہے گویا

ؐ اسے من جہتہ المحاورۃ واللہ اعلم ۱۲ احمد رضا غفر لہ ۱۲۲۳

معلی دونوں سجدے آیت کریمہ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ کے مضمون کا اقرار کرتا ہے

(۶) یا پہلا امتثال امر اور دوسرا ترغیم شیطان سے ہے کہ اس نے سجدہ سے تکبر کر کے تمام محنت و ریاضت اپنی برباد کی۔

(۷) مبسوط میں ہے دونوں سجدے شیطان کی ترغیم اور اس کے جلانے اور ذلیل کرنے کے واسطے ہیں کہ اسے سجدہ کرنے کا حکم ہوا نہ بجا لایا ہم اس فعل کو بار بار کرتے ہیں اور اعتراض امام سروجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ان دونوں وجہ پر کہ شیطان نے خدائے تعالیٰ کو لاکھوں کروڑوں سجدے سے کیے انکار اس کا سجدۂ آدم علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام سے مخصوص ہے ساقط کر اس نے اگرچہ لاکھوں بار سجدہ کیا مگر سجدہ ہی کے انکار سے ملعون ہوا جب ہم اس فعل کو تکرار کریں گے اور اس کی عوض ثواب عظیم پائیں گے بالضرور اسے ندامت اور اپنے انکار پر حسرت ہو گی چنانچہ یہ مضمون بعینہٖ حدیث سے ثابت کہ جب بندہ سجدہ تلاوت کرتا ہے شیطان روتا ہوا الگ ہو جاتا ہے اور کہتا ہے اے خرابی اسے سجدہ کا حکم ہوا بجا لایا بہشت کا مستحق ہوا میں نے انکار کیا اور دوزخی ہوا اور سجود سہو کی نسبت ارشاد ہوا کَانَتَا تَرْغِیْمَتَانِ لِلشَّیْطٰنِ۔

(۸) اور شیخ الاسلام تکرار سجود میں یہ نکتہ لکھتے ہیں کہ جناب باری تعالیٰ نے جب بنی آدم سے میثاق لیا سجدہ کا حکم کیا تا فعل مطابق قول کے ہو مسلمان سجدہ میں گئے کافر نہ کر سکے جب مسلمانوں نے سجدہ سے سر اٹھایا اور اپنے کو اس دولت عظمیٰ سے مخصوص پایا توفیق الٰہی کا شکر سجدہ کے ساتھ کیا وہی دو سجدے نماز میں مقرر ہوئے۔

حکمت مشروعیت جماعت میں یہ بھید ہے کہ کسی کی نماز میں مثلاً خشوع اور کسی کی خضوع اور کسی کی ذوق و شوق اور کسی کی رعایت امتثال و

بندگی اور کسی کی ہیبت و وقار زیادہ ہے ان سب کیفیات کے ملنے سے ہیبت اجتماعی حکم معجون مرکب کا پیدا کرتی ہے اور یہ بات علیحدہ علیحدہ میں حاصل نہیں ہوسکتی علماء فرماتے ہیں نمازِ جماعت میں چار فائدے ہیں۔

اوّل: نمازیوں میں باہم دوستی و محبت پیدا ہوتی ہے اور ایک دوسرے کے حال سے واقف ہوتا رہتا ہے۔

دوم: نفس پر تنہا عبادت شاق ہے اوروں کو اس میں مصروف دیکھ کر بہ رغبت و نشاط بجا لاتا ہے اور شیطان بھی تنہا پر ہیبت حملہ کرتا ہے فَاِنَّمَا یَاْکُلُ الذِّئْبُ الْقَاصِیَۃَ۔

سوم: برکت کامل کی ناقص اور حاضر القلب کی غافل کے دل پر اثر کرتی اور اسے کمال کی طرف کھینچتی ہے ہُمُ الْقَوْمُ لَا یَشْقٰی بِہِمْ جَلِیْسُہُمْ ؏

مے پذیرند بداں را بطفیلِ نیکاں

وہب بن منبہ پچھلی صف میں کھڑے ہوتے اور کہتے میں نے توریت میں دیکھا ہے امت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم میں بعض لوگ جب سجدہ سے سر اٹھاتے ہیں جو آدمی ان کے پیچھے ہوتے ہیں بخشے جاتے ہیں۔

چہارم: اجتماع مسلمین باعث برکات و موجب حصول فوائد دین ہے۔ جاہل علماء سے مسائل سیکھتے ہیں اور بے شوقوں کو اہلِ محبت کا شوق دیکھ کر خدا کی بندگی کا شوق اور خائفین کے خضوع و خشوع دیکھنے سے اوروں کے دل میں بھی خوف پیدا ہوتا ہے بیباک اہل احتیاط کی احتیاط دیکھ کر بے احتیاطی و بیباکی سے باز آتے ہیں اور نماز جلد پڑھنے والے صابروں اور باوقار لوگوں کی نماز دیکھ کر اپنی حرکات پر نادم ہوتے اور نماز ٹھیک کر لیتے ہیں اسے عزیز نماز باجماعت بڑی دولت ہے احیاء العلوم میں مرفوعا

روایت کرتے ہیں جس کی تکبیر تحریمہ چالیس روز فوت نہو نفاق و دوزخ سے محفوظ رہے اور یہ بھی حدیث میں ہے ایک گروہ قیامت کے روز چمکتے تاروں کی مانند محشور ہوگا فرشتے کہیں گے تم عمل کرتے تھے کہیں گے اذان سنتے ہی سب کام چھوڑ کر طہارت میں مشغول ہو جاتے دوسرے گروہ کے منہ چاند کی طرح چمکتے ہوں گے ۔ فرشتے ان سے ان کا عمل پوچھیں گے جواب دیں گے ہم وقت سے پہلے طہارت کر لیتے تیسرے کے منہ آفتاب کی طرح روشن ہوں گے وہ کہیں گے ہم اذان سے پہلے مسجد میں پہنچ جاتے صحیح حدیث میں ہے جس کا دل مسجد میں لگا رہتا ہے خدائے تعالی اسے عرش کے سایہ میں کھڑا کرے گا جس دن سوا اس کے کہیں سایہ نہ ہوگا اور فرماتے ایک نماز باجماعت سے ستائیس نماز کے برابر ہے محیط رضی الدین میں ہے جماعت سنت مؤکدہ ہے اگر تمام اہل شہر ترک کریں اور سمجھانے سے باز نہ آویں ان پر جہاد چاہیئے کہ جماعت شعار اسلام ہے امام محمد رضی اللہ عنہ تارکین اذان پر جہاد جائز کہتے ہیں جب ترک اذان پر کہ وسیلۂ جماعت اور اس کی طرف ندا سے عبارت ہے جہاد جائز ہوا تو ترک جماعت پر کس طرح جائز نہ ہوگا غایۃ البیان و اجناس میں ہے ۔ تارک جماعت کی گواہی مقبول نہیں اور بعض کتب فقہ میں مذکور کہ تارک جماعت پر تعزیر ضرور اور ہمسایوں پر اسے نصیحت کرنا واجب یہاں تک کہ سکوت سے گنہگار ہوں گے اور بدائع میں اکثر مشائخ سے جماعت کا وجوب نقل کیا اور بعض فقہا نے اسے اصح وارجح کہا اور کرخی نے اسے سنت مؤکدہ سے تعبیر کر کے وجوب کے ساتھ تفسیر کیا ۔

لطیفہ: نماز جامع جمیع عبادات ہے تکبیر و تسبیح و تہلیل و تحمید و قرأت و درود و تشہد و دعا وغیرہا عبادات قولی ہیں اور طہارت و رفع یدین و استقبال قبلہ و قیام و قعود و رکوع و سجود و جلسہ و قومہ و تعدیل ارکان عبادات فعلی اور ستر عورت

وتنظیف جامع عبادات مالی کھانا پینا جمع ترک کرنا بمنزلۂ صوم اور تکبیر تحریمہ بجائے احرام اور استقبال قائم مقام طواف اور قیام بشابۂ وقوف عرفہ اور تعوذ جاری مجرے رمی جمار اور بذل مال ستر عورت و آلات طہارت میں مثل زکوٰۃ اور قاعدہ شبیہ اعتکاف اور رکوع و سجود تواضع و تذلل کہ اصل عبادت و ملاک حسنات ہے اور نیز قعدہ مثل عبادت جمادات اور رکوع بمنزلۂ عبادت حشرات الارض اور قیام بجائے عبادت و اشجار و نباتات اور ذکر تسبیح عبادت طیور و جن و ملئکہ ہے اور دعا کہ مخ العبادۃ اور مفتاح ہر مدعا ہے اس عبادت کا لب لباب و خلاصہ ہے اور نیز وضو مانند زرہ کے ہے اور امام مثل مبارز اور قوم لشکر صف آرار اور گروہ شیاطین غنیم لئیم اور محراب موضع حرب جہاد میں کافروں کو قتل کرتے ہیں نماز میں ان کے سردار کو ہزیمت دیتے ہیں جہاد میں فتح کے بعد مال تقسیم کرتے ہیں نماز میں بعد سلام فضل و رضا مندی ذوالجلال سے بہرۂ وافی پاتے ہیں ۔

لطیفہ: صلوۃ صلے بالضم والکسر سے کہ بمعنی سوختن ہے ہم اشتقاق ہے پس بندہ مصلی کو چاہیے جب نماز میں داخل ہو پروانہ وار شمع حقیقت پر اس طرح جل جاوے کہ سوز و گداز ظاہر نہ ہونے پائے ۔

دوسرا باب

روزہ کے بیان میں

قَالَ اللّٰہ تعالیٰ یٰاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ اے ایمان والو فرض کیا گیا تم پر روزہ جیسا فرض ہوا اگلوں پر اے عزیز کمال عظمت

نوٹ:۔ اصل نسخہ میں زرہ کا لفظ نہیں ہے۔

اور نہایت منزلت اس دولت بے نہایت کی اس آیت سراپا بشارت سے قیاس کر کر پروردگار تقدس و تعالیٰ روزہ داروں کے ایمان کی گواہی دیتا ہے اور ان کو ایمان والے کہتا ہے اور کمال عنایت و شفقت سے اپنے بندوں کی تسکین و تشفی کرتا ہے کہ یہ عبادت کچھ تمہیں پر فرض نہیں ہوئی بلکہ اگلی امتوں پر بھی فرض تھی بعض امم سابقہ پر روزہ ایام بیض اور یہود پر روزہ عاشورا اور ہر شنبہ فرض اور نصاریٰ پر ماہ رمضان مقرر ہوا لیکن اس سال سردی یا گرمی بشدت تھی لہٰذا انھوں نے روزہ شاق سمجھ کر موسم بہار میں روزے رکھے اور اس تبدیل کے کفارہ میں بیس اور زیادہ کیے حضرت علی مرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں روزہ عبادت قدیمی ہے کوئی شریعت اس کی فرضیت سے خالی نہیں یہ نہ سمجھو کہ یہ تکلیف تم پر نئی ہوئی بلکہ اگر نظر تعمق سے دیکھو تو فرضیت اس عبادت شاقہ کی امم سابقہ پر تمہاری ہی تسکین و تشفی کے واسطے تھی کہ عنایت الٰہی جو تمہارے حال پر روز ازل سے مبذول ہے مقتضی اس امر کی نہ ہوئی کہ ایسی تکلیف شاق اپنے محبوب کی امت سراپا مرحمت پر یکبارگی مقرر کریں بلکہ واسطے فرضیت اس عبادت کے کہ باقتضائے حکمت کاملہ ہزاروں خوبیاں اور بڑائیاں اس امت کو اس کے عوض حاصل ہوئیں یہ طریقہ قرار پایا کہ زمانہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زمانہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تک ہر مذہب و ملت میں یہ عبادت فرض کی تاکہ یہ امت مرحومہ اوروں کا حال سن کر بے تکلف اختیار کریں اور گرد ملال و کلفت ان کے دامن ہمت پر نہ بیٹھے قاعدہ ہے اَلْبَلَاءُ اِذَا عَمَّ خَفَّ اور مثل مشہور ہے مرگ انبوہ جشنے دارد چنانچہ یہ مضمون آیۂ کریمہ سے واقفان علم بدیع پر بخوبی ظاہر لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو کہ اس عبادت سے مشق ریاضت اور نفس کشی کی حاصل ہوتی ہے اور قوت شہوت و غضب کہ اصل تمام گناہوں کی ہیں ضعیف ہو جاتی ہیں اس لیے کہ مدار شہوت و غضب کا قوت مزاج اور متانت روح حیوانی پر ہے اور روح اغذیہ و اشربہ سے متولد ہے پس

ثقلیں طعام و شراب سے روح نرم اور رقیق ہو جاتی ہے اور بالاضطرار شہوت غضب میں کمی آجاتی ہے حدیث مشہور میں وارد جو جوان شہوت جماع کو نہ روک سکے نکاح کی استطاعت رکھے اسے چاہیئے کہ روزہ اختیار کرے کہ وہ اس کے لیے حکم خصی ہونے کا رکھتا ہے صوفیۂ کرام فرماتے ہیں طالب خدا کو تین باتیں لازم نوم غلبہ اکل ضرورۃ ۔ الکلام ناقہ بعضے دو دو تین تین دن اور بعض ایک ہفتہ کے بعد کھاتے ہیں اور جب اشتیاق کا غلبہ ہوتا ہے چالیس دن نہیں کھاتے اس وقت پروردگار تقدس و تعالیٰ ان کے باطن میں کلام فرماتا ہے جو انبیا کے حق میں باظہار واقع ہے اولیا کے لیے باسرار جائز ہے صاحب شریعت ابدیہ حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اپنے پیٹ بھوکے اور جگر پیاسے اور بدن ننگے رکھو کہ پروردگار تعالیٰ کو ظاہر و عیاں دیکھو جس نے دیکھا مطلب کو پہنچا اور جو کامیاب ہوا مقام فنا و بقا سے برتر ہوا عبارت اس سے جہالت اور اشارت ضلالت ہے قل جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا ۰ سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں شیطان خون کی مانند آدمی کے بدن میں رواں ہے راستہ اس پر تنگ کرو بھوک اور پیاس سے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتے ہیں ہمیشہ جنت کا دروازہ کوٹا کرو عرض کیا کاہے سے فرمایا بھوک سے اے عزیز تیرے کھانے سے خزانہ رزاق مطلق کا کم نہ ہوجاوے گا لیکن پیٹ بھر کھانا تجھے رب سے محجوب اور نفس کا پابند کردے گا بھوکے رہنے سے صفائی قلب و رقت دل و لذت طاعت اور انکسار اور حزن دوزخ کی یاد اور کسر شہوت فرج اور عادت نرم حاصل ہوتی اور طاعت پر مواظبت ہاتھ آتی ہے اور تحصیل رزق اور کھانے پکانے کی دقتوں سے فراغت اور خفت مونت و مشقت اور قلیل پر کفایت اور صدقہ دینے کی ہمت میسر ہوتی اور ہزاروں بیماریوں سے نجات رہتی ہے اور زیادہ کھانے سے سختی دل اور غفلت اور غلبۂ شہوت اور سستی و کاہلی اور نیند اور تحصیل و ترتیب طعام

کی مشقت اور اس کے مصائب میں ابتلا اور ذلت و خست پیدا ہوتی ہے ہر چند یہ عبادت کہ باعث کسر شہوت اور موجب روشنی قربجت ہے انسان کے حق میں ہر عبادت سے زیادہ مفید ہے اس واسطے کہ کسر نفس و شہوت سے مقصود اصلی تک پہنچ جاتا ہے اور کدورات سبعی و ظلمات بہیمی سے صفائی کلی حاصل ہو کر مقام کشف و وصول پر فائز ہوتا ہے اور حق تقویٰ کا کہ بہترین خصائل ہے اس کو حاصل ہوتا ہے مگر اکثر خلق پر کہ ہمت ان کی اس طلب سے قاصر ہے یہ عبادت و مشقت کمال شاق گزرتی ہے اس واسطے ان کی تشفی و تسلی کے لیے ارشاد ہوتا ہے اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ گنتی کے دن ہیں کہ نہ بہت کم ہیں جو کسر شہوت و غضب میں تاثیر معتدبہ نہ کریں اور نہ بہت زیادہ کہ اعتدال مزاج و قوت و طاعت میں خلل ڈالیں پس گھبرانا نہ چاہیے اور کمر ہمت مضبوط باندھیے کہ بہت جلد تمام ہو جاویں گے اور یہ کلمہ کمال عنایت پروردگار پر دلالت کرتا ہے کہ اس ارحم الراحمین کو انتہا سے زیادہ اس امت کی منظور ہے جس طرح پدر شفیق اپنے فرزند عزیز کو مکتب میں بٹھاتا ہے اور تسکین و تسلی دیتا ہے کہ اب تھوڑی دیر میں چھٹی مل جائے گی۔ وہی قاعدہ شفقت کا یہاں بھی مرعی ہے لیکن اسی شفقت و عنایت کے ضمن میں تازیانہ خوف کا مارا گیا ہے کہ جب بادشاہ اپنے تابعین و رعایا کو کسی امر کا حکم دیتا ہے اور اس میں ہر طرح نرمی و آسانی کا لحاظ کر دیتا ہے تو کسی شخص کو گنجائش عذر باقی نہیں رہتی اور جو کوئی اس حکم میں سستی کرتا ہے مورد عتاب ہوتا ہے سو اسی طرح بادشاہ علی الاطلاق نے اپنے بندوں کی ضعف و ناتوانی پر نظر فرما کے مدت اس عبادت کی کمال توسط کے ساتھ اختیار کی اگر مانند نماز کے یہ عبادت تمام سال فرض رہتی بندے تاب نہ لاتے باوجود اس عنایت کے اگر کوئی شامت نفس سے اس عبادت میں قصور کرے کمال عتاب و عذاب کا مستحق ہو جاوے کہ راہ عذر کی اول ہی مسدود کر دی گئی اور

نرمی و آسانی کا فرو گذاشت نہ ہوا مگر ایک امر باقی ہے کہ واسطے اس عبادت کے ایک مہینہ مقرر ہوا اور ضرور ہے کہ بعض مکلف اُن دنوں میں بیمار ہوں اور بعض سفر میں ان پر تعمیل اس حکم کی کمال دشوار ہے سو واسطے دفع اس عذر کے ارشاد ہوتا ہے فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ جو شخص تم میں بیمار یا مسافر ہو تو اور دنوں میں روزہ رکھ لے یہ آیت پروردگار کی کمال رحمت پر دلالت کرتی ہے کہ جب جناب غفور رحیم جل جلالہ کو منظور نہ ہوا کہ بندگان گنہگار دو تکلیفوں میں گرفتار ہوں اور محنت سفر و مرض کے ساتھ مشقت روزہ کی جمع کریں تو اس کے رحم و کرم سے امید واثق ہے کہ روزہ داروں کو تکلیف دوزخ سے بھی محفوظ رکھے گا اور حرارت روزہ کے ساتھ گرمی جہنم کی جمع نہ کرے گا اور جو شخص کہ بسبب ضعف و ناطاقتی کے ان دنوں میں روزہ نہیں رکھ سکتا اور اس سبب سے کہ بڑھاپے سے روز بروز طاقت کم ہوتی ہے اور دنوں میں ادا نہیں کر سکتا اگر طاقت رکھتا ہے بعوض ہر روزہ کے دو وقت ایک مسکین کو پیٹ بھر کھلا دے خواہ دو آثار گندم (بوزن دہلی) ہر روزہ کے بدلے خیرات کرے۔ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ۝ اس لیے خود ترک آب و غذا خدا کے واسطے نہیں کر سکتا مگر ایک مسلمان کو بھوک سے نجات دیتا ہے اور جو کچھ عبادت اس مسلمان سے بسبب کھانے اس غذا کے ہو گی اس میں دخل پیدا کرتا ہے اور اس وجہ سے کہ مقدار خوراک ایک آدمی کی جبکہ اس نے صرف کی تو اسے غذا سے دست تصرف اپنا روکا اور نفس کو اس سے باز رکھا تو گویا ایک مشابہت معنوی روزہ دار سے پیدا کی اور اگر اپنی رغبت و طبیعت سے ایک خوراک زیادہ دے تو اور بہتر ہے فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ اور صدقہ دینے سے روزے رکھنا افضل و بہتر ہے یعنی معذور اگر روزہ رکھ لے تو اس صدقے سے اس کے حق میں اولی ہے وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ روزہ رکھنا تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم جانتے ہو اور اس کی بزرگی و فضیلت پر نظر کر کے روزہ دل کی

صفا اور جان کی ولا ہے پس کیا غم ہے اگر تن خاکی کے حق میں بلا ہے بیہقی روایت
کرتے ہیں پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں روزہ اور قرآن بندہ کی شفاعت
کریں گے روزہ کہے گا الٰہی میں نے اسے کھانے پینے اور شہوتوں سے دن میں
میں روکا بس مجھے اس کا شفیع کر اور قرآن کہے گا میں نے اسے رات کے سونے سے
باز رکھا مجھے اس کا شفیع کر پس حق جل مجدہ ان کی شفاعت قبول فرمادے گا جامع
ترمذی میں ہے فرماتے ہیں جو ایک دن خدا کی راہ میں روزہ رکھتا ہے خدائے تعالیٰ
اس کے اور دوزخ کے بیچ میں ایک ایسا خندق کر دیتا ہے جیسا زمین و آسمان
میں فاصلہ ہے اور روایت احمد و بیہقی میں وارد ہوا کہ دوزخ سے اتنا دور کر دیتا ہے
جس قدر دور وہ زاغ جائے کہ بچپن سے اڑا اور اڑتے اڑتے بوڑھا ہو گیا اور مر
کر گر پڑا اور روایت صحیحین میں ہے ستر برس کی راہ دوزخ سے دور کر دے اور فرماتے
ہیں لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ اس واسطے کہ جب بندہ
تخلق باخلاق اللہ یعنی یُطْعِمُ وَلَا یُطْعَمُ سے مرتبہ انسانیت ترک کر کے بحکم اِلٰی رَبِّکَ الْمُنْتَهٰی
طلب عالم تقدیس میں صبح سے شام تک بادیہ پیما رہتا ہے شام کو مرکب اس
کا بحکم صفت بشریہ چلنے سے عاری ہو کر محتاج آب و دانہ کا ہوتا ہے اس
وقت حبیب کھلانے پلانے سے اس کی خبر لیتا ہے اور قوت راہ مقصود کی اس
میں پاتا ہے ایک عجیب فرحت و خوشی حاصل ہوتی ہے اور جب فرحت افطار
کر وسائل سلوک سے ہے اس درجہ ہے بیان فرحت لقا کا کہ مقصود اصل کون ہے
کون کر سکتا ہے جس نے دیکھا وہی لطف و مزہ اس کا جانتا ہے اسی لیے کہتے
ہیں ہر عبادت کا ثواب معین و مقدر ہے مگر بدلہ روزے کا عبادت و اشارت سے
ورا ہے صحاح میں مروی ہے آدمی کا ہر عمل مضاعف ہوتا ہے یعنی ایک نیکی کو دس
لکھتے اور دس کا ثواب دیتے ہیں یہاں تک کہ بعض نیکیاں سات سو تک مضاعف

ہوتی ہیں مگر روزہ اس حکم سے مستثنٰی ہے رب جل جلالہ فرماتا ہے اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ
بِہٖ وہ خاص میرے واسطے ہے کہ بخلاف اور عبادات کے ریا کو اس میں دخل نہیں
اور میں خود اس کی جزا دیتا ہوں۔ بیہقی کہتے ہیں کسی نے سفیان بن عیینہ سے معنے
اس حدیث کے پوچھے فرمایا حدیث صحیح و محکم تر ہے اور معنی اس کے یہ ہیں کہ
جب قیامت کو آدمی سے خصم اس کے نزع کریں گے تمام اعمال نیک اپنے
حقوق کے بدلے لے جائیں گے جب نوبت روزہ کی آئے گی حق تعالیٰ فرمائے گا
اسے چھوڑ دو یہ خاص میرے واسطے ہے اور جو مطالبہ ذمہ بندہ کے باقی ہو گا اپنے
رحم و کرم سے خود کفایت فرمائے گا اور اہل حقوق کو راضی کر کے بندہ کو انکے
مطالبہ سے پاک کر دے گا اس وقت روزہ بندہ کے ساتھ ہو گا اور بہشت میں
لے جائے گا اور بیہقی کہتے ہیں مراد کثرت ثواب ہے جس کا ثواب خدا کی طرف
مضاف ہوا اور ثواب دینے والا پروردگار ہے قدر اس کی کسے معلوم ہو اور کون اندازہ
کر سکتا ہے روزہ صبر ہے اسی لیے رمضان کو شہر الصبر فرمایا اور صبر کا ثواب بے انتہا
ہے وَ اِنَّمَا یُوَفَّی الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝ اور بعض کہتے ہیں اضافت ثواب
اور روزے کی اپنی طرف واسطے تشریف و تکریم کے ہے مثل بیتی اور ارض اللہ
اور ناقۃ اللہ اور امثال ذالک کے یہ مطلب ہے کہ ریا کو کہ شرک اصغر ہے اس
میں دخل نہیں اور سوا پروردگار جل جلالہ کے کسی کے واسطے واقع نہ ہوئی کہ سجدہ
و طواف و قربانی وغیرہا عبادات کفار اپنے بتوں کے واسطے بھی کرتے ہیں یا یہ مراد
ہے کہ حقیقت روزہ میں کہ ترک اکل و شرب و جماع ہے نفس کو مطلقاً حظ نہیں بلکہ
حقیقت اس کی حبس نفس ہے بعض محققین فرماتے ہیں استغنا طعام و شراب سے
صفت ربوبیت ہے یعنی تمام اعمال بندوں کے مناسب ان کے حال کے ہیں
بخلاف روزہ کے کہ ہماری صفت سے مناسبت رکھتا ہے اور بعض روایات میں

بصیغۂ مجہول وارد یعنی روزہ خاص میرے واسطے ہے کہ شل اور عبادات کے عزمن اس سے ثواب بہشت و حور و قصور و نعیم جنت نہیں بلکہ اَنَا اُجْزِیْ بِہٖ میں خود روزہ کا بدلہ ہوں اور ثواب اس کا لقاء و دیدار میرا ہے اے عزیز دیکھ کیا مقام ہے اگر بندہ کو کہیں تو سنگ درگاہ ہے شادی سے تمام عالم میں نہ سمائے اور فخر سے زمین و آسمان پر ناز کرے چہ جائیکہ فرماتے ہیں فعل تیرا میرا ہے اور بدلہ اس کا میری رویت و لقا ہے یہ وہی مقام ہے جو مقبولانِ حضرت و مقتولانِ تیغِ محبت کے حق میں وارد ہے مَنْ قَتَلَتْہُ مَحَبَّتِیْ فَدِیَتُہٗ رُؤْیَتِیْ دیت وارثان مقتول کو پہنچتی ہے اور یہ دیت خود اسی کو ملتی ہے کہ وارث اپنے نفس مقتول کا وہی ہے شیخین روایت کرتے ہیں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں بوئے دہن روزہ دار کی پروردگار تعالیٰ کو مشک سے زیادہ پسند ہے اور روزہ آتش دوزخ سے سپر ہے صحاح میں ہے بہشت کے آٹھ دروازے ہیں ان میں ایک ریّان ہے کہ سوا روزہ داروں کے کوئی اس میں نہ جا سکے گا اور جو اس دروازہ میں داخل ہوگا کبھی پیاس اس کو نہ لگے گی صحیح ابن خزیمہ میں وارد اسے ایک شربت پلائیں گے کہ کبھی اسے تشنگی نہ ستائے گی صحاح ستہ میں مروی جو شخص رمضان بھر بحکم ایمان و طلب ثواب روزے رکھے سب اگلے گناہ اس کے بخشے اور بعض سنن میں ہے سب گناہ اس کے معاف ہوں نسائی وغیرہ راوی کہ روزہ دار کا چپ بیٹھنا بھی اوروں کی تسبیح کے حکم میں ہے فرمایا کہ روزہ دار کو پانچ بزرگیاں حاصل ہیں افطار کے وقت ایک دعا خواہ مخواہ اس کی قبول ہوتی ہے بیٹھنا اس کا اوروں کی تسبیح کے برابر ہے کہ اس کی سب ذرّیاں تسبیح کرتی ہیں اور تمام عمل خیر کی ثواب و جزا معین ہے بخلاف روزہ کے ثواب اس کا بے انتہا ہے اور دعا اس کی حالت روزہ میں مستجاب ہے اور گناہ اس کے معاف نسائی و بیہقی و حاکم سیدنا ابو امامہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایسا عمل بتایئے کہ فائدہ اس کا بہت بڑا ہو فرمایا روزہ اختیار کر کہ اس کے مانند کوئی عمل نہیں ۔

فائدہ: یہ حدیث صحیح ہے تفضیل صوم میں نماز پر اور مشہور جمہور علماء میں یہ ہے کہ نماز تمام عبادات سے افضل ہے بدلیل حدیث صحاح اِنَّ خَیْرَ اَعْمَالِکُمُ الصَّلٰوۃَ اور مراد نفی مماثلث وجہ مخصوص میں ہے کہ فائدہ قرات صوم کا ہے۔ ترمذی نسائی ابن ماجہ کی روایت میں ہے جب اور لوگ روزہ دار کے سامنے کھاتے پیتے ہیں فرشتے اس پر درود بھیجتے ہیں اور اس کے لیے استغفار کرتے ہیں اور ہر جوڑ اور استخواں اس کی تسبیح میں مشغول ہوتے ہیں بطریق عدیدہ مروی تین شخصوں کی دعا بیشک مستجاب ہے روزہ دار مسافر مظلوم ابن ماجہ حاکم بیہقی راوی ایک دعا روزہ دار کی وقت افطار کے ہرگز رد نہیں ہوتی صحاح میں ہے قیامت کو ایک حوض خاص روزہ داروں کو عنایت ہوگا کہ سوا ان کے کسی کو اس پر بار نہ دیں گے مصنف ابن ابی شیبہ و بیہقی میں ہے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عین دریا میں جہاز پر سوار تھے اور رات تاریک ناگاہ ابوموسیٰ اور ان کے یاروں نے ایک آواز آسمان کی طرف سے سنی کہ کوئی کہتا ہے ٹھہرو میں تمھیں خدا کا حکم سناؤں اور اس کا عہد جو اپنے اوپر لازم فرمایا ہے بتاؤں ابوموسیٰ کھڑے ہوئے اور کہا اے عزیز ہوا موافق ہے اور لنگر کشتی کے اٹھا دیئے عین دریا میں کس طرح توقف کریں تجھے حاجت ہمارے ٹھہرنے کی کیا ہے جو کچھ کہتا ہے کہہ کہ ہم جان و دل سے سنتے ہیں آواز آئی حق تعالیٰ نے اپنی ذات پاک پر یہ بات لازم کی ہے کہ جو اس کی رضا کے واسطے گرم دن میں آپ کو پیاسا رکھا اسے قیامت کے دن پیاس سے مامون کر دے اور حضور ارشاد فرماتے ہیں جب عید کا دن ہوتا ہے

خدائے تعالیٰ روزداروں سے فرشتوں پر مباہات کرتا ہے اور ان سے فرماتا ہے اے
میرے فرشتو کیا بدلہ ہے اس مزدور کا جس نے اپنا کام پورا کیا عرض کرتے ہیں اے
پروردگار اس کا بدلہ یہ ہے کہ اُجر بھی اسے پورا دیا جائے پس فرماتا ہے اے
میرے فرشتو میرے غلاموں اور لونڈیوں نے میرا فرض جو ان پر تھا ادا کیا پھر نکلے
ہیں اپنی آوازیں بلند کرتے ہوئے دعا میں مجھے قسم ہے اپنے عزت وجلال وکرم
وعلو بلندی مرتبت کے کہ میں نے ان کی دعائیں قبول کیں پھر فرماتا ہے لوٹ جاؤ
میں نے تمہیں بخش دیا اور تمہاری بُرائیاں نیکیوں سے بدل دیں اور وارد ہوا الصَّبْرُ
نِصْفُ الْاِیْمَانِ وَ الصَّوْمُ نِصْفُ الصَّبْرِ پس روزہ ربع ایمان کا ہے اسی واسطے ارکان
اربعہ اسلام میں داخل ہے جواہرالتفسیر میں ہے لِکُلِّ شَیْئٍ بَابٌ وَبَابُ الْعِبَادَۃِ الصَّوْمُ
کہ شیطان روزہ دار سے جدا ہوتا ہے اور توفیق الٰہی اس کے حال پر توجہ فرماتی ہے
اس لیے جو کبھی عبادت نہیں کرتا رمضان میں وہ بھی مشغول بعبادت ہوتا ہے۔ اے
عزیز روزہ اصل اکثر اخلاق کا ہے خوف پروردگار کا روزہ سے زیادہ ہوتا ہے آدمی جب
بھوک پیاس کی شدت پاتا ہے سمجھتا ہے کہ ایک دن کی بھوک پیاس میں باوجود اس
کے کہ مکان سایہ دار اور ہوا سرد اور اسباب آرام موجود ہے یہ حال ہو گیا دوزخ
کی بھوک پیاس اور قیامت میں قیامت کی تشنگی و گرسنگی باوجود ان مصائب کے
کس سے اٹھائی جاوے گی اور رحم و رقت و سخاوت زیادہ ہوتی ہے کہتے ہیں
ایک شخص تھا کہ جو اس کے ہاتھ آتا خرچ کر ڈالتا متعلقوں نے اسے قید کیا اور کھانا
پانی بند تاکہ مال کی قدر جانے اور زیادہ دہی سے باز آئے جب چھوڑا اور بھی زیادہ
غمخواری فقرا اور صرف میں مشغول ہوا کسی نے کہا اے عزیز تو اس قید سے متنبہ نہ ہوا
کہا جب میں بھوک پیاس کی کیفیت سے واقف نہ تھا فاقہ کسی کا مجھ سے نہ دیکھا
جاتا اب تو اس کی شدت سے آگاہ ہوں کس طرح تکلیف اور دل کی گوارا کروں اور

بنی نوع کو محنت و فاقہ میں مبتلا دیکھوں اور ایک فائدہ جلیلہ روزہ میں موافقت ملائکہ ہے کہ جس طرح فرشتے کھانے پینے سے پاک ہیں اسی طرح روزہ دار بھی کھانا پینا ترک کرتا ہے بلکہ درحقیقت یہ بات اس سے زیادہ ہے کہ فرشتے اصل فطرت میں کھانے پینے سے مستغنی ہیں نہ ان کو بھوک لگے نہ پیاس ستائے بخلاف انسان مسلمانوں کے باوجود احتیاج صرف بتعمیل حکم پروردگار کھانا پینا ترک کرتا ہے گویا مضمون اِنِّی اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ہ اس عبادت سے آشکارا ہے کہ اگر تم اپنی تسبیح و تقدیس پر نظر رکھتے ہو یہ مشت خاک باوجود ہزاروں موانع کے ہماری تسبیح و تقدیس بجا لائیں گے اگر تم اپنی عصمت و پاکی کو دستاویز فضیلت سمجھتے ہو ان کی طہارت پر نظر کرو کہ باوجود احتیاج کھانا پینا ترک کرتے ہیں اور ہماری راہ میں کیسی کیسی محنت و مشقت گوارا کرتے ہیں اگر فساق ان کی خونریزی کرتے ہیں عشاق ان کے آنکھوں سے خون دل ہمارے شوق میں جاری رکھتے ہیں۔ بخاری و مسلم روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں اَلصِّیَامُ جُنَّۃٌ روزے آتش دوزخ سے سپر ہیں اور وارد ہوا روزہ سر تمام عبادات کا ہے کہ مانع جملہ شہوات کا ہے مدد شہوات کی کھانے پینے سے ہے اور بھوک شہوات کو توڑتی ہے اور حدیث قدسی میں ہے ہر نیکی آدمی کی دہ چند سے ہفت صد چند تک زیادہ ہوتی ہے مگر روزہ کہ میرا ہے اور میں اس کا بدلہ دیتا ہوں کہ قدر و کیفیت اس اجر کی سوا میرے کسی کو معلوم نہیں جب فرضیت اس عبادت کی بیان ہو چکی اور اشارہ اس کی فضیلت پر بھی واقع ہوا اور بالا جمال اس قدر بھی معلوم ہو گیا کہ مدت اس کی وہ ہے جس میں شمار کو دخل ہے اور وہ دورہ شب و روز کا نہیں اور نہ دورۂ سال ہے کہ افراد اس کے اسمائے شہور سے معدود ہوتے ہیں بلکہ دورہ مہینے کا ہے کہ اس کی تاریخیں اول و دوم و سوم کہلاتی ہیں اور عدد ان میں معتبر ہے اب تصریح اس امر کی ضرور ہے کہ وہ میعاد اسی قدر ہے جو مضمون اجمالی

سے سمجھی گئی اور اگر مہینہ ہے تو کونسا مہینہ ہے اسی واسطے ارشاد ہوتا ہے شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ وہ مہینہ ہے جس کا روزہ تم پر فرض ہے۔ رمضان ہے جس میں قرآن نازل ہوا مہینہ کو شہر اس لیے کہتے ہیں کہ وقت شروع کے شہرت ہوتی ہے سمی الشہر شہراً لشہرتہ اور اسی مہینے کا نام رمضان اس سبب سے رکھا گیا کہ جب عرب مہینوں کے نام رکھتے تھے ان دنوں اس مہینہ میں گرمی بشدت تھی۔ رمز کہتے ہیں نہایت گرمی کو اور اسے صلہ موصول سے موصوف کرنا اس لیے ہے کہ تخصیص اس مہینہ کی واسطے روزہ کے روشن ہو جائے قاعدہ مسلمہ ہے کہ صلہ موصول میں معنے تعلیل کے مفہوم ہوتے ہیں یعنی اس مہینہ کو واسطے روزہ اور اس کے توابع و لواحق یعنی تراویح وختم قرآن کے اس لیے مقرر کیا کہ اس میں قرآن لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر نازل ہوا گویا اس مضمون کی طرف اشارہ ہے کہ ہم نے اس مہینے متبرک میں تم پر قرآن نازل کیا تمھیں بھی لازم ہے کہ جب یہ مہینہ آئے شکر ہمارا ادا کرو اور اس میں قرآن پڑھا کرو۔

فائدۂ جلیلہ ولطیفہ جمیلہ: اے عزیز اس جگہ ایک لطیفہ ہے کہ جس مہینے میں قرآن نازل ہوا اس کو یہ بزرگی حاصل ہوئی کہ قیامت تک جو کوئی اس میں دو رکعت نفل پڑھے فرض کا ثواب پاوے اور جو فرض پڑھے ستر کا ثواب حاصل ہو سلمان فارسی رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں پچھلے دن شعبان کے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا اے لوگو تم پر بڑے مہینے نے سایہ ڈالا برکت والا مہینہ جس میں شب قدر ہے کہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے روزہ اس کا فرض اور تراویح نفل جو نفل عبادت کرے فرض کا ثواب پاوے اور جو فرض ادا کرے ستر کا ثواب پاوے وہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے وہ مہینہ مواسات کا ہے اس میں مسلمان کا رزق زیادہ ہوجاتا ہے جو روزہ دار کو افطار کرائے گناہ اس کے معاف ہوں اور دوزخ سے آزاد ہو اور روزہ دار

کے برابر اسے بھی ثواب ملے اور اس کا ثواب نہ گھٹے اگر دودھ کا چلو پلاتے یا چھوارا کھلائے یا پانی پر افطار کرائے اور جو روزہ دار کو پیٹ بھر کھلائے میرے حوض کا پانی اس کو ملے کہ پھر کبھی پیاس نہ لگے یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو اول اس مہینے کا رحمت اور وسط مغفرت اور آخر دوزخ سے آزادی ہے اور فرماتے ہیں وہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب بہشت اب اس مرتبہ کو غور کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے روزہ داروں کو صابرین میں داخل کیا اور جو فائدے صبر کے ہیں ان کو عنایت فرمائے صبر کا ثواب بے انتہا ہے۔ اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَھُم بِغَیْرِ حِسَاب ۝ دین کی امامت و پیشوائی صبر کے ساتھ معلق ہے۔ وَجَعَلْنٰھُمْ اَئِمَّۃً یَّھْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا صابرین خدا کے محبوب و مقبول ہیں اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الصّٰبِرِیْن ۝ صبر سے دین و دنیا کی عزت ملتی ہے وَتَمَّتْ کَلِمَۃُ رَبِّکَ الْحُسْنٰی عَلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ بِمَا صَبَرُوْا اور ارشاد فرماتے ہیں جب رمضان آتا ہے شیاطین اور سرکش جن قید ہوتے ہیں اور دوزخ کے سب دروازے بند کیے جاتے ہیں کہ کوئی نہیں کھلتا اور جنت کے ابواب سب مفتوح ہو جاتے ہیں کہ کوئی بند نہیں ہوتا اور منادی پکارتا ہے اے طالب خیر آ کہ آج دن تیرا ہے اور اے بدکار باز آ کہ یہ وقت بدی کا نہیں اور خدا کے لیے کچھ آزاد ہیں قید دوزخ سے اور یہ ہر شب ہے پس مسلمان کو لازم ہے کہ قدر اس نعمت کی جانے اور ایک ساعت اس مہینے کی روز عید سے بہتر سمجھے اور ہر وقت و ہر لحظہ اس کی خدمت میں مصروف رہے کہ یہ مہمان عزیز ہے اور ایک دن جدا ہونے والا اور بعد فراق کے نہیں معلوم کہ پھر ملنا نصیب ہو یا نہیں احادیث صحیحہ سے ثابت کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم جہان سے زیادہ سخی تھے اور رمضان میں ان دنوں سے زیادہ سخاوت کرتے اور ذکر و نماز و اعتکاف و تلاوت میں ہر ساعت مشغول رہتے اور اس ماہ مبارک کو انواع عبادات سے مخصوص فرماتے اور حضرت جبریل

اپنی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر شب حاضر دربار ہوتے اور حضور ان سے دور قرآن فرماتے
اور جو شخص کوئی چیز مانگتا بے تامل عطا کرتے اور دو دو تین تین دن روزۂ وصال
رکھتے اور اوروں کو وصل سے منع فرماتے اگر کوئی سبب پوچھتا ارشاد ہوتا لَسْتُ
کَمِثْلِکُمْ میں تم جیسا نہیں وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَیُّکُمْ مِثْلِیْ تم میں مجھ سا کون ہے اور کسے
یہ رتبہ حاصل ہے اِنِّیْ اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ میں رات کو اپنے رب کے پاس ہوتا ہوں
یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِیْ وہ مجھے کھلا دیتا ہے اور پلا دیتا ہے یعنی مجھے بے کھائے پیئے وہ
قوت عبادت کی بخشتا ہے یا حقیقت میں طعام وشراب اس عالم کا عنایت فرماتا
ہے جس کے کھانے پینے سے قوت پیدا ہوتی ہے اور وصال میں نقصان نہیں آتا
کہ احکام اس عالم کے مغائر اس عالم کے ہیں جیسا کہ استعمال طشت سونے اور
چاندی کے واسطے غسل صدر شریف کے حالانکہ استعمال برتنوں چاندی سونے اس
جہان کا ممنوع ہے الغرض یہ قوت مجھے عالم غیب سے حاصل ہوتی ہے تمھیں کہاں
میسر ہے یا مراد غذائے روحانی ہے کہ معارف ولذات وفیضان لطائف الٰہی
کہ دل مبارک پر عالم غیب سے نازل ہوتے ہیں اور اس کے سبب سے روح
کو تازگی اور نفس کو خوشی اور آنکھ کو روشنی حاصل ہوتی کہ پرواہ غذائے جسمانی کی
نہ رہتی ذکرہ ابن قیم فی کتاب الھدیٰ وابن رجب فی اللطائف ۔ میں کہتا ہوں
حق یہ ہے کہ کیفیت اس کھلانے پلانے اور شب کو اپنے رب پاس رہنے کی
وہ جانتے ہیں یا ان کا خدا یہ اور اس کے امثال ظاہر پر محمول ہیں اور تاویل بلاوجہ
انحراف وعدول کھلانا پلانا اور شب باشی معقول ہے اور کیفیت مجہول مرتبہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عقل وفہم سے ورا ہے اور راز ونیاز محب و
محبوب میں غیر کو دخل دینا ناروا ہے تجھے کیا معلوم کہ ان کا رب ان کے ساتھ کیا کرتا
ہے اور کس کس طرح سے پیش آتا ہے کس نے جانا کہ شب معراج کیا وحی ہوئی

اور خلوت کدہ لی مع اللہ میں کیا گفتگو آئی کہنے والے نے کیا کہا اور سننے والے نے کیا سنا دست ادراک یہاں کوتاہ ہے اور خرد خردہ بین خیرہ و تباہ ہے

راز درون پردہ ندانست کس خموش !
اے مدعی نزاع تو با پردہ دار چیست !

اور افطار میں تعجیل کرتے اور فرماتے ہمیشہ آدمی خیر کے ساتھ رہیں گے جب تک افطار میں عجلت کریں گے اور خدا کو سب بندوں میں پیارا وہ ہے جو جلد افطار کرے اور سحر ہمیشہ بتاخیر کھاتے اور اس کی مواظبت تاخیر پر امت کو تحریص فرماتے۔ مسلم ترمذی ابوداؤد نسائی حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعا راوی فرق ہمارے اور اہل کتاب کے روزہ میں کھانا سحر کا ہے اور فرماتے نعم سحور المؤمن التمر اور فرماتے سحور میں برکت ہے اور فرماتے روزہ دار چند خرمائے تر اور جو نہ پاوے تو خشک ورنہ پانی پر افطار کرے اور وقت افطار کے یہ دعا پڑھتے اللھم لک صمت و علیٰ رزقک افطرت اور بعض روایات میں یہ لفظ مروی اللھم لک صمنا و علیٰ رزقک افطرنا فتقبل منا انک انت السمیع العلیم اور بروایت ابی داؤد ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ یہ الفاظ فرماتے ذھب الظماء و ابتلت العروق و ثبت الاجر ان شاء اللہ تعالیٰ اور رزین نے صدر کلام میں الحمد للہ بڑھایا اور عادات شریفہ سے تھا کہ عشرۂ اخیرہ رمضان میں اعتکاف فرماتے ایک سال فوت ہوا شوال میں قضا کیا اور فرماتے شب قدر کو اخیر عشرہ کی ہر تاریخ وتر یعنی اکیسویں[۲۱] تیئسویں[۲۳] پچیسویں[۲۵] ستائیسویں انتیسویں[۲۹] میں ڈھونڈو اور بعض نے ستائیسویں اختیار کی سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ شب قدر ستائیسویں شب ہے اور تین بار تکرار لفظ لیلۃ القدر کی سورۂ قدر میں ان کے قول کی مؤید ہے کہ اس لفظ میں نو[۹] حرف ہیں اور نو تیے ستائیس ہوتے ہیں الغرض

جب آپ اعتکاف فرماتے مسجد میں خلوت کرتے اور سوائے قضائے حاجت کے دولت خانہ میں تشریف نہ لاتے اور کبھی سر مبارک حجرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں کر دیتے کہ وہ بال آپ کے دھو دیتیں اور کنگھی کرتیں اور امہات مؤمنین حضور کی زیارت کو مسجد میں حاضر ہوتیں اور جب واسطے وضو یا حوائج ضروریہ کے باہر تشریف لے جاتے کسی طرف متوجہ نہ ہوتے بلکہ اگر کوئی اہل خانہ سے بیمار ہوتا رواروی میں اس کا حال پوچھ لیتے صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہ و اصحٰبہ وسَلَّمَ تَسْلِیمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا بالجملہ عادات جناب رسالت مآب سے تھا علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ اس مہینے مبارک کو انواع عبادت و طاعت سے مخصوص فرماتے اور بزرگی اور بڑائی اس کی ہر طرح بیان کرتے اور امت کو اس کی خدمت پہ تحریص دیتے اور علت اس مہینے کی عظمت و بلندی کی جناب احدیت جل جلالہ نے یہ بیان فرمائی کہ اس میں قرآن نازل ہوا پس جس مہینے میں قرآن نازل ہوا اس کا یہ رتبہ ہو گیا جس کا ایک شمہ بیان ہوا جن لوگوں میں قرآن اترا اور تمام عمر صاحب قرآن علیہ الصلوٰۃ والسلام الاتمانُ الاکملان کی صحبت میں رہے ان کو کس درجہ بزرگی حاصل ہوگی اور جس مہینے اور دن میں سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم جو سبب نزول قرآن بلکہ باعث ایجاد کون و مکان میں پیدا ہوئے بزرگی و عظمت اس ماہ مبارک و روز متبرک کی کس قدر ہوگی اور کیونکر شایان خدمت نہ ہوگا اور کثرت خیرات و مبرات اس میں کس درجہ مفید ہوگی اور جب یہ بات ٹھہری کہ اس مہینے میں قرآن نازل ہوا تو واسطے تلاوت قرآن کے یہ مہینہ الیق ہے تو جس مہینے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے وہ مہینہ واسطے بیان ذکر ولادت اور ادائے شکر اس نعمت بے نہایت کے کیونکر انسب نہ ہوگا اور تخصیص اس مہینہ کی کس وجہ مناسب نہ ہوگی صحیحین میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہوا جب حضور

مدینے تشریف لائے یہود کو دیکھا روز عاشورا، روزہ رکھتے ہیں سبب پوچھا عرض کیا اس دن خدا نے موسیٰ و بنی اسرائیل کو نجات دی اور فرعون کو غرق کیا اس نعمت کے شکر میں موسیٰ نے روزہ اس دن رکھا ہم بھی رکھتے ہیں فرمایا ہم موسیٰ سے بہ نسبت تمہارے نزدیک تر واحق ہیں ہم بھی رکھیں گے پھر آپ نے روزہ رکھا اور لوگوں کو حکم دیا اور مسلم نے ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا کسی نے روزۂ دو شنبہ کا حال حضور سے دریافت کیا فرمایا میں اس دن متولد ہوا اور مجھ پہ قرآن اترا۔

فصل: عمدہ فضائل اس ماہ عالی قدر سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ میں ایک رات کہ ہزاروں برکات کو شامل ہے واسطے ترقی درجات بندوں کے رکھی ہے کہ اس کی عبادت ہزار مہینے کی عبادت سے زیادہ ثواب رکھتی ہے اور دعا اس رات قطعاً مستجاب اور توبہ قطعاً مقبول ہے اور عابدوں کو جو توفیق ذکر و عبادت و خضوع و خشوع اور ذوق و حضور و اخلاص اس رات حاصل ہوتا ہے کبھی میسر نہیں ہوتا اور اس رات کو معین نہ فرمایا کہ عابد سال بھر اس کی طلب میں خصوصاً اس مہینے مقدس میں شب بیداری و عبادت کریں معہذا اس مہینے میں ہونا اس کا میرہن ہے بدلیل قولہ تعالیٰ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآنُ اور قولہ تعالیٰ اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۝ اور شرح ابن ہمام میں امام اعظم رحمہ اللہ سے بھی روایت کرتے ہیں کہ شب قدر رمضان میں ہے مگر نامعین اور شرح سفر السعادت میں اسی طرح صاحبین سے نقل کیا لیکن وہ تعیین فرماتے ہیں اگرچہ فتاویٰ قاضی خاں میں امام اعظم سے روایت کیا کہ شب قدر تمام سال میں دائر ہے اور رمضان کی تخصیص نہیں اور اس قول کو قاضی خاں نے ابن مسعود و ابن عباس و عکرمہ کی طرف نسبت کیا، بعض علماء فرماتے ہیں غرض امام کی اس ابہام سے یہ ہے کہ طالب سال بھر عبادت

میں مشغول رہے اور واسطے شناخت اس رات کے چند علامتیں ہیں کہ بعض ان سے احادیث میں وارد ہوئیں اور بعض اہل کشف نے دریافت فرمائیں آفتاب اس کی صبح کو بے شعاع مانند طشت کے یا صاف مثل چاند کے نکلتا ہے اور وہ رات اور اسکی صبح نہ بہت گرم ہوتی ہے نہ بہت سرد اور تارے اس رات نہیں ٹوٹتے اور کچھ ترشح اور ہوائے سرد اس رات ہوتی ہے اور کھاری چشمے شیریں ہوجاتے ہیں اور درخت اس رات زمین پہ گرتے اور سجدہ کرتے ہیں انوار غیبیہ ظاہر ہوتے ہیں اہل دل تاریک مقامات سے سلام وکلام و خطاب فرشتوں کا سنتے ہیں اور نزول رحمت پروردگار جل جلالہ کا ہوتا ہے اور ملائکہ رحمت و ارواح طیبہ آسمان سے نازل ہوتے ہیں تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ ○ سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ○ اور جس طرح کہ یہ آیت اس بات پہ کہ وجہ تخصیص اس ماہ مبارک کی واسطے صوم کے یہ ہے کہ قرآن اس میں اترا دلالت کرتی ہے اسی طرح اس بات پر بھی دال ہے کہ قرآن عمدہ نعمت ہائے باری جل مجدہ سے ہے کہ جس مہینے اور رات میں نازل ہوا وہ مہینہ اور رات کس کس برکات کو شامل ہوا جس چیز کے سبب سے مہینے اور وقت کو یہ بزرگی حاصل ہو جائے اس کی عظمت کس درجہ ہوگی واسطے بیان اس عظمت اور فائدہ کے ارشاد ہوتا ہے هُدًى لِّلنَّاسِ ایک عالم اس کو دیکھ کر راہ پاتا ہے جو اس کو تسلیم کرتا ہے زنگ کفر دل سے دور اور مرتبہ یقین حاصل ہوتا ہے اور جو انکار کرتا ہے اس کا جواب دندان شکن اس خوبی کے ساتھ اس میں مرقوم ہے کہ اگر بانصاف ملاحظہ کرے اپنی کج بحثی سے باز آئے اور جو عداوت یا اپنے مذہب وملت کی حمایت مانع آئے دل میں شرمائے کوئی بشر ایسا نہیں کہ مطلب قرآن سمجھے اور دل میں اس کی حقیقت وعظمت نہ آجائے اسی واسطے لام استغراق ناس پہ وارد کیا اور جن ابلاغ حق میں تابع انسان کے ہیں اور تنکیر ھدیٰ کی واسطے تبجیل وتعظیم کے ہے اس لیے اس مضمون کو بتفصیل بیان فرماتا ہے

وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی روشن دلیلیں ہیں ہدایت سے کہ مخالف بھی ان کو دیکھ کر ساکت اور دل میں قائل ہوئے کوئی ان میں تکرار نہیں کر سکتا یا مراد ھدیٰ سے عقیدہ صحیحہ ہے اور من الھدیٰ سے احکام یعنی یہ کلام انسان کے عقیدہ کو بھی درست کرتا ہے اور جو احکام معاش و معاد میں کام آئیں انہیں بھی بکمال وضوح بیان فرماتا ہے وَ الْفُرْقَانِ اور حق و باطل میں فارق کہ پہچان مسلمان اور کافر کی صرف تسلیم و اعراض اسی کلام کا ہے جبکہ تمھارے مالک نے ایسی کتاب عزیز کہ ہر طرح کی بھلائیوں اور فوائد کو شامل ہے تمھاری ہدایت کے لیے اس مہینے متبرک میں نازل فرمائی تو تمھیں لازم ہے کہ اس مہینے میں خدمت اپنے مالک کی زیادہ کرو اور ایک عبادت مخصوصہ جو ہر عبادت پر مشتمل ہو بجا لاؤ اور وہ عبادت روزہ ہے کہ نماز میں ظاہر بدن کو پاک کرتے ہیں اس میں معدہ کو خالی کرتے ہیں۔ نماز میں صبح کے وقت کہ زمانہ آرام کا ہے وضو کرتے ہیں اس میں پچھلی رات کو کہ بہ نسبت اس کے غلبہ نوم کا حد سے زائد ہوتا ہے سنت سحر کے لیے اٹھتے ہیں نماز میں قبلہ کی طرف توجہ کرتے ہیں اس میں رب قبلہ کی جانب کہ جس وقت بھوک پیاس کی شدت ہوتی ہے سوا خدا کے کوئی یاد نہیں آتا نماز میں رکوع سجدہ کرتے ہیں کہ تذلل و خاکساری ظاہر ہو اس میں شہوت نفس کو منکسر کرتے ہیں کہ انکسار و تواضع کی اصل ہے حج میں اگرچہ سفر اختیار کرتے اور دن بھر راہ چلتے ہیں مگر سفر میں ہزار طرح کے تماشے اور عجائب کہ موجب تازگی نفس ہو نظر آتے ہیں اس میں دن بھر بھوکے پیاسے رہتے ہیں کہ سوا تکلیف کے کسی طرح کی خوشی نفس کو حاصل نہیں ہوتی اگر اس میں رمی جمار کرتے ہیں اس میں نفس کو سنگسار کرتے ہیں زکوٰۃ میں اگر مال ایثار کرتے ہیں روزہ میں نفس کو نثار کرتے ہیں۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ہر چیز کے لیے زکوٰۃ ہے اور زکوٰۃ جسم کی روزہ الغرض جبکہ تم نے اس مہینے

کی عظمت اور بڑائی دریافت کرلی اور سمجھ لیے کہ یہ مہینہ متبرک قابل اس امر کے ہے کہ کسی عبادت عمدہ کے لیے مخصوص کیا جائے اور دن حج کے باتباع سنت سنیۂ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام معین ہیں اور نماز و زکوٰۃ کے واسطے کوئی مہینہ اور دن خاص نہیں پس سوا روزہ کے اور کوئی عبادت ایسی نہیں کہ اس ماہ مبارک میں مقرر کی جاوے لہذا ارشاد ہوتا ہے فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ط جو کوئی تم میں سے اس ماہ مبارک کو پائے چاہیئے کہ اُس میں روزہ رکھے کہ جس طرح کلام منزل جامع فوائد ہے یہ عبادت جامع عبادات ہے اس کے شکر میں ادا کرنا اس کا مناسب سوا اس کے اس عبادت میں ایک خوبی اور ہے کہ اخلاق رذیلہ سے اجتناب اور افعال جمیلہ کو مشتمل ہے مثلاً کھانے پینے اور شہوات سے صبر نعمت پروردگار کا شکر اپنی خواہشوں سے عزلت ثواب کی امید بسبب خوف خدا کے نفس کی مغلوبی سخاوت کی زیادتی اور عادت قناعت اور ترک لذات کے پیدا ہوتی ہے کھانے پینے سے زہد و بے رغبتی اور حلم و تواضع انکسار و شکستگی اور اخلاص اور یاد عالم علوی کی اور ورع و تقویٰ حاصل ہوتا ہے اور جڑ تمام برائیوں کی کہ شہوت و غضب ہے کٹ جاتی ہے خلو معدہ دل کو صاف کرتا ہے اگر حق روزہ ادا کرے کوئی خوبی باقی نہ رہ جائے حق اس کا یہ ہے کہ دل کو اندیشۂ غیر سے خالی کرے اور یاد الٰہی میں دن کاٹے اور حقیقت اس روزہ کی اولیائے کرام کو علی الدوام حاصل ہے اَلدُّنْيَا يَوْمٌ وَلَنَا فِيهِ صَوْمٌ ان کا قول ہے اور بھی فرماتے ہیں صُمْ عَنِ الدُّنْيَا وَاجْعَلْ فِطْرَكَ الْمَوْتَ اگر اندیشہ غیر خدا کا دل میں آئے روزہ باطل ہو جائے یا بے مصلحت دینی کسی غرض دنیوی کی طرف التفات ہو فوراً روزہ ٹوٹ جائے یہاں تک کہ اگر دن میں فکر افطار کرے گناہ لکھا جائے کہ رزق موعود پر وہ مطمئن نہیں ہے یہ روزہ اخص خواص کا ہے جسے نصیب ہو فقد فاز فوزاً عظیما مگر مقام متوسط کہ عبارت روزۂ خواص سے ہے یا تھ

سے نہ جانے دے اور وہ یہ ہے کہ صرف بطن و فرج پر انحصار کرے بلکہ تمام اعضا سے روزہ رکھے اور ہر نا بایست سے پرہیز کرے۔

اوّل:۔ آنکھ کو اس چیز سے کہ خدا سے غافل کرے خصوصاً باعث انتشار شہوت ہو محفوظ رکھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں نظر ابلیس کا تیر زہر آلود ہے جو خدا کے ڈر سے حذر کرے خدائے تعالیٰ اسے خلعت ایمان کا بخشے کہ حلاوت اس کی اپنے دل میں پاؤگے اور فرماتے ہیں پانچ چیزیں روزہ کو باطل کرتی ہیں دروغ غیبت سخن چینی جھوٹی قسم نظر بشہوت۔

دوم:۔ زبان کو بیہودہ بکنے سے نگاہ رکھے اور ہر بے فائدہ بات سے مانند مجادلہ وغیرہا سے باز رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو روزہ میں جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو خدا کو کچھ حاجت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا ترک کرے اور وارد ہوا جو کوئی خواہ مخواہ اس سے جھگڑے تو عذر کر دے میں روزہ دار ہوں اور غیبت و دروغ تو بعض علماء کے نزدیک روزۂ عوام کو بھی باطل کرتے ہیں دو عورتوں نے روزہ رکھا کہ بھوک پیاس سے دم نکلنے لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روزہ توڑنے کی اجازت چاہی آپ نے ایک قدح بھیجا کہ اس میں قے کرو ہر ایک کے منہ سے بقدر نصف قدح کے بندھا خون اور تازہ گوشت نکلا آپ نے فرمایا انھوں نے حلال کے ساتھ روزہ رکھا اور حرام سے کھولا ایک نے دوسری کے پاس بیٹھ کر غیبت کی تھی اور یہ جو ان کے منہ سے نکلا گوشت آدمیوں کا ہے کہ انہوں نے کھایا تھا۔

سوم:۔ کان کو ناشنیدنی سے دور رکھے جس کا کہنا گناہ ہے اس کا سننا بھی برا ہے جیسے جھوٹ اور غیبت۔

چہارم :- ہاتھ پاؤں اور تمام اعضا کو ناکردنی سے جدا رکھے اور کسی کو ایذا نہ دے کسی بے موقع جگہ نہ جائے جو شخص روزہ رکھے اور بد کام کرے اس کی مثال ایسی ہے کہ میوہ سے پرہیز کرے اور زہر کھائے طعام غذا ہے کہ ایک وقت مخصوص کھانا اس کا ممنوع بخلاف معصیت کے کہ ہمیشہ حکم سم قاتل کا رکھتی ہے اسی واسطے سیدالصالحین صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بہت روزہ دار ایسے ہیں جن کو روزہ سے سوا پیاس کے کچھ حاصل نہیں ۔

پنجم :- وقت افطار حرام و مشتبہ سے افطار نہ کرے اور حلال خالص بھی بہت نہ کھائے کہ جو رات کو گرسنگی روز کا تدارک کرلے مقصود اصلی کہ تضعیف نفس اور کسر قوت شہوت و غضب کا ہے فوت ہو اور قوت اس کی کم نہ ہو بلکہ ایک رات میں دو بار شکم سیر کھانا قوت کو زیادہ کرتا ہے ۔ خصوصاً جبکہ انواع مطعومات اور لذیذ کھانا ہو حضور صلے اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ابن آدم نے کوئی برتن پیٹ سے زیادہ بڑا نہ بھرا ۔

ششم :- افطار کے وقت دل اس کا بیم و امید میں معلق ہو کہ قبول ہوا یا نہیں حسن بصری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے لوگوں کو دیکھا کہ عید کے روز ہنستے اور کھیلتے ہیں فرمایا خدا نے رمضان کو بندوں کے لیے میدان مسابقت ٹھہرایا بعض پیشی کرکے مراد کو پہنچتے ہیں اور بعض پیچھے رہ کے محروم رہ جاتے ہیں عجب اس کے حال پر جو ایسے دن میں ہنسے اور کھیلے جس میں پیشی والوں نے مراد پائی اور اہل بطلان محروم رہے قسم خدا کی اگر پردہ اٹھا دیا جائے نیکوکار اپنی نیکی اور بدکار اپنی بدی میں مشغول ہو جائے یعنی مقبول کو خوشی و شادمانی لہو و لعب سے باز

سے نہ جانے دے اور وہ یہ ہے کہ صرف بطن و فرج پر اقتصار کرے بلکہ تمام اعضا سے روزہ رکھے اور ہر ناشایست سے پرہیز کرے۔

اول :- آنکھ کو اس چیز سے کہ خدا سے غافل کردے خصوصاً باعث انتشار شہوت ہو محفوظ رکھے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں نظر ابلیس کا تیر زہر آلود ہے جو خدا کے ڈر سے حذر کرے خدائے تعالیٰ اسے خلعت ایمان کا بخشتے کہ حلاوت اس کی اپنے دل میں پاؤ گے اور فرماتے ہیں پانچ چیزیں روزہ کو باطل کرتی ہیں دروغ و غیبت سخن چینی جھوٹی قسم نظر بشہوت۔

دوم :- زبان کو بیہودہ بکنے سے نگاہ رکھے اور ہر بے فائدہ بات سے مانند مجادلہ وغیرہا سے باز رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو روزہ میں جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو خدا کو کچھ حاجت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا ترک کرے اور وارد ہوا جو کوئی خواہ مخواہ اس سے جھگڑے تو عذر کر دے میں روزہ دار ہوں اور غیبت و دروغ تو بعض علماء کے نزدیک روزۂ عوام کو بھی باطل کرتے ہیں دو عورتوں نے روزہ رکھا کہ بھوک پیاس سے دم نکلنے لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روزہ توڑنے کی اجازت چاہی آپ نے ایک قدح بھیجا کہ اس میں قے کرو ہر ایک کے منہ سے بقدر نصف قدح کے بندھا خون اور تازہ گوشت نکلا آپ نے فرمایا انھوں نے حلال کے ساتھ روزہ رکھا اور حرام سے کھولا ایک نے دوسری کے پاس بیٹھ کر غیبت کی تھی اور یہ جو ان کے منہ سے نکلا گوشت آدمیوں کا ہے کہ انھوں نے کھایا تھا۔

سوم :- کان کو ناشنیدنی سے دور رکھے جس کا کہنا گناہ ہے اس کا سننا بھی برا ہے جیسے جھوٹ اور غیبت۔

چہارم:- ہاتھ پاؤں اور تمام اعضا کو ناکردنی سے جدا رکھے اور کسی کو ایذا نہ دے کسی بے موقع جگہ نہ جائے جو شخص روزہ رکھے اور بدکام کرے اس کی مثال ایسی ہے کہ میوہ سے پرہیز کرے اور زہر کھائے طعام غذا ہے کہ ایک وقت مخصوص کھانا اس کا ممنوع بخلاف معصیت کے کہ ہمیشہ حکم سم قاتل کا رکھتی ہے اسی واسطے سید الصالحین صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بہت روزہ دار ایسے ہیں جن کو روزہ سے سوا پیاس کے کچھ حاصل نہیں ۔

پنجم:- وقت افطار حرام و مشتبہ سے افطار نہ کرے اور حلال خالص بھی بہت نہ کھائے کہ جو رات کو گرسنگی روز کا تدارک کر لے مقصود اصلی کہ تضعیف نفس اور کسر قوت شہوت وغضب کا ہے فوت ہو اور قوت اس کی کم نہ ہو بلکہ ایک رات میں دو بار شکم سیر کھانا قوت کو زیادہ کرتا ہے ۔ خصوصاً جبکہ انواع مطعومات اور لذیذ کھانا ہو حضور صلے اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ابن آدم نے کوئی برتن پیٹ سے زیادہ بڑا نہ بھرا ۔

ششم:- افطار کے وقت دل اس کا بیم و امید میں معلق ہو کہ قبول ہوا یا نہیں حسن بصری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے لوگوں کو دیکھا کہ عید کے روز ہنستے اور کھیلتے ہیں فرمایا خدا نے رمضان کو بندوں کے لیے میدان مسابقت ٹھہرایا بعض پیشی کر کے مراد کو پہنچتے ہیں اور بعض پیچھے رہ کے محروم رہ جاتے ہیں عجیب اس کے حال پر جو ایسے دن میں ہنسے اور کھیلے جس میں پیشی والوں نے مراد پائی اور اہل بطلان محروم رہے قسم خدا کی اگر پردہ اٹھا دیا جائے نیکوکار اپنی نیکی اور بدکار اپنی بدی میں مشغول ہو جائے یعنی مقبول کو خوشی و شادمانی لہو و لعب سے باز

نامۂ اعمال میں لکھی جائے اور وارد ہے کسی وقت کی عبادت خدا کے نزدیک عشرۂ
اوّل ذی الحجہ سے افضل و محبوب تر نہیں ایک روزہ اس کا سال بھر کے برابر اور
ایک رات کا قیام لیلۃ القدر کا ثواب رکھتا ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ جہاد بھی اس
عبادت کے برابر نہیں فرمایا مگر جس کا گھوڑا سپے کیا گیا اور خون راہ خدا میں اس
کا بہایا گیا اور بہتر طریق صوم داؤد علیہ السلام ہے کہ ایک روز روزہ رکھتے اور ایک دن
افطار کرتے اور اصل یہ ہے کہ مقصود اصلی کسر شہوت و غضب ہے وقت سالک کا
جس امر کے لیے مقتضی ہو وہی مفید ہے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی عادت
شریفہ تھی کہ کبھی اس قدر روزے رکھتے کہ لوگ جانتے اب افطار نہ کریں گے اور
کبھی اس قدر افطار فرماتے کہ لوگ سمجھتے اب روزہ نہ رکھیں گے اے عزیز تجھے
خوبی و بزرگی اس دولت بے نہایت کی کیا معلوم ہے جو لوگ کہ شیدائے جمال لایزال
کے ہیں ان کے دل سے پوچھ کہ ہزار فائدے اور کروڑ خوبیاں ایک طرف ہیں اور
تعمیل اپنے مالک کے حکم کی ایک طرف محبوب مجازی اگر اپنے عاشق کو حکم کرے
کہ گردن اپنی اپنے ہاتھ سے کاٹ کر ہماری نذر کر غالب کہ شادی مرگ ہو جائے
اور پہلے اس سے تلوار حلق پر رکھے خوشی کے سبب جان نکل جائے چہ جائیکہ
محبوب حقیقی تجھ سے ایک سہل بات کے لیے اس میں تیرے منافع و فوائد بے انتہا
ہیں ارشاد کرے اور فرمائے فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ جو تم میں سے مہینہ پائے
چاہیے کہ اس کے روزے رکھے تعمیم فَمَنْ شَهِدَ سے وہم ہوتا ہے شاید حکم مسافر و
مریض کا اس آیت سے منسوخ ہو گیا اس لیے مکرر ارشاد ہوتا ہے وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا
أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ط یعنی یہ نہ سمجھ کہ مسافر و مریض کو بھی روزہ رکھنا فرض
ہو گیا اور حکم آسانی کا جو پہلی آیت میں تھا منسوخ ہو گیا بلکہ مریض و مسافر کے حق
میں وہی حکم ہے کہ اور دنوں میں روزہ رکھ لیں يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ

الْعُسْرَ ہم تم سے آسانی کا ارادہ رکھتے ہیں نہ سختی گیری کا کہ مسافر و مریض کے حکم
کو منسوخ اور انھیں تکلیف مالا یطاق میں مبتلا کریں اگر ہم مریض و مسافر پر روزہ فرض
کرتے صحیح و سالم اقویا تمھارے تاب نہ لاتے یا مانند نماز کے طہارت و استقبال قبلہ
اس میں فرض کرتے تو کس قدر تکلیف ہوتی یا اس وجہ سے کہ یہ عبادت گویا شکر
نزول قرآن کا ہے تلاوت قرآن اس میں فرض کرتے تو کس قدر حیران ہوتے ہم کو
کسی طرح تکلیف تمھاری منظور نہیں بلکہ یہاں تک بھی گوارا نہیں کہ تمھیں تاریخوں
کے شمار میں دقت پڑے لہٰذا یہ عبادت بالتمام ایک مہینہ میں مقرر فرما دی وَلِتُكْمِلُوا
الْعِدَّةَ کہ چاند دیکھ کر شروع کرو اور چاند دیکھ کر تمام کرو اور حساب کے وقت اور
تاریخوں کے شمار سے محفوظ رہو اگر ماہ شمسی میں فرضیت ہوتی تو تھیں کہ نبی امی کی
امت ہو اس کے حساب میں دقت ہوتی اور ہماری اس عنایت پر خیال کرکے
کہ تمھاری ادنیٰ تکلیف بھی ہم کو منظور نہیں بڑائی اور عظمت ہماری بیان کرتے رہو
کہ یہ بھی شکر نعمت ہے وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ اور تکبیر کو
اس مقام سے یہ مناسبت ہے اگر کسی ناچیز آدمی پر کوئی صاحب عظمت احسان
کرتا ہے تو عظمت اس احسان کی دل میں زیادہ ہوتی ہے اور شکر اس کا بہت
ضرور ہوتا ہے گویا یہ کہ اشارہ ہوتا ہے کہ صرف اس عنایت ہی پر نظر نہ کرو بلکہ
اس کے ساتھ اپنی حقیقت اور ہماری عظمت کو بھی دیکھو کہ باوجود اس عظمت و
کبریائی اور استغنا و بے پرواہی کے ہم کس قدر تمھارے حال پر مہربان ہیں اور
ادنیٰ ادنیٰ بات پر نظر رکھتے ہیں کہ کسی طرح کی تکلیف تمھیں نہ پہنچے اور ملال نہ گزرے
یہ مضمون جن کے پیش نظر ہے ان کے نزدیک ادائے شکر عنایت الٰہی کا اہم اور
ضرورتر ہے وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ اور تاکہ تم شکر کرو امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت
کریمہ سے تکبیرات شب فطر مراد لیتے ہیں اور ابن مسیب اور عروہ بن زبیر اور ابو سلمہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ وہ شب فطر تکبیر بجہر کہتے تھے اور امام محی السنۃ بغوی معالم میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کرتے کرتے ہیں اس آیت سے تکبیرات لیلۃ الفطر مراد ہیں واللہ اعلم بالصواب اور چونکہ شکر مستلزم قرب خدا اور روزہ موجب قبول دعا ہے اس لیے ارشاد ہوتا ہے وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ بعض صحابہ نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اَقَرِیْبٌ رَبُّنَا فَنُنَاجِیْہِ اَمْ بَعِیْدٌ فَنُنَادِیْہِ آیا قریب ہے پروردگار ہمارا تو ہم اس سے آہستہ عرض کریں یا دور کہ چلا کر پکاریں جناب الٰہی سے خطاب آیا وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اور جب پوچھیں تجھ سے میرے بندے مجھ کو تو میں قریب ہوں صحیحین میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں غزوۂ خیبر سے لوٹتے ہوئے لشکر اسلام ایک جنگل میں آیا لوگوں نے تکبیر و تہلیل چلا کر شروع کی سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے لوگو اپنی جانوں پہ نرمی کرو تم بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے بلکہ سمیع اور قریب کو پکارتے ہو اور وہ تمہارے ساتھ ہے اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ قبول کرتا ہوں دعا، دعا مانگنے والے کی جب دعا مانگے اگرچہ ظہور اس کا ایک عرصہ کے بعد ہو بخلاف بادشاہان زمین اور اُمراء وسلاطین کے کہ اول تو ان کے دربار تک رسائی دشوار اور جو پہنچ بھی جائے تو بسبب ڈر کے بات کرنا مشکل اور اگر کرے تو وہ کب سنتے ہیں اور جو سن بھی لیں تو بروں التفات نہیں کرتے اور اگر کسی بات کو منظور بھی کرلیں تو کب یاد رکھتے ہیں ان کی طاعت و فرماں برداری کرنا اور ان سے امید و توقع رکھنا محض بے فائدہ ہے فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ الاستجابۃ بمعنی الاجابۃ فی اللغۃ الطاعۃ و الاعطاء ما سئل کذا فی المعالم پس میری اطاعت کرو اور مجھ سے اجابت چاہو کہ میں تم سے رگ جان سے زیادہ نزدیک ہوں اور جو دعا کرو فوراً قبول فرماتا ہوں وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ اور میرے فضل و کرم د

وطہارت و قدوسی پر یقین رکھو کہ جب میں قبول کرتا ہوں تو اس کے وقوع میں خلل نہیں ہو سکتا سہو اور نسیاں کو میری ذات میں دخل نہیں اور کوئی کام مجھے غافل و مشغول نہیں کر سکتا یا یہ کہ ہر چند میں تم سے قریب ہوں اور میرا کام دعا قبول کرنا ہے مگر بندوں کو بھی دو امر کی رعایت دعا میں ضرور اول یہ کہ دعا صرف زبان سے نہ ہو بلکہ دل سے میری طرف متوجہ ہو کر کمال خشوع وخضوع سے استجابت چاہیں دوسرے یہ کہ میری استجابت اور وفور عطا و عنایت پر یقین بھی رکھیں لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ تاکہ راہ مقصد پائیں اور مدعا حصول ہو ورنہ جس کو خدا کی قدرت پر کامل یقین نہیں کہ وہ قادر بیچون ہے بے اس کی جناب میں التجا کیے کہیں ٹھکانا نہیں ایک دم میں جو چاہے سو کرے دعا کریں گے تو مطلب ہمارا بر لائے گا اور وہ جو چاہے گا وہی ہو جائے گا یا زبان سے دعا کرتا ہے اور دل حاضر نہیں بلکہ بعض وقت آدمی کو معلوم نہیں ہوتا کہ میں نے کیا دعا کی اور اس سے تو غرض ہی نہیں کہ خدا سے اس کا قبول کرنا چاہے ایسی دعا مقبول نہیں ہوتی اور آدمی کے منہ پر ماری جاتی ہے اعاذنا اللہ من ذالک یا مراد ایمان سے معنے اصطلاحی ہیں کہ کافر کی دعا فلاح آخرت کے لیے قبول نہیں ہوتی اور جو دنیا کے لیے قبول بھی ہوئی تو کیا فائدہ دنیا چند روزہ ہے آخر فنا ہے فَلْیُؤْمِنُوْابِیْ کہ ایمان بھی دعائے مقارن ہو لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ و تاکہ راہ پائیں اور مقصد اصلی و حیات ابدی و نجات دائمی حاصل کریں بعد ذکر اجابت دعا کے کہ روزہ کے آثار و نتائج سے ہے بعض احکام اس کے جو کمال عنایت و آسانی پر دلالت کرتے ہیں ارشاد ہوتا ہے اُحِلَّ لَکُمْ لَیْلَةَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَآئِکُمْ حلال کیا گیا شب صیام میں تمہارے لیے جماع اپنی عورتوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما فرماتے ہیں پروردگار تقدس و تعالیٰ صاحب حیا و کرم ہے کسی جگہ صریح لفظ جماع نہ لایا بلکہ کنایۃً مباشرت و ملامست و افضا و دخول و رفث سے تعبیر کرتا ہے زجاج کہتے ہیں رفث اصل میں تمام ان باتوں کو جو خاص مرد و عورت میں

ہوتی ہیں شامل ہے مگر اس جگہ جماع مراد ہے اہل تفسیر فرماتے ہیں ابتدا میں بعد افطار
کے نماز عشار تک اگر آدمی جاگتا رہے کھانا پینا جماع کرنا حلال تھا بعد عشا کے
اور جو عشار سے پہلے سو جائے اسی وقت سے حرام ہو جاتا اہل عرب بسبب
کمال قوت کے عورتوں سے صبر نہ کرسکتے تھے اسی وجہ سے حکم جماع کا اکل و
شرب سے مقدم ہوا کہ یہ ان کے حق میں اہم تھا اکثر جماع شب میں مبتلا ہوئے
یہاں تک کہ رئیس الاتقیا امیرالمومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی یہ امر واقع
ہوا جب غسل سے فارغ ہوئے روتے اور اپنے نفس کو ملامت رحمت عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ عمر ہلاک ہوا
میں خدا سے اور آپ سے عذر کرتا ہوں اس نفس خاطی کی طرف سے میں نماز
عشا پڑھ کر اپنے گھر گیا بی بی میں وہ خوشبو پائی کہ ضبط نہ ہو سکا اور بے اختیار
جماع میں مشغول ہوا۔ حضور نے ارشاد فرمایا اے عمر تمہیں یہ بات لائق نہ تھی اس
وقت اور لوگوں کو بھی عرض کا موقع ملا کہ ہم سے بھی یہ قصور واقع ہوا۔ پروردگار تقدس
و تعالیٰ نے کہ نگاہِ عنایت اس امت پر بنہایت رکھتا ہے اور ان کے لیے ہر
بات میں آسانی چاہتا ہے حکم بھیجا أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ یعنی
ہم کو منظور نہیں کہ تمہیں تکلیف دیں اور جو بات تم پر دشوار ہو اس میں مبتلا کریں
اگر تم قوت کی ضبط نہیں رکھتے ہم نے اپنی عنایت و رحمت سے یہ حکم ہی
موقوف کر دیا اور اب صحبت داری رات میں کرنا تمہیں حلال کیا۔ سبحان اللہ کس
مقام پر رحمت و عنایت پروردگار جل جلالہ کی اور شرف و بزرگی اس امت کی
قیاس کرنا چاہیئے کہ اپنے پیارے محبوب کی پیاری امت پر کیسی نظر لطف رکھتا
ہے ادھر سے نافرمانی ہوتی ہے ادھر سے مہربانی یہ قصور کرتے ہیں وہ فرماتا ہے
ہم اپنا حکم ٹالدیں گے مگر تم پر الزام نہ آنے دیں گے عَلِمَ اللّٰهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ

اَنْفُسَکُمْ خدا نے جانا کہ تم اپنی جانوں کی خیانت کرتے تھے یعنی اس قصور میں انہیں مبتلا کرتے تھے یا یہ مراد ہے کہ اس حکم کی تعمیل تمہارے نفس پر کمال دشوار تھی مگر تم ہماری فرمانبرداری و اطاعت میں مصروف تھے اور اپنے نفسوں کو نہایت سخت پکڑتے تھے جب تم ہماری راہ میں یہ جانبازی کرتے اور حق بندگی بجا لاتے ہو تو ہمیں بھی منظور نہیں کہ تمہیں مشقت میں ڈالیں اور جو بات تمہارے نفس پر اس مرتبہ دشوار ہو اسکی تکلیف دیں عوض اسکے ہم نے وہ حکم ہی منسوخ کر دیا اور اب تمہیں اجازت دی کہ شب صیام میں بافراغت اپنی عورتوں سے صحبت کرو یہ سمجھو کہ باوجود اس جانبداری و فرمانبرداری کے اگر ایک قصور تم سے واقع ہو گیا تو اس پر تم سے معاف ہو گا بلکہ وہ قصور بھی ہم نے معاف کیا اور عذر تمہارا قبول فرمایا فَتَابَ عَلَیْکُمْ وَعَفَا عَنْکُمْ فَالْاٰنَ بَاشِرُوْھُنَّ پس تمہیں توبہ عطا فرمائی اور تمہاری خطا معاف کر دی سو اب تم ان سے مباشرت کرو اور اس خطا سے جو وندغہ ہماری ناراضی کا ہے اسے دل سے نکال ڈالو کہ جب ہم نے تمہاری خاطر اپنا حکم منسوخ فرما دیا تو اس قصور پر جو باقتضائے بشریت تم سے ہو گیا اور اس پر نادم و پریشان بھی ہو اور ہماری جناب میں عذر کرتے اور روتے ہو ہرگز مواخذہ نہ کریں گے ہم ارحم الراحمین ہیں اور خصوصاً تمہارے حال پر کمال مہربان پھر اگر تمہیں اپنے قصور پر نظر ہے تو اس چیز پر بھی نظر کرو جو ہمارے یہاں تمہارے واسطے مقرر ہے وَابْتَغُوْا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَکُمْ اور ڈھونڈو اسے جو لکھ دیا خدا نے تمہارے لیے اور وہ رحمت الہی ہے کہ دوسری جگہ صاف ارشاد ہوتا ہے کَتَبَ عَلٰی نَفْسِہِ الرَّحْمَۃَ یا یہ مدعا ہے کہ اب ہم نے شب روزہ میں تمہارے لیے جماع حلال کیا اپنی عورتوں سے نزدیکی کرو اور ہمارے فضل و کرم کے امیدوار ہو کہ جب ہم کو تمہاری اس قدر تکلیف گوارا نہیں دوزخ کی تکلیفیں کیوں کر گوارا فرمائیں گے یا ڈھونڈو وہ چیز کہ لوح محفوظ میں تمہارے لیے لکھ دی یعنی اولاد کہ حاصل و مقصود

اصل اس فضل کا ہے یا ڈھونڈو شب قدر کہ تمہارے لیے مقرر ہے دوسرے کو
اس میں دخل نہیں یعنی ہر چند رمضان کی رات میں جماع حلال کیا مگر تمہیں بھی چاہیے
کہ ایک رات اپنے شوق سے سب کو ترک کرو اور ہماری یاد اور ذکر اور تسبیح اور
تقدیس میں مشغول رہو اور یہ حکم اباحت کا شب رمضان میں جماع کے لیے مخصوص
نہ سمجھو بلکہ ہم اپنی عنایت سے اور باتیں بھی مباح کرتے اور کھانے پینے کی بھی
اجازت دیتے ہیں کُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ اور
کھاؤ پیو تم یہاں تک کہ ظاہر ہو سپید ڈورا سیاہ ڈورے سے ابو صرمہ بن قیس
انصاری روزہ میں دن بھر محنت کرتے شام کے وقت تھوڑے سے خرمے لاکر
بی بی کو دیئے اور کہا کھانا جلد پکا لے ابھی تیار نہ ہونے پایا تھا کہ دن بھر کے
تھکے ماندے تھے نیند آگئی جب پک چکا تو بی بی نے جگایا مگر بعد سو جانے
کے کھانا پینا حرام تھا لہٰذا نہ کھایا اور اسی طرح روزہ پر روزہ رکھ لیا صبح کو پھر محنت
میں مشغول ہوئے دوپہر نہ ہونے پائی تھی کہ غش آگیا اور بیہوش ہوکر گر پڑے۔
جب ہوش آیا دربار اقدس میں حاضر ہوئے اور حال اپنا عرض کیا رسول اللہ علیہ وسلم
اس حکم کی شدت اور امت کے ضعف و مشقت پر غمگین ہوئے پروردگار غفار
نے اپنے حبیب کو رضامند کرنے کے لیے یہ حکم منسوخ کیا اور فرمایا کُلُوا وَاشْرَبُوا
حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ کھاؤ پیو جب تک دن کی سپیدی
رات کی سیاہی سے ظاہر نہ ہو صحیحین میں ہے بعد نزول اس آیت کے بعض لوگ
ایک ڈورا سپید اور ایک سیاہ پاؤں میں باندھتے اور جب تک ان میں تمیز نہ
ہوتی فراغت سے کھاتے پیتے یہاں تک کہ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ
عنہ اسی صورت سے حضور والا میں حاضر ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ یہ دونوں گرہیں
میری موجود ہیں بیان مراد کے لیے یہ لفظ نازل ہوا مِنَ الْفَجْرِ یعنی مراد اس سے سیاہی شب

وسپیدی فجر ہے اور فجر سے مقصود صبح صادق آپ فرماتے بلال رات سے اذان دیتا ہے تم جب تک ابن ام مکتوم اذان نہ دے کھاؤ پیو اور حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نابینا تھے جب تک لوگ نہ کہتے کہ صبح ہو گئی اذان نہ دیتے بعد حکم شروع صوم کے ارشاد ہوتا ہے ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ ج اور تمام کرو روزہ کو رات تک اور اس وجہ سے کہ غایت اس جگہ جنس مغیا سے نہیں اور اس کے حکم سے خارج ہے بخلاف مرافق وکعبین کے کہ وہ ہاتھ پاؤں کی جنس سے ہیں پس غروب آفتاب کے بعد روزہ تمام ہو جاتا ہے دیر کرنا اور ایک جزو رات کا شامل کر لینا بیجا ہے بلکہ جلد افطار کرنا مسنون ہے اور کتب حدیث اس کی تاکید سے مشحون وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِی الْمَسٰجِدِ اور حالت اعتکاف میں عورتوں سے جماع نہ کرو تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ یہ احکام یعنی روزہ میں کھانا پینا صحبت یا اعتکاف میں جماع کرنا خدا کی حدیں ہیں یعنی اللہ جل جلالہ نے انہیں منع فرمایا فَلَا تَقْرَبُوْهَا پس تم ان کے پاس نہ جاؤ اور انہیں نہ کرو كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ اٰیٰتِهٖ لِلنَّاسِ اسی طرح بیان فرماتا ہے اللہ تعالےٰ آیتیں اپنی واسطے لوگوں کے لَعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ ۝ تاکہ وہ پرہیزگاری کریں اور جن باتوں کو منع فرمایا ان سے بچتے رہیں کہ عتاب آخرت سے نجات پائیں اور رات کو کھانا پینا جو حلال فرمایا اس سے یہ مراد نہیں کہ جس طرح کا مال پاؤ بے تکلف نوش جان کرو بلکہ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اور مت کھاؤ مال اپنے آپس میں ساتھ باطل کے یعنی پرایا مال اور حرام کھانا کسی وقت درست نہیں خصوصاً اس ماہ مبارک میں کہ وقت عبادت و ریاضت ونفس کشی و خدمت کا ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم وحکمہ احکم ۔
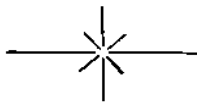
تیسرا باب

زکوٰۃ کے بیان میں

زکوٰۃ لغت میں بمعنی افزونی کے ہے ومنہ زکے الزرع اذا نما اور اس کے ادا سے مال میں برکت اور نفس میں کرم وسخا کی خصلت پیدا ہوتی ہے یا ماخوذ ہے زکار سے کہ بمعنی طہارت وپاکی کے ہے اس لیے کہ مال اس کے سبب سے پاک ہو جاتا ہے اور نجاست بخل سے نجات حاصل ہوتی ہے کذا فی البیضاوی اور شریعت میں بمعنی ادا اس حق کے ہے جو نصاب نامی حولی زائد علی الاحتیاج الاصلی پر واجب ہوتا ہے اور کبھی اس کا اطلاق نفس واجب پر آتا ہے اور اسے زکوٰۃ کہنا بسبب مناسبات مذکورہ کے ہے یعنی مال اس کے سبب پاک و بابرکت ہو جاتا ہے اور ناپاکی بخل سے دور اور نفس جود و بخشش کا عادی یا اس وجہ سے کہ وہ زکوٰۃ دینے والے کا تزکیہ کرتی ہے اور اس کے صحت ایمان پر گواہی دیتی ہے اور صدقہ اس لیے کہتے ہیں کہ وہ صدق دعویٰ ایمان پر دلیل ہے اس لیے کہ جز روپیہ کی دل پر ہے آدمی ہزار بار زبان سے دعوے انقیاد محبت کا کرتا ہے مگر یہ روپیہ بے محبت و انقیاد قلبی صرف نہیں کیا جاتا جب مسلمان نے مال اپنا خدا کے حکم سے اس کی راہ میں صرف کیا یقین ہوا کہ درحقیقت یہ دعوے ایمان و محبت میں سچا ہے بہت جھوٹے کذاب مدعیان محبت و ایمان اس امتحان میں ثابت قدم نہ رہے ہزاروں احکام نفس پر سخت نماز و روزہ و حج و جہاد کے اٹھا لیے مگر ایک روپیہ زکوٰۃ کے نام سے صرف نہ کر سکے قارون مدعی ایمان تھا زکوٰۃ نہ دے سکا

اور نفاق اس کا کھل گیا اسی واسطے حکم بھی اس کا باعتبار دعوے کے مختلف ہوا عوام کے واسطے اسی قدر کافی ہے کہ سال بھر بعد دو سو روپے سے پانچ روپے ادا کریں اور خواص کے لیے یہ حکم ہے جو ہاتھ آئے اس کی راہ میں صرف کر دیں سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں تشریف لے گئے تھوڑا سا ڈھیر خرمے کا پایا فرمایا اے بلال کیا تو چاہتا ہے کہ تجھے آتش دوزخ کا دھواں پہنچے ایک بار انہیں سے ارشاد ہوا اے بلال فقیر ہو کر مر نہ غنی ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیسے ہو سکتا ہے فرمایا جو پاس ہو چھپا مت اور جو مانگا جائے منع نہ کر عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیسے ہو فرمایا یا یہ یا دوزخ ایک شخص نے اہل صفہ سے انتقال کیا ایک دینار ان کے پاس نکلا فرمایا اس پر اس دینار سے داغ دیا جائے گا اس لیے کہ اہل صفہ کو دعوے تجرید و تفرید کا تھا۔ ان کے حق میں ایک دینار رکھنا بھی گناہ ٹھہرا سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہ مرتبۂ زہد میں بیعدیل و بے نظیر تھے فرماتے جو ایک درم بھی جمع کرے۔ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ میں داخل ہے قیامت کو وہ درم دوزخ کی آگ میں تپایا اور اس کا بدن اس سے داغا جائے گا ہر چند صحابہ کرام انہیں سمجھاتے آیت میں وہ مال مراد ہے جس کی زکوٰۃ نہ دی جائے جب دو سو درم سے پانچ درم خدا کے واسطے دیئے مال پاک ہو گیا اور اس کے جمع میں عذاب نہ رہا مگر وہ اپنی اس بات پر قائم رہے اور مذہب سے دست بردار نہ ہوئے شاید مراد ان کی یہ تھی کہ ہر چند عوام کے حق میں مال جمع کرنا بعد ادائے زکوٰۃ کے جائز ہے مگر ہمیں درست نہیں کسی فقیہ نے شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا زکوٰۃ کس قدر ہے فرمایا مذہب فقہا میں دو سو درم سے پانچ درم اور ہمارے مذہب میں دو سو سے ایک بھی رکھنا جائز نہیں اس کی راہ میں سب خرچ کرنا اور اس کے شکر میں سر بھی دینا چاہیئے

فقیہ نے کہا مذہب ہمارا ائمہ دین سے ثابت آپ نے فرمایا ہمارا مذہب سیدالصدیقین ابو بکر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ثابت جو کچھ رکھتے تھے راہ خدا میں صرف کیا اور کوئی دقیقہ جاں بازی و جاں نثاری کا اٹھا نہ رکھا ایک جان باقی تھی وہ شب غار قربان کی اے عزیز یہ فرقہ جان و مال اپنے راہ خدا میں وقف کرتا ہے۔ اور ماسوائے اللہ سے راہ موسلٰے میں کام نہیں رکھتا الفقیر مالہ مباح و دمہ ہدر کامل اگر قتل کیا جاوے دعوائے اپنے خون کا کسی پر نہ کرے دیت اپنے محبوب سے چاہے کہ وہ قتل اسی کی طرف سے ہے من قتلتہ محبتی فانا دیتہ اور اگر کوئی اس کا مال لے لے خوش ہو کہ حجاب درمیان سے اٹھا اور ایک مسلمان بھائی کا کام نکلا یہی وجہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی میراث نہیں جو باقی رہ جاتا ہے بیت المال میں داخل ہوتا ہے کہ وہ مال وقف ہے کسی نے شیبان راعی سے پوچھا دوسو بکریوں میں سے زکوٰۃ کس قدر ہے فرمایا تمہارے مذہب میں چالیسواں حصہ اور ہمارے مال میں بالکل نہیں کہ زکوٰۃ بندے کے مال پر ہے اور ہم مال کو اپنا نہیں جانتے خدا کا سمجھتے ہیں اور خدا کے مال پر زکوٰۃ نہیں ہو سکتی صحیحین میں ہے فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہ عامل زکوٰۃ ہو کر گئے تھے شکایت کی کہ خالد بن ولید زکوٰۃ نہیں دیتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خالد سے تم بیجا مانگتے ہو اس نے اپنی زرہیں اور سواری اور سازو سامان جنگ سب خدا کی راہ میں وقف کر دیا۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے ایک وقت میں پچاس ہزار درم خیرات کیے اور اپنے کپڑوں میں پیوند لگے تھے نئے نہ بنائے کسی کامل نے کیا خوب کہا ہے کہ اور فرض عموم مخلوق کے واسطے ہیں مگر زکوٰۃ کہ صرف بخیلوں پر فرض ہے سخی کو اس قدر تاب کہاں کہ سال بھر تک دو سو درم جمع کرے مال نگاہ رکھنا اور برس دن بعد اس کا چالیسواں حصہ دینا کام بخیلوں کا ہے اے عزیز

مردان خدا جان تک راہ خدا میں دے چکے مال ان کے نزدیک کیا مال ہے
صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام مال اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آدھا
راہ خدا میں لٹا دیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا
تم نے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا عرض کیا اسی قدر جو صرف کیا صدیق رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے دریافت فرمایا تم نے کیا چھوڑا عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ارشاد
ہوا بَیْنَکُمَا مَا بَیْنَ کَلِمَتَیْکُمَا تم دونوں کے مرتبوں میں وہ فرق ہے جو تمھاری ان دونوں
باتوں میں اول مرتبہ صدیقوں کے لیے مخصوص ہے انھیں سابق بالخیرات کہتے ہیں
اور مرتبہ ثانیہ میں وہ لوگ ہیں کہ مال جمع کرتے ہیں لیکن مقصود اپنے نفس پر صرف
کرنا نہیں ہوتا بلکہ غایت اصلی یہ ہوتی ہے کہ محل و موقع دیکھتے اور وقت کے منتظر
رہتے ہیں جس جگہ صرف مال کا ثواب زیادہ اور مناسب تر ہوتا ہے صرف کرتے
ہیں اپنے نفس کو کمال تکلیف سے رکھتے ہیں پیشوا اس گروہ کے امیرالمومنین عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور بعض فرض زکوٰۃ ادا کرتے اور اپنے نفس پر تشدد کرتے ہیں
کہ اس کے فائدہ کے لیے مال زیادہ فرض سے نہیں دیتے جو اس قدر بھی نہیں
کرتا اس کا ٹھکانا کہیں نہیں اے جفاکار ناشکر بے حیا تجھے شرم نہیں آتی کہ پروردگار
نے تجھے مال و متاع عنایت کیا سال بھر بعد چالیسواں حصہ بھی اس کا تجھ سے اس
کے نام پر نہیں دیا جاتا کیا یہ مال تو نے اپنی قابلیت سے حاصل کیا جس روز تو
پیدا ہوا کیا لے کر آیا تھا اور جب تک نادان رہا کیا کمایا ایک وقت کا کھانا
بھی تیری قدرت و اختیار میں نہ تھا رو کر مانگتا تو نصیب ہوتا اور ایک کپڑا تیرے
بدن پر نہ تھا کسی نے رحم کر کے ڈال دیا تھا ورنہ برہنہ رہتا اگر وہ تجھے پرورش
نہ فرماتا یہ مال و زر کہاں سے ہاتھ آتا اب اس کے نام پر دیتے ہوئے اس
درجہ گھبراتا ہے کیا مزہ کی بات ہے اگر تو ایک بار کسی پر احسان کرے عمر بھر

اس سے طلب گار فرمانبرداری رہتا ہے گویا تو نے اسے مول لے لیا اگر اس سے ایسا نا خلاف تیری مرضی کے صادر ہو کس قدر بگڑتا اور ناشکر و نا سپاس و بیوفا و ناحق شناس کیسے کیسے الفاظ سخت سے یاد کرتا ہے رب العٰلمین جل جلالہ نے تجھ پر ہر آن میں ہزاروں احسان و انعام فرمائے اور مال و زر و زور و قوت و بیشمار نعمت عطا کی سال بھر بعد اپنے دیئے ہوئے مال میں سے چالیسواں حصہ طلب فرماتا ہے وہ بھی تیرے دل سے نہیں نکلتا اور لطف یہ ہے کہ یہ بھی بالیقین جانتا ہے کہ تو ہر وقت اس کے قبضۂ اقتدار میں ہے اور کہیں اس سے بھاگ کر نہیں جا سکتا وہ چاہے تو تیری ناشکری کی سزا و جرمانہ پر یہ مال تجھ سے چھین لے یا آئندہ عطائے نعمت سے دست کشی فرمائے وہ خود فرماتا ہے وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ اور اگر خدا چاہے تو تمھیں محتاج کر دے بیشک اللہ زبردست حکمت والا ہے پھر کس بات پر مطمئن ہے سبحان اللہ تو بیشک بڑا احسان شناس ہے کہ نہ سزا کا ترس نہ نعمت کا پاس ہے جان برادر جس مال کو ہزار جان کا ہیون سے پیدا کیا اور دل سے زیادہ عزیز رکھا اور اس کی محبت میں منعم حقیقی جل جلالہ کو ناراض کیا یقین جان کہ ایک روز تیرے ہاتھ میں نہ رہے گا اگر تو بادشاہ ہفت کشور ہے تاہم چار گز کفن اور دو، گز زمین سے زیادہ کچھ نہ پائے گا سو وہ بھی خوش قسمتوں کو ملتا ہے ورنہ ہزاروں کی نعشیں برہنہ جنگل میں پڑی رہ گئیں اور زاغ و زغن کے طعمے ہو گئے اگر اس مال کا جمع کرنا اولاد کے لیے ہے تو تجھ سے زیادہ احمق کون، غیروں کے لیے اپنی جان عذاب الٰہی میں گرفتار کرنا عقلمند کا کام نہیں اے عزیز جنھیں اپنا دوست سمجھا ہے حقا تیرے مار آستین ہیں تو ان کے دنیوی فائدہ کے لیے اپنی مضرت آخرت گوارا کرتا ہے اور وہ منتظر وقت ہیں کہ کہیں اس کی آنکھیں بند ہوں اور ہمارے بخت کھلیں جب مر جائے گا دنیا کی شرم کو دو تین روز فاتحہ درود

کر دیں گے پھر کوئی تیری قبر تک نہ آئے گا سب سے اکیلا ہو کر ایک تنگ و تیرہ مکان میں صرف اسی سے کام پڑے گا جسے ان بیوفاؤں کے واسطے ناراض کیا تھا جو اب تیری مدد کو نہیں پہنچ سکتے وہ ہوادار مکانوں اور دوستوں کے جلسوں اور شمعوں کی روشنیوں میں آرام کرتے ہوں گے اور تو تنہا و بیکس گورِ تنگ و تاریک میں پڑا ہوگا نہ کوئی یار نہ مددگار ہر طرف خاک کے انبار اے غافل موت کی گھڑی معلوم نہیں کس وقت کے انتظار میں ہے خواب سے جاگ اور دون ہمتی سے بھاگ اور تھوڑا دے اور بہت لے اور عذاب الٰہی سے جان بچا کان کھول کر سن لے کہ رب العزت تیرے مال سے غنی و بے نیاز ہے وہ تمام جہان سے بے پرواہ ہے سب اس کے محتاج ہیں اور وہ کسی کا محتاج نہیں یہ مال کہ تجھ سے طلب کرتا ہے تیرے ہی نفع و فائدے کے لیے مانگتا ہے مگر روپیہ کی محبت نے تو تجھے ایسا اندھا بہرا کر دیا ہے کہ سوا اس کے کچھ نظر نہیں آتا اور خدا و رسول کی بات بھی نہیں سنتا روزِ محشر زر دوست اس طرح پکاریں جائیں گے کہ کہاں ہیں ادھر آئیں وہ لوگ جو خدا کے دشمن سے محبت رکھتے تھے اگر ایک ساعت انصاف کی طرف رجوع کرے اس تھوڑا سا مال دینے میں کیسے کیسے عظیم فائدے پائے۔

پہلا فائدہ اس دردناک عذاب سے نجات ملنا جس کے سننے سے بدن پر بال کھڑے ہوتے ہیں آہ ان پر جو اس میں مبتلا ہوں گے۔ اعاذنا اللہ بجاہ نبیہ صلے اللہ علیہ وسلم اللہ جل جلالہ فرماتا ہے۔ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝ بیشک جو لوگ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا چاندی پھر خرچ نہیں کرتے اسے خدا کی راہ

پس مژدہ دے ان کو دکھ کی مار کا جس دن تپایا جائے گا وہ سونا چاندی دوزخ کی آگ میں پھر داغی جائیں گی اس سے انکی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں یہ تھا جو تم نے جوڑ کر رکھا تھا اپنی جانوں کے لیے سو چکھو جو جوڑ کر رکھتے تھے اور صحاح میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس نے روپیہ جمع کیا اور اس کی زکوٰۃ نہ دی روز قیامت اس روپیہ کو ایک بڑے اژدہے کی شکل پر لائیں گے جس کے سر پر بسبب نہایت طول عمر کے بال جم کر پھر گر پڑے ہوں اور گنجا رہ گیا ہو وہ اژدہا اس کی طرف دوڑے گا یہ اس سے بھاگے گا وہ کہیگا کیوں بھاگتا ہے میں تیرا وہی مال ہوں جسے طلیسے پیار سے جمع کر کے رکھا تھا اب کیوں بھاگتا ہے آخر جب کہیں پناہ نہ پاوے گا ہاتھوں سے اسے روکے گا وہ اس کا ہاتھ منہ میں لے کر چبا ڈالے گا اور تا ختم حساب خلق اس کے ساتھ مشغول رہے گا اعوذ باللہ سبحان اللہ عدل حضرت حق جل مجدہ کا کہ عذاب ہم شکل گناہ کرتا ہے جس ہاتھ سے مال دینا گوارا نہ کیا تھا وہی ہاتھ اس اژدہے کی نذر ہوا آہ صد آہ ہم گنہگاروں کا بڑا اطمینان رحمۃ العٰلمین شفیع المذنبین صلے اللہ علیہ وسلم کی رحمت و شفاعت پر ہے زکوٰۃ نہ دینے والے کے لیے حدیث میں وارد ہوا جب عذاب میں گرفتار ہو گا اور اس کی نگاہ غمخوار بیکساں صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر جا پڑے گی ۔ بے اختیار ہو کر چلائے گا یا رسول اللہ یا رسول اللہ حضور فرمائیں گے میں نے تو تجھے خدا کا حکم پہنچا دیا تھا اے غافل پھر کاہے پر بھولا بیٹھا ہے کیا یہ عذاب تیرے نزدیک سہل ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی کچھ پرواہ نہیں ہزار بار اپنی زبان سے کہتا ہے جان کا صدقہ مال ہے پھر خدا جانے کیوں اس مال کو جمع کر کے جان کو وبال میں ڈالتا ہے ۔

دوسرا فائدہ ۔ حدیث میں ہے جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

صدقات دربار عالی میں حاضر کرتے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کے حق میں دعائے رحمت و برکت کرتے ہر چند ہم خفتہ نصیبوں کو یہ دولت بیدار کہاں حاصل مگر رحمت الہٰی و عنایت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم سے امید واثق ہے کہ حضور کی دعا سے بالکل محروم نہ رہیں اگر ہم اس جناب تک نہیں پہنچتے اعمال تو ہمارے ہر دوشنبہ و پنجشنبہ کو حضور میں عرض کیے جاتے ہیں گے

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را !

اور اگر غور سے دیکھا جائے تو اس دولت سے کوئی چیز زیادہ نہیں سلطنت ہفت کشور اور حکومت ربع مسکون اس نعمت عظمےٰ کے مقابلے میں برگ کاہ اور پر پشہ سے بھی زیادہ بے حقیقت ہے ؎

جاں میدہم در آرزوئے قاصد آخر باز گو
در مجلس آں نازنیں حرفے گر از ما میرود

تیسرا فائدہ: زکوٰۃ علامت و شعار تقویٰ اور متقین و صالحین کی عادت ہے اس سے پرہیزگاری و تقویٰ زکوٰۃ دینے والے کا سمجھا جاتا ہے خدائے تعالیٰ صفت متقین کی فرماتا ہے اَلَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ وَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَ مِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ ۙ متقی وہ لوگ ہیں کہ بے دیکھے ایمان لاتے ہیں اور نماز برپا رکھتے ہیں اور جو ہم نے انہیں دیا اس سے خرچ کرتے ہیں ۔

چوتھا فائدہ: بخل انسان کے دل سے دور ہو جاتا ہے اور عادت سخاوت کی پیدا ہوتی ہے اس واسطے کہ جب بعض مال با متثال حکم ذوالجلال خواہ بسبب خوف یا باقتضائے محبت صرف کیا اور نفس نے گوارا کر لیا تو پھر اپنی خوشی سے بھی اور مال صرف کر سکتا ہے اور جب فرض ادا نہ کیا تو صدقہ تطوع کو کب دل چاہے گا اور ایک سختی دل میں پیدا ہو گی جس کے سبب بخل روز

بروز بڑھتا جائے گا کیا عجب کہ انتہا کو پہنچے اور قارون کے ساتھ ایک زنجیر میں باندھا جائے اللھم احفظنا پس زکوٰۃ حکم پانی کا رکھتی ہے کہ دل کو نجاست بخل سے پاک کرتی ہے۔

پانچواں فائدہ زکوٰۃ شکر نعمت ہے کہ جب آدمی اپنے تئیں غنی پاتا اور دوسرے مسلمان بھائی کو محتاج دیکھتا ہے خیال کرتا ہے کہ یہ بھی بندۂ خدا ہے اور میری طرح اس کی توحید اور اس کے رسولوں کی تصدیق بجا لاتا ہے مجھے پروردگار جل جلالہ نے غنی کیا اس کی خدمت مجھ پر ضرور ہے اگر تقصیر کروں عجب کیا معاملہ بالعکس ہو جائے اور میں اس کی طرف محتاج ہو جاؤں وہ خود فرماتا ہے وَلَوْ شَآءَ اللّٰہُ لَاَعْنَتَکُمْ اگر خدا چاہے تمہیں دشواری میں ڈال دے

چھٹا فائدہ زکوٰۃ سے مال میں برکت و افزونی ہوتی ہے قال اللہ تبارک وتعالیٰ وَلَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ اور البتہ اگر تم احسان مانو گے تو میں تمہیں زیادہ دوں گا اور فرماتا ہے یَمْحَقُ اللّٰہُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ ط وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ کُلَّ کَفَّارٍ اَثِیْمٍ ہ گھٹاتا ہے خدا سود اور بڑھاتا ہے صدقے اور اللہ دوست نہیں رکھتا ہر بڑے ناشکر نافرمانبردار کو اس آیت سے سمجھا گیا کہ زکوٰۃ نہ دینا قطع نظر گناہ کے بڑی ناشکری اپنے مالک کی ہے اور زکوٰۃ دینا موجب برکت و افزونی اور مراد افزونی سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک صدقہ کو سات سو بلکہ زیادہ تک بڑھاتا ہے اور سود کو روز بروز گھٹاتا ہے کہ وہ مال غیروں کے قبضہ میں آئے گا اور اس میں سے کوئی تو آوارہ وضعی وعیاشی میں صرف کرے گا اور کوئی فضول طور پر کھا کر برباد کر دے گا اور اسے اس کا نفع کچھ نہ پہنچے گا۔ بیاج خوار نے جتنا وقت جمع کیا اور وہ دوسرے کا ہو گیا اس کی نگاہ میں بڑھتا ہے اور حقیقت میں گھٹا جاتا ہے کہ سود کی شامت سے اصل بھی بے محل دب کے بیخ برباد ہو گا اکثر دیکھا ہے بیاج کھانے والا لالچ سے روپیہ دو روپیہ سیکڑہ پر

مال اپنا قرض دیتا ہے اور وہ لوگ اصل بھی مار لیتے ہیں حبّہ نہیں دیتے اس کی طمع میں نالش کرتا اور اس میں روپیہ لگاتا ہے یا تو مقدمہ ہار جاتا ہے اور جیت بھی گیا تو ان کی جائداد ہاتھ نہیں آتی اور زرِ دعوے کے ساتھ خرچہ بھی تلف ہوتا ہے اور اکثر مال چور چرالے جاتے ہیں یا حاکم ڈانڈ لیتا ہے یا اولاد میں کوئی بدمعاش ہوکر اسے برباد کر دیتا ہے بعضوں کا زمین میں رہ جاتا ہے چلتے پھرتے مر جاتے ہیں کسی سے کہنے بھی نہیں پاتے ہیں یا کسی طرح زمین سے ہٹ کر دوسری جگہ چلا جاتا ہے یا خود ہی مدفن بھول جاتا ہے بہرحال زمانہ قریب میں برباد ہو جاتا ہے ہزاروں سیٹھ ساہوکار گزرے کوئی ان کا نام بھی نہیں لیتا نہ کہیں ان کے مال و دولت کا پتا بخلاف اہل سخاوت کے کہ اکثر ان کے مال میں افزونی اور اولاد میں فراغت رہتی ہے اور بالفرض مال نہ رہے تو اثر ان کی سخاوت کا اور حرمت و تعظیم ان کی اولاد کی اور ناموری ان کی دنیا میں اور ثوابِ جمیل عقبےٰ میں باقی رہتا ہے یہاں اگر ایک روپیہ رکھنا تھا اُس جہان میں اس کے ثواب سے سات سو بلکہ زیادہ تک اس کے لیے موجود ہیں اس سے زیادہ ترقی و افزونی کیا ہوگی۔ اللھم ارزقنا صحیحین میں ہے۔ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو مسلمان ایک چھوہارے برابر پاک مال سے تصدق کرتا ہے اور خدا نہیں قبول کرتا مگر پاک کو اللہ تعالےٰ اس کے صدقے کو اپنے دہنے ہاتھ سے قبول فرماتا ہے پھر اسے اس طرح پالیتا ہے جیسے تم اپنے کرّہ اسپ کو یہاں تک کہ وہ خرمے برابر مال ایک پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے صدق اللہ و رسولہ صلے اللہ علیہ وسلم۔

فصل حقیقت اور روح زکوٰۃ کی سات باتوں کی رعایت سے حاصل ہوتی ہے۔

اوّل: ۔ زکوٰۃ قبل گزرنے سال کے ادا کرے کہ وجوب ادا کے بعد دینا بسبب خوف عذاب کے ہے اور پہلے دینا محبت اور دوستی سے ہے حق سبحانہ و تعالیٰ نے امور خیر میں مسارعت و شتابی کا حکم فرمایا اور قبل از امید و توقع جو چیز ناگاہ حاصل ہوتی ہے اس سے فقیروں کے دل پہ زیادہ خوشی ہوتی ہے اور دل سے دعا نکلتی ہے اور دعا ان کی تمام آفات سے حصار ہے اور حوائج روزگار سے بھی جلدی میں نجات حاصل فان فی التاخیر آفات کیا عجب کہ شیطان حملہ کرے اور نیت میں خلل ڈالے ایک کامل کو مکان طہارت میں خیال آیا پیراہن کسی کو دینا چاہیئے خادم کو پکارا یہ پیراہن میرے سر سے ابھی اتار کر فلاں فقیر کو دے دے عرض کیا اے شیخ اس قدر عجلت کیا ضرور تھی باہر تشریف لا کر دیا ہوتا فرمایا شاید اس قدر تاخیر میں نیت درست نہ رہتی۔

دوسرے: اکٹھا دینا منظور ہو تو محرم یا رمضان میں دے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ماہ رمضان میں جو کچھ پاس ہوتا سب راہ خدا میں صرف کرتے اور کچھ باقی نہ رکھتے۔

تیسرے: زکوٰۃ پوشیدہ دینا چاہیئے کہ ریا سے محفوظ رہے قال اللہ تبارک و تعالیٰ وَ اِن تُخْفُوْهَا وَ تُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اور اگر تم چھپا کر صدقے اور دیدو انہیں محتاجوں کو تو وہ بہت بہتر ہے تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں صدقۃ السر تطفیٔ غضب الرب پوشیدہ صدقہ دینا رحمٰن کے غضب کو سرد کر دیتا ہے صحیح مسلم میں ہے روز قیامت سات شخص عرش خدا کے

سایہ میں ہوں گے ایک امام عادل دوسرا وہ شخص کہ دہنے ہاتھ سے دیتا ہے اور بائیں کو خبر نہیں الحدیث جو شخص چھپا کر دیتا ہے صدقہ اس کا اعمال سر میں لکھا جاتا ہے اور جو آشکارا دیتا ہے اعمال ظاہر میں تحریر ہوتا ہے اور جو کہتا ہے میں نے یہ دیا اور اس قدر مال خیرات کیا اس کا نام جریدۂ سر و ظاہر سے کاٹتے اور جریدہ ریا میں لکھتے ہیں اسی واسطے بعض سلف صالح اندھے کو تلاش کر کے دیتے تاکہ وہ نہ پہچانے اور بعض سوتے کے کپڑے میں باندھ دیتے اور بعض فقیر کی راہ میں ڈال دیتے ہیں اور بعض اور کے ہاتھ سے دلا دیتے اور ظاہر ہے کہ صدقہ دینا صفت بخل توڑنے کے لیے ہے جو حکم بچھو کا رکھتی ہے اور یا مانند سانپ کے ہے کہ اس کا زخم زخم بخل سے بدتر ہے، بخل سے بچنا اور ریا میں گرفتار ہونا عقلاء کا کام نہیں فرمن المطر و وقفت تحت المیزاب لیکن جو اپنے دل پر قدرت رکھتا ہے اور اس کے نزدیک مدح و ذم خلق کی برابر ہے اور ایسے لوگ کہاں ہیں کبریت احمر ہیں اکسیر اعظم ہیں ایسا شخص اگر اس خیال سے کہ ظاہر دینے میں اوروں کو بھی رغبت ہو گی اگر آشکارا دے تو مضائقہ نہیں بلکہ کیا عجب کہ لوگوں کو اس کے دیکھنے سے شوق ہو اور وہ بھی دیں اور ان کے اعمال کا ثواب بھی اس کے نام لکھا جائے۔

چوتھے:۔ محتاج کو ایذا نہ دے بلکہ اس سے ترش روئی نہ کرے اور تیوری نہ چڑھائے اور سخت بات نہ کہے اور بسبب محتاجی

کے حقیر نہ سمجھے۔

پانچویں: اس پر احسان نہ رکھے کہ ان باتوں سے ثواب باطل ہو جاتا ہے قال اللہ تعالےٰ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِکُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰی بلکہ ترش روئی اور تیوڑی چڑھانا اور درشت گوئی اور بنگاہ تیز دیکھنا نتیجہ جہالت کا ہے کہ آدمی کو مال صرف کرنا ناگوار ہوتا ہے اگر یہ جانتا کہ اس ایک روپیہ کے بدلے دس یا دس ہزار جمع ہوئے اور اس صدقے کے سبب عذاب دوزخ سے نجات پائی اور فردوس بریں ہاتھ آئی اسے وہ روپیہ صرف کرنا ہر گز ناگوار نہ گزرتا بلکہ کمال خوشی و شوق دل سے دیتا اور جو اس سبب سے ترش روئی اور تلخ گوئی کرتا ہے کہ اس درویش کو حقیر اور اپنے آپکو بہتر جانتا ہے تو یہ بھی محض نادانی ہے اس لیے کہ جو شخص تجھ سے پانچسو برس پہلے بہشت میں جائے گا اس عالم میں خدا کے نزدیک اس کا درجہ بلند ہے اور اس جہان میں اسے آفتوں سے محفوظ اور تجھے بلاؤں میں مبتلا و مشغول کیا ہے جو اسے حاجت ہوتی ہے تجھ سے دلواتا ہے پس درحقیقت تو اس کے مال کا حمال اور اس کی سرکار کا مزدور ہے اور درویش پر احسان رکھنا بھی دلیل حماقت و جہالت ہے تو اس نظر سے کہ اسے کچھ دیا ہے اس کو اپنا ممنون جانتا ہے اور اس سے خدمت و حاضر باشی و تعظیم و ابتدا بسلام چاہتا ہے اگر اس سے خدمت و تعظیم میں قصور ہوتا ہے تعجب کرتا ہے بلکہ کبھی زبان سے بھی کہتا ہے میں نے اس کے ساتھ ایسا

سلوک کیا اور وہ ایسا کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ درویش نے مجھ سے سلوک اور مجھ پر احسان کیا کہ صدقہ تیرا قبول کرکے تجھے آتش دوزخ سے بچا لیا اور نجاست بخل تیرے دل سے پاک کی اگر کوئی شخص کسی تدبیر سے مواد فاسد تیرے بدن سے نکالے اور تجھے بیماری سے بچا لے تو تو اس کا احسان سمجھے یا نہیں۔ عامر شعبی کہتے ہیں جو شخص آپ کو زیادہ محتاج ثواب کا بہ نسبت فقیر کے طرف صدقہ کے نہ جانے صدقہ اس کا قبول نہیں یعنی جانے کہ فقیر جس قدر صدقہ کا محتاج ہے اس سے زیادہ میں ثواب کا محتاج ہوں مجمع الاخیار میں مولیٰ علی کرم اللہ تعالٰے وجہہ سے نقل کرتے ہیں میں نے کسی سے نیکی بدی نہ کی جو مجھ سے صادر ہوا میرے نفس کے لیے ہے مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَاءَ فَعَلَیْھَا علاوہ بریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں صدقہ اول رحمٰن کے ہاتھ میں جاتا ہے پھر فقیر کے ہاتھ لگتا ہے جبکہ تو اپنا مال خدا کو دیتا ہے اور درویش نائب حق تعالیٰ کا ہے تو احسان درویش کا ہے نہ کہ تیرا سلف صالح ادب سے فقیر کے سامنے کھڑے ہوتے اور سوال کرتے کہ اس صدقہ کو قبول کیجیے اور بعضے ہاتھ میں رکھ کر درویش کے سامنے لے جاتے کہ اَلْیَدُ الْعُلْیٰ خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی اسے لائق ہے جو احسان کرے اور احسان فقیر کے طرف سے ہے اُمُّ المؤمنین عائشہ و ام سلمہ جب کسی کو صدقہ بھیجتیں پوچھ لیتیں کیا دعا دی جو دعا وہ دیتا آپ بھی دیتیں کہ ثواب صدقہ کا خالص اور بے عوض رہے۔ رضی اللہ

تعالےٰ عنہا۔

چھٹے:۔ جو مال بہتر نفیس حلال اور طیب ہو راہ خدا میں صرف کرے۔ حق تعالیٰ پاک ہے اور پاک ہی کو قبول فرماتا ہے عجیب کہ مہمان کے سامنے اس قسم کی چیز رکھتے شرماتے ہو اور خدا کے حضور لے جاتے نہیں شرماتے اگر کوئی ایسی چیز تمھیں دے ناگوار گزرے اور اس کی راہ میں صرف کرتے ہو وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِیْہِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْہِ خسیس چیز راہ خدا میں صرف کرنا ولیل کراہت و ناخوشی ہے اور جو صدقہ طوع و رغبت سے نہیں دیا جاتا منہ پر مارا جاتا ہے اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ٥ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایک درم لطوع و رغبت سے دینا لاکھ درم سے بہتر ہے۔

ساتویں:۔ ہر چند زکوٰۃ درویش مسلمان کے دینے سے اتر جاتی ہے مگر جو شخص تجارت کرتا ہے زیادہ نفع ڈھونڈھتا ہے سو زیادہ نفع اس میں ہے کہ پانچ گروہ میں سے کسی کو دے۔

اوّل:۔ پارسا و متقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اَطْعِمُوْا طَعَامَکُمْ اَلْاَتْقِیَآءَ اس لیے کہ وہ اس کھانے سے قوت طاعت کی پائیں گے اور تم بھی اعانت عبادت سے شریک ثواب ہو گے ایک بزرگ جو کچھ صدقہ دیتے صوفیا کو دیتے اور کہتے نیت ان کی جنبر خدا کی طرف نہیں ہے اگر سامان سدرمق نہیں ملتا وقت ان کا منتشر ہو جاتا ہے ایک طالب خدا کی دلجمعی ہزار طالبان دنیا کے دل خوش کرنے سے بہتر ہے حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی قدس اللہ سرہ العزیز سے کسی نے ان کا حال بیان کیا فرمایا یہ شخص اولیائے خدا

سے ہے اور وہ ایک بقال تھا کہ جو کچھ فقیروں کو دیتا قیمت اس کی نہ لیتا یہاں تک کہ مفلس ہوگیا خواجہ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اپنے پاس سے کچھ مال دیا اور فرمایا وہی تجارت پھر کر کہ تجھ سے آدمی کو تجارت مضرت نہیں پہنچاتی۔

دوم:۔ طالب علم کہ فراغ خاطر سے تحصیل علم میں مشغول ہوگا اور اس کے علم و ہدایت و ارشاد سے تجھے بھی ثواب حاصل ہوگا۔

سوم:۔ وہ فقیر کہ اپنی محتاجی چھپاتا اور تونگروں کی صورت بنائے پھرتا ہے یَحْسَبُہُمُ الْجَاہِلُ اَغْنِیَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۔

چہارم:۔ عیال دار اور بیمار جسے رنج و فکر زیادہ ہے اُسے راحت پہنچانے میں ثواب زیادہ ہے۔

پنجم:۔ رشتہ دار کہ ثواب صدقہ اور صلہ رحم دونوں کا ہاتھ آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اِبدأ بِمَن تَعُولُ اپنے عیال سے شروع کر اور فرماتے ہیں مسکین پر تصدق میں ایک ثواب ہے اور قرابت دار پہ دوہرا ایک ثواب خیرات دوسرا صلہ رحم کا اور دینی بھائی جو خدا کے واسطے محبت رکھتا ہے حکم اقارب میں ہے اور جس میں یہ پانچوں یا اُن میں سے اکثر جمع ہوں اسے دینا اور بھی اولیٰ ہے اور بعض اکابر صدقہ تطوع میں فرماتے ہیں مستحق غیر مستحق سب کو دے تا خدا بھی تجھے وہ دے جس کا تو استحقاق رکھتا ہے اور جس کا نہیں رکھتا یعنی دیتے وقت استحقاق پہ نظر نہ کرنا سنت الٰہیہ ہے اور آدمی جیسا مخلوق سے کرتا ہے ویسا ہی خالق سے پاتا ہے کَمَا تَدِینُ تُدَانُ وَلِکُلٍّ وِّجْہَۃٌ ہُوَ مُوَلِّیْہَا فَاسْتَبِقُوا الْخَیرٰتِ

فصل :۔ زکوٰۃ لینے والے کو بھی سات باتوں کی رعایت ضرور ہے ۔

اول :۔ خیال کرے کہ نظر عنایت جس کے حال پر زیادہ ہوتی ہے اسے آفات مال و تونگری سے محفوظ رکھتے ہیں اور لوگ اس میں مبتلا ہوتے ہیں اور اسے حاصل کرتے ہیں اور ہزار جانکاہی نگاہ رکھتے ہیں ان کے ہاتھوں اسے بقدر حاجت پہنچاتے ہیں نہ اسے کمانے سے کام نہ نگہبانی سے مطلب تونگر گویا اس کے مطبخ و کارپرداز ہیں جس طرح بادشاہ اپنے خاص لوگوں کو اپنے کام میں رکھتا ہے کھیتی اور تجارت اور دکانداری نہیں کرنے دیتا اور لوگوں کو کاروبار تجارت دکان و زراعت میں رکھتا ہے تا ان کے واسطے اسباب جمعیت مہیا کریں اور ان سے عشر و خراج لے کر ان کے حوائج میں صرف کیا جائے تاکہ یہ بفراغ خاطر ہماری اطاعت و حاضر باشی و دربار داری میں مصروف ہوں پس در حقیقت یہ مال و آسائش اسباب عیش و کامرانی کہ بندگان خاص سلطانی کو حاصل ہیں ان تاجروں اور مزارعوں کی طرف سے نہیں بلکہ بادشاہ کی عنایت سے ہے جس نے انہیں ان کی خدمت کے لیے مقرر کیا اور مجبور کر دیا کہ اگر وہ راضی نہ ہوں تو عمال بادشاہی جو تحصیل خراج اور توجدار جو انتظام شہر و دیہات پر مامور ہیں کب مانیں اسی طرح تونگروں کو میرے آسائش کے لیے پیدا کیا کہ وہ مال حاصل کریں اور مجھے پہنچائیں اور ایمان کو ان پر موکل کیا کہ ہر وقت ان پر تقاضا رکھتا ہے اور وہ بادشاہ حقیقی کے عتاب سے ڈراتا ہے اگر یہ موکل نہ ہوتا ایک حبہ ان سے مجھے ملتا پس یہ مال تونگروں نے

نہ دیا بلکہ اس نے عطا کیا جس نے زبردستی ان سے دلایا اور ان پر ایک عامل زبردست مقرر کیا کہ وہ اس کے زیر حکم ہیں اور خلاف نہیں چل سکتے مجھے بھی لازم ہے کہ ہر وقت اس کی طاعت و عبادت میں بسر کروں اور وقت اپنا فکر معاش میں پریشان نہ کروں کہ جس چیز کا ایسے بادشاہ قادر مقتدر نے تکفل کر لیا مجھے اس کے اندیشہ میں تضیع اوقات حماقت اور جس کام کے لیے اس نے مجھے یہ فارغ البالی عطا کی اس میں سستی و کاہلی کفران نعمت و باعث عتاب و نقمت

دوسرے: یہ بھی لحاظ کرے کہ ہر چند یہ مال مجھے خدا نے پہنچایا مگر تونگر کا ہاتھ اس نعمت کا واسطہ ہے جو کوئی تحفہ و ہدیہ اپنے محب کے پاس لاتا ہے وہ بھی قابل دعا و ثنا ہوتا ہے اور اس کا شکر بھی محب کے ذمہ لازم ہو جاتا ہے پس تونگروں کی شکر گذاری کہ واسطۂ ایصال نعمت ہیں فقیر پر لازم اگر واسطہ کی شکر گذاری نہ کی اور اس کی قدر نہ جانے حق اس نعمت کا نہ سمجھا اور اس تحفہ و ہدیہ کو بے حقیقت جانا مَنْ لَّمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ پروردگار تقدس و تعالیٰ باوجودیکہ افعال عباد کا خالق ہے ان کی ثنا اور ان اعمال پر شکر کرتا ہے نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّہٗ اَوَّابٌ ۝ اِنَّہٗ کَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا ۝ اور شکر منعم کا یہی ہے کہ اسے عزیز جانے اور اس کے حق میں دعائے خیر کرے طَہَّرَ اللّٰہُ قَلْبَکَ فِیْ قُلُوْبِ الْاَبْرَارِ وَ زَکّٰی عَمَلَکَ فِیْ عَمَلِ الْاَخْیَارِ وَ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی رُوْحِکَ فِیْ اَرْوَاحِ الشُّھَدَاءِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو جس کے یہاں ضیافت تناول فرماتے باوجودیکہ

قبول دعوت حضور کا احسان تھا اس کے حق میں دعا فرماتے اللّٰھم اطعم من اطعمنا واسق من سقانا احمد ابو داؤد ونسائی کی احادیث میں وارد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جو تم سے نیکی کرے اس کا بدلہ دو اور نہ ہو سکے تو اس قدر دعا کرو کہ اس کے عوض سے ادا ہو جاؤ اور حدیث میں تکمیل مکافات کے لیے دعا جزاک اللہ خیراً بھی وارد۔

تیسرے:۔ لازم ہے کہ عیب صدقہ کا پوشیدہ رکھے اور اسے تھوڑا اور حقیر نہ جانے جیسے دینے والے کو چاہیئے بہت دے اور تھوڑا سمجھے وَالْکَثِیْرُ فِیْ اللہِ قَلِیْل حدیث صحیحین سے ثابت صدقہ کو حقیر نہ جانو اگرچہ بکری کا جلا ہوا کھر ہو۔

چوتھے:۔ جو شخص مال ظلم یا مال ریا سے ہرگز نہ لے کہ سوا خبث کے اور کوئی نتیجہ نہیں نکلتا

پانچویں:۔ بے حاجت نہ لے اور سوال نہ کرے کہ حرام ہے اور خواری و ذلت دوام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے سوال کی نسبت فرماتے ہیں روز قیامت وہ سوال اس کے منہ میں زخم و خراش ہوگا یعنی جب اس نے اپنا چہرہ عزیز بے ضرورت غیر خدا کے سامنے کیا یہ دنیا کی بے غیرتی آخرت میں بشکل زخم و جراحت نمودار ہوئی۔

چھٹے:۔ حاجت سے زیادہ نہ لے کہ اور محتاج کے کام آئے اور مسافر زاد راہ اور کرایہ اور قرض دار مقدار قرض سے زیادہ نہ لے اگر اپنے گھر میں اسباب حاجت سے زیادہ رکھتا ہے صدقہ و زکوٰۃ قبول نہ کرے اور جو مثلاً دس درم میں سال بھر گزر کر سکتا ہے تو گیارھواں

نہ لے کرنا جائز ہے۔ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا

ساتویں: جس قدر دیا جائے بطیب خاطر قبول کرے زیادہ پر اصرار سے نہایت باز رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو مال اشراف علی النفس سے یعنی چھاتی پر چڑھ کر لیا جاتا ہے اس میں برکت نہیں ہوتی یہ زیادہ کے لیے اس واسطے اصرار کرتا ہے کہ زیادہ کام آئے گا اور وہاں اس سے برکت اٹھا لی گئی کہ تھوڑے کے قدر بھی لکار آمد نہ ہوگا اگر قناعت کرتا اللہ جل جلالہٗ خیر و برکت عطا فرماتا۔

فصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں صدقہ دو اگرچہ ایک ہی چھوہارا ہو کہ وہ بھوکے کی حاجت دفع کرتا ہے اور گناہ کو بجھاتا ہے جیسے پانی آگ کو اور فرماتے ہیں اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَبِکَلِمَةٍ طَیِّبَةٍ آدھا ہی چھوہارا دے کر آتش دوزخ سے بچو اور جو اس قدر بھی میسر نہ آئے تو فقیر کا دل اچھی باتوں سے خوش کرکے اس قسم کی حدیثوں سے بعض بخیل سمجھتے ہیں ہمیں زیادہ مال صرف کرنا کیا ضرور آدھا چھوہارا آتش دوزخ سے بچا لیتا ہے ہم دس بیس خرچ کیے دیتے ہیں اور نہیں جانتے کہ شیطان لعین ان کے دل میں یہ وسوسہ ڈالتا ہے حدیثوں کا مطلب یہ ہے کہ جس سے جس قدر ہو سکے خیرات کرے اگر ہزار دو ہزار درم کی قید ہوتی اکثر لوگ دولت صدقہ سے محروم رہتے جنھیں لاکھ روپیہ دینے کا مقدور ہے لاکھ دیں اور جنھیں کچھ میسر نہیں محنت مزدوری سے دو پیسے ہاتھ آئے وہ اگر بہ نیت خالص اس میں سے ایک یا آدھا چھوہارا راہ خدا میں صدقہ کریں گے تو ان کے حق میں وہی کفایت کر جائے گا یہ مراد نہیں کہ ہزاروں روپیہ جمع ہیں نہ زکوٰۃ دیں نہ کسی اور طرح راہ

یں صرف کریں ماہ رمضان میں آنے دو آنے کے چھوہارے منگا کر روزہ داروں کو افطار کے وقت ایک ایک ٹکڑا کھلا دیں اور دل میں خوش ہوں ہم نے ثواب پا لیا اور دوزخ سے نجات حاصل کی یہ ایک ٹکڑا ہماری جنت پشت کے لیے کفایت کرے گا کیا عجیب یہ نافہمی اور ہٹ دھرمی عیاذاً باللہ غضب الٰہی کو جوش میں لائے اور مال و متاع ان کا مثل گنج قارون ہلاک ہو جائے اگر وہ اس تمام مال کو جو انھوں نے جمع کیا اور مار آستین بنا رکھا ہے صرف کریں اور آئندہ اپنی حرکت پر نادم و پشیمان ہوں تو البتہ ان کے حال پر نظر عنایت ہو اللہ جل جلالہ کو غنی حمید ہے تمہارے اس ٹکڑے چھوہارے پر بہلنے والا نہیں نعوذ باللہ من الشقاوۃ حدیث میں ہے جب صحابہ نے غازیوں کے لیے مال جمع کیا بعض صحابہ کرام نے دن بھر محنت کی شام کو مزدوری میں جس قدر چھوہارے ملے نصف اپنے عیال پر صرف کیے اور نصف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے آپ نے وہ چھوہارے تمام صدقات کے اوپر رکھے اس لیے کہ تونگروں نے بہت بہت مال میں سے تھوڑا تصدق کیا حاجت مزدوری پر صدقہ کو فوقیت نہ دی تھی وہ اپنا پیٹ کاٹ کر لائے تھے اور حاجت مزدوری پر رضائے الٰہی کو مقدم کر چکے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ہر شخص قیامت کے دن اپنے صدقہ کے سایہ میں ہو گا جب تک لوگ حساب سے فراغت پائیں گے اور فرماتے ہیں ستر دروازہ برائی کے صدقہ کے سبب بند ہو جاتے ہیں اور فرماتے ہیں بہتر صدقہ یہ ہے کہ تندرستی و خواہش و حب مال کے وقت دیں جس زمانہ میں فقیر سے خوف اور تونگری کی آرزو ہوتی ہے نہ یہ کہ جب جان گلے تک آ جائے اس وقت کہیں فلاں کو اتنا اور فلاں کو اتنا اس لیے کہ اب وہ خود ہی فلاں و فلاں کا کام ہے کہیں خواہ نہ کہیں رواہ مسلم عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ

والسلام فرماتے ہیں جو سائل کو محروم پھیر دیتا ہے سات روز فرشتے اس کے گھر نہیں آتے ترمذی و احمد کی روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو کوئی مسلمان کو کپڑا پہنائے ہمیشہ حفظ الٰہی میں رہے جب تک اس کپڑے سے ایک ٹکڑا اس کے بدن پر ہو ابن مسعود کہتے ہیں ایک شخص نے ستر برس عبادت کی ایک بڑا گناہ اس سے ایسا صادر ہوا کہ سب عبادت حبط ہو گئی کسی فقیر کو ایک روٹی دی گناہ معاف ہوا اور عبادت واپس دی گئی لقمان اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہیں جب تجھ سے کوئی گناہ ہو جائے صدقہ دے حسن بصری نے ایک نخاس کو دیکھا ایک لونڈی بیچتا ہے فرمایا ایک درم یا دو درم پر راضی ہے کہا نہیں فرمایا تو جا اپنا کام کر کہ خدائے تعالیٰ ایک ایک پیسہ اور نوالے پر حور عین کو بیچتا ہے یعنی ایک پیسہ یا نوالہ خیرات کروں تو حور عین پاؤں کہ وہ اس سے ہزاروں درجے بہتر ہے پھر اسے خرید کے کیا کروں بالجملہ صدقہ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ کو نہایت محبوب ہے غضب الٰہی سے بچاتا اور گناہ کی آگ بجھاتا ہے ہزاروں بلاؤں سے سپر ہوتا اور آفتاب قیامت و آتش دوزخ سے محفوظ رکھتا اور مال میں برکت و افزونی بخشتا ہے طیب مال و خلوص نیت درکار ہے پھر اللہ کے یہاں کچھ کمی نہیں واللہ الموفق والمجیب

چوتھا باب

حج کے بیان میں

اس باب میں پانچ فصلیں ہیں

فصلِ اوّل

اللہ عزوجل فرماتا ہے وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ
سَبِیْلًا یعنی خدا کا حق ہے لوگوں پر حج اس گھر کا جو قدرت رکھتا ہے اس
تک پہنچنے کی سخت افسوس ہے کہ اس زمانہ میں دین ضعیف اور اسلام
غریب ہوگیا یہاں تک کہ چار رکن اسلام سے اہل ہند دو رکن بالکل ترک
کرتے ہیں نماز روزہ جس نے ادا کیا اسے یگانۂ زمانہ اور بڑا پرہیزگار سمجھتے
ہیں حالانکہ ابھی اس کے ایمان میں نقصان ہے جب تک حج و زکوٰۃ ادا
نہ کرے جس بنا کے دو ستون گر جائیں کس طرح قائم رہے ہزار روپیہ بے فائدہ
شراب زنا ناچ گانے میں صرف کرنا ہندیوں پر آسان ہے اور جو لوگ کمال
پارسائی و پرہیزگاری مشہور ہیں ان باتوں میں روپیہ خرچ کرنا اسراف و بیجا
جانتے ہیں مگر بیٹی بیٹا کی شادی میں ہزاروں روپیہ اٹھاتے ہیں ایک حبّہ زکوٰۃ کے
نام پر نہیں دیتے لندن کا سفر سہل سمجھتے ہیں حج کا ارادہ بھی نہیں کرتے
اور جو کسی نے قصد کیا بھی تو اس کے جورو بچے اس قدر واویلا مچاتے ہیں
گویا مرنے جاتا ہے اور تمام عزیز قریب جمع ہو کر سمجھاتے ہیں اپنی اولاد

اور بی بی کو کس پر چھوڑے جاتے ہو گویا ان کے نزدیک حج کو جانا اور
مرنا برابر ہے اور مکہ معظمہ عیاذاً باللہ شہر خموشاں ہے اگر کوئی انگلستان کا ارادہ
کرے کہتے ہیں میاں زندگی باقی ہے تو پھر ملیں گے انگلینڈ جانا کچھ مشکل نہیں
اور جو حرم الہٰی کا عزم کرتا ہے کہتے ہیں یہ دیدار آخری ہے اس سے ملاقات
کرنا ہو تو کرلو پھر یہ کہاں اور ہم کہاں اور بالفرض کوئی شخص اپنا مرنا ہی تجویز کر کے
چلا گیا جب وہاں سے لوٹ کر آتا ہے اس قدر شدائد راہ اور اس سفر کی
تکالیف جانکاہ بیان کرتا ہے کہ سننے والوں کی ہمت اور بھی پست ہو جاتی
ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اہل ہند کے دل میں زکوٰۃ اور حج کی فرضیت پہ
یقین کامل نہیں اسی واسطے اکثر ارادہ نہیں کرتے اور جو لوگ جان سے تنگ
ہو جاتے ہیں اور دنیا کی تکلیف میں مبتلا ہوتے ہیں ناچار اس سفر کو اختیار
کرتے ہیں اور جو کہ نیت ان کی فاسد اور شوق ان کا ناقص ہوتا ہے اس
راہ کی کیفیت و لذت انھیں حاصل نہیں ہوتی بعض بھیک مانگتے جاتے ہیں
کہیں روٹی میسر آتی ہے کہیں نہیں ملتی وہی حال آکر یہاں بیان کرتے ہیں
اور جو لوگ بطیبِ خاطر و رغبتِ قلب براہ محبت ارادہ کرتے ہیں انھیں وہ
لطف و مزا اس راہ میں ملتا ہے کہ بیان میں نہیں آتا اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا مَرَّۃً اُخْرٰی
خیراً مِنَ الْاُوْلٰی طرح طرح کی سیر اور نئے نئے شہر دریا کا تماشا مخلوق خدا کا
دیکھنا قدرت الہٰی کا جلوہ اور سوا اس کے جس وقت جہاز ملک عرب میں
پہنچتا ہے عجب طرح کی فرحت و تازگی حاصل ہوتی ہے شوکت اسلام و
دبدبۂ شریعت دیکھ کر جامہ میں پھولا نہیں سماتا یہاں تک کہ شہر محبوب کے
متصل پہنچے اس مزہ کے سامنے یہ سب کیفیتیں گرد ہیں ہوائے کوئے جاناں
مشام جان کو معطر کرتی ہے اور روح تازگی سے شگفتہ ہوئی جاتی ہے اور جب

نظر اس مکان مقدس پر پڑتی ہے سبحان اللہ عجب کیفیت نظر آتی ہے کہ بیان میں نہیں آسکتی ع

ذوقِ ایں مے نشناسی بخدا تا نچشی

منقول ہے ایک عورت حج کو آئی حد حرم سے پیادہ ہوئی اور سلطان شوق نے اس کے قلب پر استیلا کیا مستانہ وار جاتی تھی جان و تن کا کچھ ہوش نہ تھا یہاں تک کہ داخل مکہ معظمہ ہوئی اور کعبہ محترمہ پر نظر پڑی بے تابانہ بَیْتُ رَبِّیْ بَیْتُ رَبِّیْ کہتی دوڑی میرے رب کا گھر میرے رب کا گھر یہاں تک کہ دیوار کعبہ سے سر ٹیک دیا اور مرغ روح نے قفس تن سے پرواز کی اے عزیز یہ وہ شہر ہے جس میں خدا نے اپنا گھر قرار دیا اور اسے اپنے محبوب کا مولد و وطن اصلی کیا جو شخص اس میں جاتا ہے قتل و غارت اور ہزاروں آفت سے امن میں ہو جاتا ہے وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا اللہ تعالیٰ اس شہر اور اس گھر کی قسم یاد کرتا ہے اور اسے مبارک و محل ہدایت فرماتا ہے ترمذی نے بسند صحیح روایت کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے خطاب کر کے فرمایا کیا خوب شہر ہے تو اور کس قدر عزیز ہے مجھ کو اگر میری قوم نکال نہ دیتی تو میں تیرے سوا کسی شہر میں نہ رہتا قال اللہ تبارک و تعالیٰ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ بیشک پہلا گھر جو بنایا گیا لوگوں کے فائدہ کو البتہ وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور راہ دکھاتا جہان والوں کو تعظیم اس گھر کی ابتدائے دنیا سے اب تک چلی آتی ہے مگر جب سے کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اسے بنایا اس روز سے اور زیادہ رغبت خلق کو اس کی طرف پیدا ہوئی کہ اثر و نتیجہ دعائے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے اور کیفیت مشروعیت حج کی علمائیوں لکھتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے بحکم الٰہی جبل ابی قبیس پر چڑھ کر ندا کی اے لوگو اللہ تعالیٰ نے
تمہارے لیے ایک گھر بنایا اور اس کا حج تم پر فرض کیا سو اپنے رب کی
دعوت قبول کرو وہ آواز قدرت الٰہی سے سب کے کانوں میں پہنچی گو ابھی
پیدا نہ ہوئے تھے جن کے مقدر میں حج تھا انہوں نے لبیک کہا کہ ہم حاضر ہیں
امام حجۃ الاسلام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں لکھتے ہیں بعض گناہ ایسے ہیں
کہ سوا وقوف عرفات کے کسی عمل سے نہیں بخشے جاتے اور مولوی جامی مناسک
میں لکھتے ہیں جو عرفات میں کھڑا ہو کر یہ گمان کرے کہ مجھ پر کوئی گناہ باقی ہے
اس کے برابر کوئی گناہگار نہیں اور اسی طرح حدیث مرفوع میں وارد ہوا۔

فصل دوم

فضائل حج وعمرہ وتارکین حج کی مذمت

ہر چند ہم نے ابواب سابقہ میں فصل فضائل کو نہایت اختصار کے
ساتھ بیان کیا مگر حج ارکان اسلام سے ایک رکن عظیم ہے اور قلوب ضعیفہ پر
اس کی مشقت نہایت شدید اور ہمتیں اہل ہند کی اس سے بغایت سست
و قاصر لہٰذا ہم اس فصل میں انشاء اللہ تعالیٰ استیعاب اکثر احادیث معتبرہ کا قصد رکھتے
ہیں تاکہ مسلمان بھائی بنگاہ عبرت دیکھیں کہ کیسے پوچ عذر وں اور کم ہمتی کے
سبب کیسی کیسی دونوں جہان کی خوبیاں چھوڑتے اور تھوڑی تکلیف کے لیے
بے شمار راحتوں اور دائمی آرام سے منہ موڑتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فرماتے ہیں جو حج کرے اور اس میں عورتوں کے سامنے تذکرۂ جماع اور
خدا کی عدول حکمی نہ کرے گناہوں سے ایسا پاک لوٹے جیسا جس روز ماں کے

پیٹ سے پیدا ہوا رواہ البخاری و مسلم اور فرماتے ہیں ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک کفارہ ہے بیچ کے گناہوں کا اور حج مبرور کی کچھ جزا نہیں سوا جنت کے رواہ الشیخان اور فرماتے ہیں حاجی جتنی بار سبحٰن اللہ یا لا الہ الا اللہ یا اللہ اکبر کہے گا اسے ہر ایک کے عوض ایک بشارت دی جائے گی رواہ ابوالقاسم الاصبہانی اور فرماتے ہیں حج گناہان پیشین کو ڈھا دیتا ہے رواہ مسلم ایک شخص خدمت اقدس میں حاضر ہوا عرض کیا میں بزدل اور کمزور ہوں یعنی جہاد پر قادر نہیں فرمایا اس جہاد کی طرف جس میں کانٹے کا کھٹکا نہیں وہ حج ہے رواہ الطبرانی و عبدالرزاق اور فرماتے ہیں ہر کمزور کا جہاد حج ہے رواہ ابن ماجہ اور فرماتے ہیں دو عمل سب اعمال سے بہتر ہیں مگر جو ایسے ہی عمل کرے ایک حج مبرور اور ایک عمرہ مبرور رواہ الامام احمد اور ایک بار فرمایا حج مبرور کا بدلہ سوا بہشت کے کچھ نہیں عرض کیا گیا حج کا مبرور ہونا کیا ہے فرمایا کھانا کھلانا اور نیک بات کہنا رواہ احمد و الطبرانی والحاکم اور ایک روایت میں ہے کھانا کھلانا اور سلام کا افشا کرنا رواہ البیہقی اور فرماتے ہیں حج مبرور دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے رواہ الغزالی فی الاحیاء اور فرماتے ہیں حج کے بعد اس کے ساتھ عمرہ کرو کہ وہ دونوں فقر و گناہ کو ایسا دور کرتے ہیں جیسے لوہار کی بھٹی سونے اور چاندی اور لوہے کے میل کو رواہ ترمذی و ابن خزیمۃ و ابن حبان و ابن ماجہ اور فرماتے ہیں حج کرو غنی ہو جاؤ گے رواہ عبدالرزاق اور فرماتے ہیں حج کے ساتھ معاً عمرہ کرنے سے عمر میں برکت ہوتی ہے رواہ البیہقی اور فرماتے ہیں حج کرو کہ حج گناہوں کو دھو دیتا ہے جیسے پانی میل کو رواہ الطبرانی اور فرماتے ہیں حاجی اپنے گھر والوں سے چار سو آدمیوں کی سفارش کرے گا رواہ البزار اور فرماتے ہیں رمضان میں عمرہ میرے ساتھ حج کے برابر ہے۔ رواہ

الشیخان اور[16] فرماتے ہیں جو بیت الحرام کے قصد سے اونٹ پہ چڑھے اس کا اونٹ جو قدم اٹھائے اور رکھے اس پہ حاجی کے لیے ایک نیکی لکھی جائے اور ایک برائی محو ہو اور ایک درجہ بلند ہو یہاں تک کہ جب کعبہ پہنچے اور طواف اور صفا مروہ میں سعی پھر حلق یا قصر کرے گناہوں سے ایسا نکل جائے جیسا روز ولادت تو آئے اب نئے سرے عمل شروع کرے رواہ البیہقی اور[17] فرماتے ہیں جو مکہ سے پیادہ حج کو جائے جب تک مکہ میں لوٹ کر آئے اللہ اس کے ہر قدم پہ سات سو نیکیاں لکھے ہر نیکی مثل حرم کی نیکیوں کے عرض کیا گیا حرم کی نیکیاں کیسی فرمایا اس میں ہر نیکی پر لاکھ نیکیاں رواہ ابن خزیمۃ و الحاکم فی صحیحہا اور[18] فرماتے ہیں حج و عمرہ کو آنے والے خدا کے مہمان ہیں اگر اسے پکاریں وہ جواب دے اور جو اس سے بخشش چاہیں مغفرت فرمائے رواہ النسائی و ابن ماجہ اور[19] فرماتے ہیں الٰہی بخش دے حاجی کو اور اسے جس کے لیے بخشش چاہے حاجی رواہ ابن خزیمۃ والحاکم اور[20] فرماتے ہیں حج کی طرف جلدی کرو تمہیں کیا معلوم آگے کیا پیش آئے رواہ الاصبہانی اور[21] فرماتے ہیں جسے حج کا ارادہ ہو وہ جلدی کرے رواہ ابو داؤد والدارمی اور[22] فرماتے ہیں جو بندہ یا کنیز مرضیات خدا میں کسی قدر خرچ سے بخل کرے اس قدر سے کئی حصہ زیادہ مال اس کا خدا کی خلاف مرضی میں شامل ہو جائے گا اور جو بندہ دنیا کی کسی حاجت کے لیے حج ترک کرے گا وہ اس حاجت کے پورا ہونے سے پہلے حاجیوں کو دیکھ لیگا کہ لوٹ کر آگئے یعنی اس نے سمجھا تھا حج کو جاؤں گا تو میرا کام رہ جائے گا اللہ نے سزا دی کہ حج ہو چکا اور وہ کام ہنوز ویسا ہی پڑا ہے بمعناہ رواہ الاصبہانی اور[23] فرماتے ہیں کعبہ کے لیے ایک زبان اور دو لب ہیں اس نے خدا سے شکایت کی تھی کہ میرے

پیادہ چلنے کا ثواب

میرے آنے والے اور میرے زائر کم ہو گئے حق سبحانہ نے فرمایا میں ان لوگوں کو پیدا کروں گا جو خاشع و ساجد ہوں گے اور تیری طرف ایسا شوق رکھیں گے جیسے کبوتر اپنے انڈوں کی طرف رواہ الطبرانی [۲۳] اور فرماتے ہیں داؤد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا الٰہی تیرے بندوں کا تجھ پر کیا ہے جب وہ تیرے گھر تیری زیارت کو آئیں فرمایا ہر مہمان کا میزبان پر حق ہے۔ اے داؤد ان کے لیے مجھ پر یہ ہے کہ میں انھیں دنیا میں عافیت بخشوں اور جب مجھ سے ملیں میں انہیں بخش دوں رواہ الطبرانی ایضاً [۲۵] اور فرماتے ہیں جو حج یا عمرہ کے لیے نکلے اور مرجائے اس کے لیے قیامت تک حج و عمرہ کا ثواب لکھا جائے رواہ ابویعلی [۲۶] اور فرماتے ہیں اس سے کچھ تعرض نہ ہو اور حساب نہ لیا جائے رواہ الطبرانی والدارقطنی والبیہقی و ابویعلی [۲۷] اور فرماتے یہ گھر اسلام کے ستونوں سے ایک ستون ہے جو اس کا حج یا عمرہ کرے وہ خدا کی ضمان میں ہے کہ اگر مرجائے تو اسے جنت میں داخل کرے اور جو گھر کو لوٹائے تو اجر و غنیمت کے ساتھ واپس کرے رواہ الطبرانی [۲۸] اور فرماتے ہیں جو راہ مکہ میں مرے جاتے خواہ لوٹتے اسے تعرض نہ ہو اور حساب نہ لیا جائے یا فرمایا بخشدیا جائے رواہ ابوالقاسم الاصبہانی [۲۹] اور فرماتے ہیں حج کا صرف مثل نفقۂ جہاد کے ہے سات سو گونہ تک رواہ احمد والطبرانی والبیہقی [۳۰] اور فرماتے ہیں حاجی کبھی محتاج نہ ہوگا رواہ الطبرانی والبیہقی [۳۱] اور فرماتے ہیں جو بندہ مسلمان دن بھر احرام باندھے رہے آفتاب اس کے گناہوں کو لے کر ڈوبے رواہ الترمذی [۳۲] اور فرماتے ہیں جب کوئی شخص لبیک یا تکبیر کہتا ہے ہمیشہ اسے جواب ملتا ہے کہ تجھے جنت کی بشارت ہو بمعناہ رواہ الطبرانی باسناد رجالہ رجال الصحیح حضرت [۳۳] عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں میں رسول اللہ

صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد منیٰ میں حاضر تھا کہ ایک مرد انصاری
اور ایک ثقفی حاضر خدمت ہوئے سلام کے بعد عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم ہم حضور سے دریافت کرنے آئے ہیں فرمایا اگر تم چاہو تو میں بتا دوں
جو تم پوچھنے آئے ہو اور چاہو تو میں باز رہوں تم خود سوال کر لو عرض کیا یا
رسول اللہ حضور ہمیں بتا دیں پھر ثقفی نے انصاری سے کہا پہلے تم پوچھو انصاری
نے کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بتائیے فرمایا تو مجھسے یہ دریافت کرنے آیا ہے
کہ جب تو اپنے گھر سے بقصد بیت الحرام نکلے تو تیرے لیے کیا ثواب ہے
اور طواف کے بعد دونوں رکعتوں میں تیرے لیے کیا ہے اور صفا و مروہ میں
سعی پر تیرے لیے کیا ہے اور شام عرفہ کے وقوف میں تیرے لیے کیا ہے اور
رمی جمار میں تیرے لیے کیا ہے اور ذبح قربانی میں تیرے لیے کیا ہے اور
طواف وداع میں تیرے لیے کیا اجر ہے عرض کیا قسم اس کی جس نے آپ کو
حق کے ساتھ بھیجا میں یہی باتیں استفسار کرنے آیا تھا قسم خدا کی جو میرے
دل میں تھا حضرت نے سب بیان کر دیا فرمایا پس جب تو اپنے گھر سے بقصد
بیت الحرام نکلے تو تیری اونٹنی جو قدم رکھے گی اور جو اٹھائے گی اس پر تیرے
لیے ایک نیکی لکھی جائے گی اور ایک برائی محو ہوگی اور طواف کے بعد دو
رکعتیں ایسی ہیں جیسے اولاد اسمٰعیل سے ایک غلام آزاد کیا اور صفا و مروہ کے
پھیرے سات غلام آزاد کرنے کے برابر ہیں رہا شام عرفہ کا وقوف سو اس
میں اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف نزول رحمت فرماتا ہے اور ملائکہ کے ساتھ حجاج
سے مباہات کرتا ہے فرماتا ہے میرے بندے میرے پاس آئے بال الجھے ہوئے پریشان
کپڑے اور بدن گرد و غبار میں آئے ہر راہ دور دراز سے دوڑتے ہوئے
میری جنت کی امید میں سو اگر ان کے گناہ ریگ دانوں اور مینہ کی بوندوں یا

سمندر کے جھاگوں برابر ہوں تو میں نے انہیں بخش دیا کوچ کرو میرے بندو اس حالت میں کہ تم بخشے گئے اور وہ بخشا گیا جس کی تم شفاعت کرو اور سنگریزہ پھینکنے میں تیرے لیے ہر کنکری پر ایک گناہ کبیرہ مہلک کا مٹنا ہے اور قربانی تیری تیرے لیے تیرے واسطے تیرے رب کے پاس تیرے اس وقت کے لیے جمع ہے جب تو حد سے زیادہ اس کا محتاج ہو گا اور تیرے سر منڈانے میں ہر بال پر ایک نیکی ہے اور ایک برائی کا دور ہونا اور فرمایا جو بال تیرا زمین پر گرے گا روز قیامت تیرے لیے نور ہو گا اور ان سب کے بعد تیرا طواف بیت کرنا سو وہ اس حال پر ہو گا کہ تو بے گناہ محض ہے ایک فرشتہ آئے گا اور اپنا ہاتھ تیرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھکر کہے گا آئندہ سے عمل شروع کر کہ اگلے تو سب معاف ہوئے رواہ البزار و الطبرانی و ابن حبان والاصبہانی ولہ طرق عدیدۃ والحدیث حسن اور حضور فرماتے ہیں جب حاجی پاک خرچ لے کر چلتا ہے اور رکاب میں اپنا پاؤں رکھ کر لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لبیک پکارتا ہے منادی آسمان سے اسے ندا دیتا ہے لبیک و سعدیک توشہ تیرا حلال اور سواری تیری حلال اور حج تیرا مبرور اور گناہ تجھ سے دور اور جو ناپاک خرچ لے کر چلتا ہے اور رکاب میں پاؤں رکھ کر لبیک پکارتا ہے منادی آسمان کہتا ہے لا لبیک ولا سعدیک توشہ تیرا حرام اور صرف تیرا حرام اور حج تیرا گناہ آلود اور تیرے منہ پر مردود رواہ الطبرانی والاصبہانی اور حضور فرماتے ہیں جو بندہ مسلمان حج کے لیے لبیک کہتا ہے اس کے دہنے بائیں کچھ ہے زمین کے ختم و انتہا تک وہ سب اس کے لیے روز قیامت گواہی دیں گے رواہ رزین اور حضور فرماتے ہیں تلبیہ گو کے چپ و راست منتہائے ارض تک جو پتھر یا پیڑ یا ڈھیلے ہوتے ہیں سب اس کے

ساتھ لبیک کہتے ہیں رواہ الترمذی و ابن ماجۃ و البیہقی و ابن خزیمۃ والحاکم اور[37]
فرماتے ہیں حجر اسود و رکن یمانی کا استلام گناہوں کو گھٹاتا ہے اور[38] فرماتے ہیں
جو سات پھیرے طواف کرے اور دو رکعت پڑھے ایک غلام آزاد کرنے
کے برابر ہو اور[39] فرماتے ہیں حاجی جو قدم اٹھاتا ہے رکھتا ہے اس کے لیے
دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دس برائیاں محو ہو جاتی ہیں اور دس درجے بلند
کیے جاتے ہیں رواہ الامام احمد اور[40] فرماتے ہیں رکن یمانی پر ستر ہزار فرشتے
موکل ہیں جو اس کے پاس کہتا ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا
وَالْاٰخِرَۃِ ط رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ فرشتے آمین
کہتے ہیں اور[41] فرماتے ہیں جو حجر اسود کو ہاتھ لگاتا ہے گویا رحمٰن سے مصافحہ کرتا ہے رواہما ابن ماجہ
اللہ تعالیٰ ہر روز حاجیوں کیلئے ایک سو بیس رحمتیں اتارتا ہے ساٹھ[42] اہل طواف اور چالیس نمازیوں
اور بیس کعبہ کی طرف نظر کرنیوالوں کیلئے رواہ البیہقی باسناد حسن اور[43] فرماتے ہیں جو خانہ کعبہ
کا پچاس بار طواف کرے گناہوں سے ایسا پاک ہو جائے جیسا جس روز
شکم مادر سے پیدا ہوا تھا رواہ الترمذی اور[44] فرماتے ہیں جو سات پھیرے طواف
کرے اور سوا سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا
قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ط کے کچھ کلام نہ کرے دس برائیاں اس کی محو ہوں اور دس
نیکیاں لکھی جائیں اور دس درجے اس کے بلند ہوں اور جو طواف کرتے میں
باتیں کرے رحمت میں اپنے پاؤں سے خوض کرتا چلے جیسے کوئی پاؤں تک
پانی میں چلتا ہے رواہ ابن ماجہ اور[45] فرماتے ہیں اس پتھر کے پاس نیکوئی
حاضر ہو کہ وہ روز قیامت شفاعت کرے گا اور اس کی دو زبانیں اور دو لب
ہوں گے اپنے چومنے والے کے لیے گواہی دے گا رواہ الطبرانی اور[46] فرماتے
ہیں رکن و مقام دو یاقوت ہیں جنت کے یاقوتوں سے اور اگر خدا ان کا نور

خوشبو کر دیتا تو مشرق و مغرب کے درمیان سب روشن ہو جاتا رواہ الترمذی و
ابن حبان ایک بار حضور والا نے حجر اسود پر لب ہائے انور رکھ کر دیر تک
گریہ فرمایا پھر منہ پھیر کر ملاحظہ کیا تو عمر بن الخطاب کو روتے پایا فرمایا اے
عمر یہاں بہائے جاتے ہیں اشک رواہ ابن ماجہ و ابن خزیمۃ والحاکم اثر فرماتے ہیں
روز عرفہ حق سبحانہ و تعالیٰ حاجیوں سے فرشتوں کے ساتھ مباہات کرتا ہے
فرماتا ہے میرے بندوں کو دیکھو میرے پاس آئے ژولیدہ مو گرد آلود دھوپ میں
بہتے ہر راہ دور دراز سے میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے انہیں بخش دیا
فرشتے عرض کرتے ہیں ان میں فلاں فلاں شخص کی نسبت گمان بد ہے فرماتا
ہے میں نے تو ان سب کو بخش دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کسی دن میں عرفہ سے زیادہ لوگ دوزخ سے آزاد نہیں ہوتے رواہ البیہقی
اثر فرماتے ہیں کسی دن شیطان روز عرفہ سے زیادہ ذلیل و حقیر و خوار و پر غیظ
زیادہ نہ دیکھا گیا اور یہ بسبب اس کے ہے کہ رحمت الٰہی کا نزول اور
خدا کا بڑے بڑے گناہوں سے تجاوز فرمانا مشاہدہ کرتا ہے مگر وہ جو روز
بدر دیکھا گیا تھا جب اس نے جبریل کو دیکھا کہ ملائکہ کی صف آرائی کرتے
ہیں رواہ الامام مالک والبیہقی اثر فرماتے ہیں روز عرفہ حق تعالیٰ اہل عرفات
پر فضل و کرم فرماتا ہے اور ان سے ملائکہ کے ساتھ مباہات کرتا ہے کہتا اے
میرے فرشتو میرے بندوں کو دیکھو اشعث اغبر ہر فج عمیق سے میری طرف
سفر کرتے ہیں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اس کی دعا سن لی اور ان
کی رغبت کی شفاعت قبول فرمائی اور ان کے بدکار ان کے نیکوں کو عطا کر
دیے اور ان کے نیکوں کو جو مانگا وہ دیا سوا حقوق العباد کے جو ان کے
آپس میں ہے پھر جب لوگ کوچ کر کے مزدلفہ آتے ہیں اور مشعر الحرام

میں وقوف کر کے پھر اللہ کی طرف رغبت اور اس سے طلب کرتے ہیں
فرماتا ہے اے میرے ملائکہ میرے بندے ٹھہرے اور پھر انہوں نے رغبت
و طلب شروع کی میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان کی دعا مستجاب کی
اور ان کی رغبت کی سفارش مانی اور ان کے بدنیکوں کو دے ڈالے اور
ان کے نیکوں کو وہ دیا جو مانگا اور ان کے آپس کے حقوق میں نے اپنے
ذمہ پر اٹھا لیے رواہ ابویعلی شام عرفہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت
کے لیے دعا کی حکم ہوا ہم نے قبول فرمائی مگر ظالم کہ مظلوم کا بدلہ اس سے
لوں گا عرض کیا اے رب میرے تو چاہے تو مظلوم کو جنت دیدے اور
ظالم کو معاف فرمادے اس وقت مقبول نہ ہوئی مزدلفہ میں وقت صبح حضور
نے پھر دعا کا اعادہ کیا جو مانگتے تھے وہی ملا حضور نے تبسم فرمایا ابوبکر و عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہما حاضر تھے عرض کیا ہمارے ماں باپ حضور پر قربان یہ
وقت حضور کے ہنسنے کا نہ تھا کیا بات ہنسی کی ہوئی اللہ آپ کے دانتوں
کو ہمیشہ ہنستا رکھے فرمایا خدا کے دشمن شیطان نے جب جانا کہ میری دعا
قبول ہوگئی اور میری امت کی مغفرت ہوئی مٹی لے کر اپنے سر پر اڑانے
اور وا ذیلا وا ثبوراہ پکارنے لگا مجھے اس کی اس بیقراری پر ہنسی آگئی رواہ
ابن ماجہ والبیہقی عرفات میں قریب غروب آفتاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے حضرت بلال کو حکم دیا لوگوں کو خاموش کریں جب سب چپ ہو گئے
فرمایا ابھی جبریل نے مجھے میرے رب کا سلام پہنچایا اور عرض کیا اللہ عز و
جل فرماتا ہے ہم نے اہل عرفات و اہل مشعر حرام کو بخشدیا اور ان کے باہمی
حقوق اپنے ذمہ پر لیے۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ
خاص ہمارے ہی لیے ہے فرمایا تمہارے لیے اور ان سب کے لیے جو

تمہارے بعد قیامت تک آئیں عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اللہ کی خیر کثیر وطیب ہے رواہ الامام عبداللہ بن المبارک اور فرماتے ہیں یہ وہ دن ہے کہ جو اس دن اپنے کان آنکھ زبان کو قابو میں رکھے بخشا جائے رواہ الامام احمد والطبرانی و ابن ابی الدنیا و ابن خزیمۃ والبیہقی و ابوالشیخ اور فرماتے ہیں جو مسلمان شام عرفہ موقف میں وقوف کرے پھر رو بقبلہ ہو کر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد و ہو علی کل شیٔ قدیر ۰ سو بار کہے پھر سو بار قل ہو اللہ پڑھے پھر سو بار کہے اللھم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم انک حمید مجید و علینا معھم حق سبحانہ و تعالیٰ فرمائے اے میرے فرشتو کیا جزا ہے میرے اس بندے کی کہ اس نے میری پاکی بیان کی اور میری تہلیل و تکبیر و تعظیم کی اور مجھے پہچانا اور مجھ پر ثنا کہی اور میرے نبی پر درود بھیجی اے میرے فرشتو گواہ رہو کہ میں نے اسے بخشدیا اور اس کی شفاعت اس کے حق میں قبول کی اور اگر میرا یہ بندہ مجھ سے مانگتا تو میں اس کی شفاعت تمام موقف کے حق میں قبول فرماتا رواہ البیہقی اور فرماتے ہیں بہتر دعا روز عرفہ کی دعا ہے اور بہتر ان کلموں کا جو میں نے اور مجھ سے پہلے پیغمبروں نے کہے یہ ہے لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد و ہو علی کل شیٔ قدیر ۰ رواہ الترمذی و اخرجہ مالک الی قولہ لا شریک لہ اور فرماتے ہیں حج و عمرہ والے خدا کے مہمان ہیں دیتا ہے انہیں جو مانگیں اور قبول فرماتا ہے جو دعا کریں اور عوض دیتا ہے جو صرف کریں ایک درہم کے بدلے دس لاکھ رواہ البیہقی اور فرماتے ہیں کوئی دن خدا کو اپنی عبادت کے لیے ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں سے زیادہ محبوب نہیں ان

میں ہر روز کا روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر اور ہر شب کا قیام شب قدر کے قیام کے مثل رواہ الترمذی و ابن ماجۃ والبیہقی [۸۹] اقول فرماتے ہیں ہر عمل ان میں سات سو گونہ ہوتا ہے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے یوں کہا جاتا تھا کہ ان دس دنوں کا ہر دن ہزاروں کے برابر ہے اور روز عرفہ دس ہزار کے مثل رواہ البیہقی والاصبہانی [۹۰] حضور فرماتے ہیں رمی جمار کا ثواب کوئی نہیں جانتا یہاں تک کہ روز قیامت حق تعالیٰ عطا فرمائے رواہ ابن حبان [۹۱] اور فرماتے ہیں رمی جمار روز قیامت تیرے لیے نور ہے رواہ البزاز [۹۲] ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ یہ سنگریزے جو ہر سال پھینکے جاتے ہیں ہم ایسا گمان کرتے ہیں کہ کم ہو جاتے ہیں فرمایا جو مقبول ہوتا ہے اٹھا لیا جاتا ہے اور ایسا نہ ہو تو تمہیں پہاڑ کے پہاڑ نظر آتے رواہ الطبرانی و الحاکم [۹۳] ایک بار فرمایا الٰہی حج میں سر منڈانے والوں کو بخشدے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اور بال کتروانے والوں کو فرمایا الٰہی سر منڈانے والوں کو بخش دے عرض کیا یا رسول اللہ سر کتروانے والوں کو فرمایا الٰہی سر منڈانے والوں کو بخش دے عرض کیا یا رسول اللہ سر کترانیوالوں کو فرمایا اور سر کترانیوالوں کو رواہ الشیخان [۹۴] اور فرماتے ہیں حاجی کی دعا رد نہیں ہوتی جب تک لوٹے رواہ ابن الجوزی [۹۵] اور ایک روایت میں ہے جب تک اپنے گھر پہنچے رواہ الغزالی فی الاحیاء اسی واسطے سلف صالح کا وطیرہ تھا حاجیوں کا استقبال کرتے اور ان کی آنکھوں کے بیچ میں بوسہ دیتے اور ان سے اپنے لیے دعا چاہتے [۹۶] اور فرماتے جب تو حاجی سے ملے اسے سلام کر اور مصافحہ کر اور اس سے کہ تیرے لیے استغفار کرے کہ وہ بخشا گیا ہے رواہ امام احمد [۹۷] اور فرماتے ہیں اللہ نے اس گھر سے وعدہ کیا ہے ہر سال چھ لاکھ حاجی کا اگر کم ہوں ملائکہ سے ان کا عدد پورا کر

دیں اور کعبہ روز قیامت اس طرح حشر کیا جائے گا جیسے دولہن کو دولہا گھر لے جاتے ہیں اور تمام حاجی اس کے پردوں سے پلٹے ہوئے اس کے گرد دوڑتے ہوں گے یہاں تک کہ کعبہ داخل جنت ہو گا اور اس کے ساتھ سب حاجی جائیں گے اور وارد ہوا طواف بکثرت کرو کہ وہ نہایت جلیل اور قابل رشک اعمال سے ہے جنہیں تم روز قیامت اپنے صحیفوں میں پاؤ گے اور فرماتے ہیں جو برہنہ پا برہنہ بدن سات پھیرے کعبہ کے گرد کرے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب پائے اور جو مینہ برستے میں ایسا کرے اس کے سب گناہ گزشتہ بخشے جائیں اور واثلتہ الامام حجۃ الاسلام مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ سے سوال ہوا وقوف پہاڑ پر کیوں ہوا اور حرم میں کیوں نہ ہوا فرمایا کعبہ خدا کا گھر ہے اور حرم اس کا دروازہ جب حاجی اس کے پاس مہمان ہو کر آئے اونہیں دروازہ پہ کھڑا کیا کہ وہاں الحاح و زاری کریں عرض کیا یا امیر المومنین پھر مشعر الحرام میں وقوف کس غرض سے ہے فرمایا جب اس نے انہیں پہلے دروازہ میں آنے کی اجازت دی دوسرے آستانہ پر کہ مزدلفہ ہے کھڑا کیا جب یہاں ان کا تضرع طول کو پہنچا انہیں پروانگی دی کہ منیٰ میں قربانی کر کے ہم سے نزدیک ہوں جب یہاں انہوں نے اپنا میل کچیل اتارا اور قربانی سے فارغ ہوئے سب گناہوں سے پاک ہو گئے اب انہیں طاہر کر کے اپنی زیارت کی اجازت عطا فرمائی عرض کیا یا امیر المومنین پھر ایام تشریق میں روزے کیوں حرام ہوئے فرمایا یہ لوگ خدا کے زائر ہیں اور اس کے مہمان اور مہمان کو روا نہیں کہ بے پروانگی میزبان کے روزہ رکھے عرض کیا یا امیر المومنین پردہائے کعبہ سے پلٹنے میں کیا نکتہ ہے فرمایا وہ ایسا ہے جیسے کوئی شخص کسی کا گناہگار ہو اس کے کپڑوں سے لپٹ

جائے اور اس سے معذرت کرے اور رضا مندی کے لیے باتیں بنائے تاکہ اس کا گناہ بخش دے رواہ البیہقی امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں حاجی مغفور ہے اور جس کے لیے حاجی ذوالحجہ و محرم و صفر اور ربیع الاول کی بیسویں تک استغفار کرے وہ مغفور ہے مجاہد وغیرہ علماء فرماتے ہیں جب حاجی مکہ معظمہ آتے ہیں ملائکہ ان کا استقبال کرتے ہیں پھر جو اونٹ پر سوار ہوتا ہے اسے سلام کرتے ہیں اور جو گدھے پہ ہوتا ہے اس سے مصافحہ اور پیادہ چلنے والوں کو گلے لگاتے ہیں اثر مروی ہوا حق سبحانہ و تعالیٰ ہر شب اہل زمین پر نظر رحمت فرماتا ہے اور سب میں پہلے اہل حرم پہ اور اہل حرم میں سب سے پہلے اہل مسجد حرام پہ پس جسے طواف کرتا دیکھتا ہے اسے بخش دیتا ہے اور جسے نماز پڑھتا دیکھتا ہے اسے بخش دیتا ہے اور جسے کعبہ کی طرف منہ کیے ہوئے نماز پڑھتے دیکھتا ہے اسے بخش دیتا ہے اور والشفت الامام الغزالی اللہ جل جلالہ فرماتا ہے وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِينَ ۝ اللہ کے لیے ہے لوگوں پر حج اس گھر کا جو قدرت رکھتا ہو اس تک راہ چلنے کی اور جو انکار کرے تو خدا بے پرواہ ہے تمام جہان والوں سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جسے خدا توشہ اور ایسی سواری کا مالک کرے جو اسے خانۂ خدا تک پہنچا دے اور وہ حج نہ کرے اس پر کچھ تفاوت نہیں یہودی ہو کر مرے خواہ نصرانی ہو کر اور یہ اس وجہ سے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ الآیہ خدا کے لیے ہے لوگوں پہ اس گھر کا حج جو اس کی طرف چل سکے اور جو کفر کرے تو خدا تمام جہان سے بے نیاز ہے رواہ الترمذی والبیہقی اور

فرماتے ہیں جسے کوئی حاجت ظاہرہ یا بیماری یا بادشاہ ظالم نہ روکے اور وہ حج نہ کرے تو وہ چاہے یہودی ہو کر مرے چاہے نصرانی ہو کر رواہ البیہقی اور فرماتے ہیں حق تبارک و تقدس فرماتا ہے جس کا بندہ کا بدن میں صحیح رکھوں اور اسے فراخ عیشی عطا کردوں پانچ برس اس پر گزر جائیں اور میری مہمانی کو نہ آئے بیشک محروم ہے رواہ ابن حبان والبیہقی۔

حکایت:- بعض اہل کشف نے روز عرفہ ابلیس لعین کو دیکھا کہ نہایت لاغر ہے اور رنگ زرد اور آنکھیں اشک بار اور کمر شکستہ پوچھا کیوں روتا ہے کہا اس سبب سے کہ حاجی خدا کی طرف بے غرض تجارت گئے ہیں یعنی صرف مقصود ان کا اللہ عزوجل ہے میں کہتا ہوں انھوں نے خدا کا قصد کیا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ انھیں نا امید نہ پھیرے تو مجھے اس سے رسوائی ہو کہا تیرا بدن کس نے لاغر کردیا کہا راہ خدا میں اسپان جہاد کی آواز نے اور جو میری راہ میں ہوتی تو مجھے پسند آتا دریافت کیا تیرا رنگ کیوں متغیر ہے کہا اس وجہ سے کہ اہل اسلام طاعت الٰہی پر ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں اور جو اس کی نافرمانی پر کرتے تو مجھے محبوب ہوتا کہا تیری پیٹھ کس نے توڑ دی کہا بندہ کی دعا نے کہ الٰہی میں تجھ سے خاتمہ کی بھلائی مانگتا ہوں میں کہتا ہوں ہائے خرابی یہ اپنے عمل پہ کب اترائے گا مجھے ڈر ہے کہیں چرچا نہ گیا ہو یعنی سمجھ نہ لیا ہو کہ حسن عمل پر ناز حماقت ہے اعتبار خاتمہ کا ہے الٰہی میرا انجام بخیر کر آمین۔

حکایت:- عارف باللہ علی بن موفق رحمۃ اللہ علیہ شب عرفہ منی میں مسجد الخیف شریف میں سوتے تھے خواب دیکھا دو فرشتے سبز پوش آسمان سے اترے ایک ان کے سرہانے کھڑا ہوا دوسرا پائینتی سرہانے والے نے پائینتی والے کو آواز دی یا عبداللہ اس نے جواب دیا لبیک یا عبداللہ کہا

تجھے معلوم ہے اس سال ہمارے رب عزوجل کے گھر کا کتنوں نے حج کیا کہا مجھے نہیں معلوم کہا چھ لاکھ نے تو جانتا ہے ان میں سے کتنوں کا حج قبول ہوا کہا نہیں کہا چھ کا یہ باتیں کر کے آسمان پہ اڑے ہوئے چلے گئے اور ان کی نگاہ سے غائب ہوگئے گھبرا کر ان کی آنکھ جو کھلی تو سخت مغموم و پریشان کہ جب چھ لاکھ سے صرف چھ کا حج قبول ہوا تو میں ان میں کہاں جب دسویں رات عرفہ سے کوچ کر کے مزدلفہ میں مشعرالحرام کے پاس ٹھہرے حجاج کو دیکھ دیکھ کر فکر کرتے جاتے تھے کہ اس قدر خلق کثیر اور ان میں صرف اتنوں کا حج قبول اتنے میں نیند کا ان پہ غلبہ ہوا سو رہے انہیں دو شخصوں کو دیکھا پھر آسمان سے اترے اور اسی طرح ان کے سرہانے پائینتی کھڑے ہوئے اور ویسے ہی ایک نے دوسرے کو پکارا اور جواب دیا پھر کہا تجھے خبر ہے آج کی رات ہمارے رب نے کیا حکم دیا کہا نہیں کہا اس نے ان چھ میں ہر ایک کو ایک ایک لاکھ بخش دیئے اور ان کے طفیل ان کا حج قبول کیا علی کہتے ہیں میں بیدار ہوا تو مجھے ایسی خوشی تھی کہ بیان میں نہیں آتا۔

حکایت ۵: انھیں علی بن موفق سے منقول ہے ایک سال میں نے حج کیا جب مناسک پورے کر چکا مجھے اس کا خیال آیا جس کا حج مقبول نہ ہوا ہو میں نے کہا الٰہی میں نے اپنے حج کا ثواب اسے بخشدیا جس کا حج تو نے قبول نہ کیا رات کو رب العزت جل جلالہ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتا ہے اے علی تو میرے مقابلہ میں سخاوت کرتا ہے سو میں نے ہی بنائے ہیں۔ سخا اور سخاوت والے اور میں سب بڑے جود والوں سے بڑا جود والا اور سب بڑے کریموں سے بڑا کریم ہوں اور تمام جہان سے جود و کرم سے زیادہ سزاوار ہوں میں نے جن جن کا حج قبول نہ کیا انہیں ان کو بخش دیا

جن کا حج قبول فرمایا ۔

حکایت انہیں علی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کئی حج کئے شب کو حضور رحمۃ للعلمین صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے ابن موفق تو نے میری طرف سے حج کیے عرض کیا ہاں فرمایا اور میری طرف سے لبیک کہی عرض کیا ہاں فرمایا تو میں اس کا عوض تجھے روز قیامت دوں گا کہ لوگ حساب کی مصیبت میں ہوں گے اور میں تیرا ہاتھ پکڑ کر داخل جنت کروں گا ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلٰی کُلِّ مَقْبُوْلٍ لَدَیْہِ وَعَلَیْنَا مَعَھُمْ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰاحِمِیْنَ ۔

فصلِ سوم

آدابِ سفر و مقدماتِ حج میں

جب توفیق الٰہی مساعدت فرمائے اور عزم اس سفر سراپا ظفر کا مصمم ہو جائے ابتدائے قصد سے انتہائے رجوع تک ساٹھ باتوں کی رعایت کرے ۔

اول: جس کا قرض آتا ہو یا کچھ امانت اپنے پاس ہو ادا کر دے اور جن کے مال ناحق لیے ہوں بشرط علم مستحقین انہیں واپس کر دے یا معاف کرائے ورنہ اس قدر مال فقرا کو دے دے ۔

دوم: نماز روزہ وغیرہا جس قدر عبادتیں قضا ہوئی ہوں انہیں ادا کرے اور اپنی تقصیر پر نادم ہو اور آئندہ نہ کرنے پر عازم ہو جس کا کچھ پر قرض آتا ہے اس سے پاس جانے سے رکاوٹ نہیں ہے خود رب العالمین کا دیوان اور اس کی بارگاہ کا قصد علاوہ بریں وہاں ثواب نوافل سے

محرومی کا اندیشہ ہے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں احمق وہ ہے جس پر فرائض باقی ہوں اور وہ نوافل سے اشتغال کرے

سوم: جس کے بے اجازت سفر مکروہ ہے اسے رضامند کرلے ماں باپ کو اگر اس کی خدمت کی حاجت ہو اور کوئی سوا اس کے ان کا خادم نہ ہو تو سفر حج مکروہ ہے ورنہ نہیں اسی طرح عورت اور وہ سب لوگ جن کا اس کے ذمہ نفقہ ہے انہیں بھی راضی کرے جس کا قرضدار ہو اگر ادائے قرض بالفعل نہ ہو سکے اس سے اجازت لے ورنہ کراہت ہے ماں باپ اگر نہ ہوں تو دادا دادی نانا نانی ان کے قائم مقام ہیں باپ کو اختیار ہے کہ امرد خوبصورت کو سفر بلکہ گھر کے باہر جانے سے منع کرے اور یہ تفصیلیں حج فرض میں ہیں حج نفل سے طاعت والدین مطلقاً افضل ہے کل ذالک فی حاشیۃ العلامۃ الطحطاوی علی الدار المختار۔

چہارم: سفر حج میں خالص نیت اللہ تعالیٰ کے لیے رکھے ریا و سمعہ و فخر سے بچنا فرض عین ہے اور ریاکار ثواب کے عوض عذاب کا سزاوار اعوذ باللہ منہ ہاں اگر مقصود بالذات حج ہو اور اس کے ضمن میں تجارت بھی کرے تو کچھ گناہ نہیں قال تعالیٰ لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم مگر اس سے بھی خالی ہو تو نہایت احسن ہے۔

پنجم: عورت آزاد کو بے شوہر یا محرم عاقل بالغ کے تین شبانہ روز کا سفر حرام ہے اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک دن کی راہ جانا بھی جائز نہیں اور اسی پر فتوے ہے ہاں اگر لے گی

تو حج ادا ہو جائے گا لیکن کراہت تحریمی کے ساتھ کما فی الدر المختار
واللہ اعلم۔

ششم:۔ نماز استخارہ کہ صحاح میں مروی ہے پڑھے اور سات بار تکرار احسن اور نہ ہو سکے تو اَللّٰھُمَّ خِرْلِیْ وَاخْتَرْلِیْ وَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی اِخْتِیَارِیْ سات بار کہہ لے کہ یہ بھی حدیث میں وارد اور نماز کے قائم مقام ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں فرزند آدم کی سعادت سے ہے خدا سے استخارہ کرنا اور اس کا ترک داخل شقاوت۔

ہفتم:۔ توشہ مال حلال سے لے ورنہ قبول حج میں دقت ہے اور مستحسن ہے کہ زاد اپنی حاجت سے سے لے تاکہ رفقا کی اعانت اور فقراء پر تصدق کرتا چلے کہ یہ حج مبرور کی نشانی ہے۔

ہشتم:۔ عازم حج اگر عالم ہے اور قدرت فہم کتب رکھتا ہے تو ضرور ہے کہ اپنے ساتھ ایک کتاب جس میں مسائل حج و زیارت بتفصیل مذکور ہوں مثل مسلک متقسط ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اور ایک کتاب جامع جمیع ابواب مثل درمختار مگر معہ حاشیہ شامی ورنہ طحطاوی ساتھ لے لے جس نے سفر بحرو بر کیا ہے وہ جانتا ہے کہ بسا اوقات ایسے حوادث پیش آتے ہیں کہ جن کا حکم اسے محفوظ نہیں نہ وہاں کوئی عالم ہے جس کی طرف رجوع کرے تو استصحاب کتب سے چارہ نہیں اور جو خود عالم نہیں تو جہد کرے کہ کسی عالم متدین کا ساتھ مل جائے جو حوادث واقعہ کا حکم اپنے حفظ سے بتا سکے یا کتابیں اس کے پاس ہوں اور یہ بھی نہ ہو سکے تو کسی عالم صاحب دین و دیانت سے مسائل ضروریہ کثیر الدور متعلق بسفر حج و زیارت وغیرہا

ضروریات کے احکام زبان سلیس میں بے تکثیر ذکر خلاف و دلائل لکھوا لے یا کوئی رسالہ سریع الفہم ایسا مل جائے تو اسے علماء کو ملاحظہ کرا کر ساتھ لے لے۔

نہم:۔ اپنے ساتھ آئینہ اور سرمہ اور کنگھا اور مسواک بھی رکھے کہ یہ چیزیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سفر و حضر میں جدا نہ ہوتی تھیں۔

دہم:۔ تنہا سفر نہ کرے کہ محظور و محظور ہے بلکہ رفیق تلاش کرے مگر ایسا جو امور دین میں مددگار ہو جب بھول جائے تو یاد دلا دے اور یاد ہو تو اعانت کرے اور رفیق کا اجنبی ہونا بہتر کہ رشتہ داروں میں قطع رحم کا اندیشہ ہے اور بیشک ابنائے زمانہ میں شرکت کا انجام نزاع و جدال کی طرف ہوتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بہتر رفیقوں کے چار ہیں۔

یازدہم:۔ فرماتے ہیں جب تین آدمی سفر کو جائیں اپنے میں ایک کو سردار بنائیں سلف صالح ایسا ہی کرتے اور اس کی نسبت کہتے یہ وہ امیر ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سردار کیا اور وجہ اس کی یہ ہے کہ جب ہر ایک خودسر ہو گا آرام میں اختلاف پڑے گا اور وہ موجب فساد مصالح ہو گا اور سردار ایسے کو کرنا چاہیئے جو سب میں زیادہ حسن الخلق ہو اور رفقا کے آرام کو اپنی آسائش پر ترجیح دے اور اپنے نفس کو ان کے لیے سپر بنائے ورنہ وہ قابل امارت کب ہے منقول ہے عبد اللہ مروزی اور ابو علی رباطی کا ایک سفر میں ساتھ ہوا عبداللہ

---

[۱] اور بحمد اللہ تعالیٰ یہ رسالہ مبارک تمام مہمات کذائیہ کو کافی اور اصلاح قلب و قالب کے لیے وافی ہے جس کے ساتھ یہ ہے اسے کسی ہیرو و معلم کی حاجت نہیں ۱۲ ۱۲ مولوی احمد رضا خاں سلمہ اللہ ۔ منہ

نے کہا اس شرط پر کہ یا میں سردار ہوں یا تم ابو علی نے کہا بلکہ تمہیں امیر ہو پس ہمیشہ عبداللہ اپنا اور ابو علی کا اسباب اپنی ہی پیٹھ پہ لادتے ایک رات مینہ برسا شب بھر ابو علی کے سر پہ چادر تانے کھڑے رہے کہ مینہ کی تکلیف نہ ہو جب ابو علی کہتے خدا کو مان کر ایسا نہ کرو جواب دیتے کیا تم نے نہیں کہا تھا کہ سرداری میرے لیے مسلم ہے اب مجھ پر حکومت نہ کرو اور اپنی بات سے نہ پھرو ابو علی کہتے ہیں مجھے تمنا ہوئی کاش میں مرجاتا اور عبداللہ سے یہ نہ کہتا کہ تم امیر ہو۔

دوازدہم: چلتے وقت سب اہل و اقارب و احباب سے ملے اور سب سے اپنا قصور معاف کرالے اور ان پر بعد اس کے استعفا کے معاف کرنا اور دل صاف کر لینا لازم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو معذرت قبول نہ کرے اس کا گناہ صاحب مکس کے برابر ہے اور صاحب مکس کی نسبت فرماتے ہیں وہ جنت میں نہ جائے گا اور فرماتے ہیں جس کے پاس اس کا بھائی یعنی کوئی بندہ مسلمان معذرت لے کر آئے واجب ہے کہ قبول کرلے خواہ وہ حق پہ ہو یا ناحق پہ اگر ایسا نہ کرے گا تو حوض کوثر پہ آنا نہ ملے گا۔

سیزدہم: وقت رخصت سب سے دعا لے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ ان کی دعا میں اس کے لیے برکت کرے گا یہ ان سے کہے أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكُمْ وَ أَمَانَتَكُمْ وَ خَوَاتِيْمَ أَعْمَالِكُمْ اور وہ دعا میں کہیں فِيْ حِفْظِ اللّٰهِ وَ كَنَفِهٖ زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰى وَ غَفَرَ ذَنْبَكَ وَ وَجَّهَكَ لِلْخَيْرِ حَيْثُ تَوَجَّهْتَ کہ سب حدیث میں وارد ہے۔

چہاردہم: ان سب کے دین و ایمان و جان و مال و تندرستی و عافیت و سپرد بخدا کرے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لقمان حکیم سے نقل فرماتے ہیں جو چیز خدا کو سپرد کی جاتی ہے اللہ اس کی نگہبانی فرماتا ہے اور حدیث میں وقت وداع یہ دعا بھی وارد اَستَودِعُکَ اللّٰہَ الَّذِی لَا تَضِیعُ وَدَائِعُہٗ۔

پانزدہم: خدا کو سونپنے میں کسی کی تخصیص نہ کرے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک شخص اپنے بیٹے کے ساتھ آیا امیر المومنین نے فرمایا میں نے کسی کی صورت ایسی ملتی نہ دیکھی جیسی اس کی تجھ سے اس نے عرض کیا یا امیر المومنین میں اس کا قصہ حضرت سے کروں میں سفر کو جانے لگا اور یہ لڑکا اپنی ماں کے پیٹ میں تھا وہ بولی تو ایسے وقت میں مجھے چھوڑا جاتا ہے میں نے کہا میں اپنے جو تیرے پیٹ میں ہے خدا کے سپرد کرتا ہوں جب سفر سے لوٹ کر آیا وہ مرچکی تھی ہم بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے کہ اس کی قبر پر آگ معلوم ہوئی میں نے لوگوں سے کہا یہ آگ کیسی ہے بولے فلاں عورت کی قبر سے ہم ہر شب اسے دیکھتے ہیں میں نے کہا خدا کی قسم وہ تو بیشک بڑی روزہ دار وشب بیدار تھی پس میں نے پھاوڑا لے کر قبر کھودی دیکھا چراغ جل رہا ہے اور لڑکا گھٹنوں چل رہا ہے مجھ سے کسی نے کہا یہ تیری امانت ہے اور جو تو اس کی ماں کو بھی سپرد کر جاتا تو اسے بھی پاتا۔

شانزدہم: گھر سے نکلتے وقت لباس سفر پہن کر چار رکعتیں سورہ اخلاص کے ساتھ پڑھے پھر کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَتَقَرَّبُ بِھِنَّ اِلَیکَ فَاخلُفنِی بِھِنَّ فِی

اھلی وَمالی حدیث میں فرمایا بندہ اپنے بعد اپنے گھر میں کوئی نائب
ان رکعتوں سے زیادہ خدا کو پیارا نہیں چھوڑتا اور جب تک لوٹ
کر آئے گا یہ رکعتیں اس کے اہل و مال کی نگہبان اور گھر کے گرد
محافظ رہیں گی۔

ھفدھم:۔ سفر صباح پنجشنبہ یا شنبہ بہتر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اکثر
سفر روز پنجشنبہ ہوتا اور حضور دعا کرتے ہیں الٰہی میری امت کے
لیے جمعرات کے دن میں برکت رکھ اور ایک بار دعا فرمائی الٰہی
میری امت کے لیے صباح شنبہ میں برکت رکھ حضرت عبداللہ بن
عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے جب تجھے کسی سے کوئی حاجت
ہو دن کو طلب کر اور شب کو نہ کر اور صبح کو طلب کر کہ میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا الٰہی میری امت کے لیے
ان صبحوں میں برکت رکھ اور روز دوشنبہ بھی مستحسن ہے اور اہل
جمعہ کو سفر جمعہ قبل از جمعہ نامبارک

ھیجدھم:۔ جب دروازہ پر آئے کہے بسم اللہ و باللہ و توکلت علی اللہ ولا
حول ولا قوۃ الا باللہ اللّٰھمّ انی اعوذ بک من ان ازلّ او ازلّ
او اضلّ او اُضلّ او اَظلم او اُظلم او اجھل او یُجھل عَلیّ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب تک لوٹ کر آئے گا شیطان
وکروہات سے پناہ میں رہے گا اوکما قال صلے اللہ علیہ وسلم۔

نوزدھم:۔ سب سے رخصت ہونے کے بعد اپنی مسجد محلہ کو دو رکعت نفل
سے بشرطیکہ وقت کراہت نہ ہو وداع کرے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی یہی عادت تھی۔

بستم: جب چلے کہے اَللّٰھُمَّ بِکَ اَصُوْلُ وَبِکَ اَحُوْلُ وَبِکَ اَسِیْرُ اور کہے اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ فِیْ سَفَرِنَا ھٰذَا اَلْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلَیْنَا سَفَرَنَا ھٰذَا وَاطْوِعَنَّا بُعْدَہٗ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَۃُ فِی الْاَھْلِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَکَاٰبَۃِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَھْلِ وَالْوَلَدِ اور کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْکَوْرِ وَدَعْوَۃِ الْمَظْلُوْمِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِی الْاَھْلِ وَالْمَالِ اور کہے اَللّٰھُمَّ بَلَاغًا یُبَلِّغُ خَیْرًا وَمَغْفِرَۃً مِّنْکَ وَرِضْوَانًا بِیَدِکَ الْخَیْرُ ط اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کہ سب احادیث سے ثابت ہے

بست ویکم: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبیر رضی اللہ تعالے عنہ سے فرمایا اے جبیر کیا تو دوست رکھتا ہے کہ جب تو سفر کو جائے تو اپنے سب ہمراہیوں سے حسن ہیئت وکثرت زاد و توشہ میں زائد ہو عرض کیا ہاں میرے ماں باپ حضور پر قربان ارشاد کیا تو یہ پانچ سورتیں پڑھ قل یاایھا الکفرون اور اذا جاء نصر اللہ اور قل ھو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ہر سورۃ کو بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع کر اور اخیر میں بھی بسم اللہ پر قرأت ختم کر جبیر فرماتے ہیں اور میں غنی تونگر تھا مگر سفر کو جاتا تو سب سے بدحال وکم زاد رہتا جب سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ تعلیم فرمایا اور میں پڑھا کرتا ہمیشہ سب سے بہتر حال اور کثیر الزاد رہتا یہاں تک کہ اپنے سفر سے واپس آتا

بست ودوم: بعض علما سے منقول ہے جو سفر کو جاتے دروازہ سے نکل کر آیۃ

اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ کی تلاوت کرے

مجرب ہے کہ اس سفر سے بخیر و عافیت لوٹ کر آنا نصیب ہو

بست وسوم: ایک بار سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم سواری پہ سوار ہوئے جب ٹھیک بیٹھ گئے تین بار فرمایا اللہ اکبر اور تین بار الحمد للہ اور تین بار سبحٰن اللہ اور ایک بار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پھر خندہ فرمایا پھر ارشاد کیا جو شخص سواری پہ سوار ہو کر ایسا ہی کرتا ہے جیسا میں نے کیا اللہ جل جلالہ اس کی طرف منہ کرتا اور اس سے ہنستا ہے یعنی اس پہ اپنی رحمت نازل فرماتا اور اس سے راضی ہوتا ہے رواہ احمد اور ابوداؤد و ترمذی نسائی کی روایت سے ہے جب رکاب میں پاؤں رکھے بسم اللہ کہے جب ٹھیک بیٹھے کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ ۝ وَ اِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ اور وہی دعائے سابق پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ فِیْ سَفَرِنَا ھٰذَا الٰی آخرہ رواہ مسلم اور ترمذی نسائی کی حدیث سے ہے جب سوار ہو انگلی اپنی دراز کرے یعنی انگشت شہادت اٹھا کر کہے اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَۃُ فِی الْاَھْلِ اَللّٰھُمَّ اصْحَبْنَا بِنُصْحِکَ وَاقْلِبْنَا بِذِمَّۃٍ اَللّٰھُمَّ ازْوِلَنَا الْاَرْضَ وَھَوِّنْ عَلَیْنَا السَّفَرَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ وَعْثَآءِ السَّفَرِ وَکَاٰبَۃِ الْمُنْقَلَبِ بالجملہ مقصود شارع یہ ہے کہ کسی وقت یاد خدا سے غافل نہ رہے اور یہاں ذیل تمام مقام واجب کے ہے

بست وچہارم: جب راہ میں چڑھائی آئے اس پر چڑھتے وقت کہے اَللّٰھُمَّ لَکَ

الشَّرَفُ عَلٰی کُلِّ شَرَفٍ وَلَکَ الْحَمْدُ عَلٰی کُلِّ حَالٍ

بست و پنجم بخاری کی روایت میں ہے چڑھتے تکبیر کہے اور اترتے تسبیح شاید اس میں نکتہ یہ ہے کہ جب بلندی پر چڑھا رفعت و جلالِ الٰہی یاد آیا تکبیر بجا لایا اور جب اترا مخلوق کا تغیر احوال اور ان کی رفعتوں کا زوال اور جنابِ الٰہی کا تغیر و حدوث سے پاک ہونا یاد کر کے تسبیح کی۔

بست و ششم جب منزل میں اترے کہے اَعُوْذُ بِکَلِمٰتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب تک وہاں سے کوچ کرے گا کوئی ضرر اسے نہ پہنچے گا۔

بست و ہفتم جب رات ہو کہے یَا اَرْضُ رَبِّیْ وَرَبُّکِ اللّٰہُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّکِ وَشَرِّ مَا خَلَقَ فِیْکِ وَشَرِّ مَا یَدِبُّ عَلَیْکِ وَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ اَسَدٍ وَّ اَسْوَدَ وَمِنَ الْحَیَّۃِ وَالْعَقْرَبِ وَمِنْ شَرِّ سَاکِنِ الْبَلَدِ وَمِنْ وَّالِدٍ وَّمَا وَلَدَ

بست و ہشتم جب صبح ہو کہے سَمِعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ اللّٰہِ وَنِعْمَتِہٖ وَحُسْنِ بَلَائِہٖ عَلَیْنَا رَبَّنَا صَاحِبْنَا وَاَفْضِلْ عَلَیْنَا عَائِذًا بِاللّٰہِ مِنَ النَّارِ۔

بست و نہم: جب کوئی شہر نظر آئے جس میں جانا چاہتا ہے کہے اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَرَبَّ الْاَرَضِیْنَ السَّبْعِ وَمَا اَقْلَلْنَ وَرَبَّ الشَّیَاطِیْنِ وَمَا اَضْلَلْنَ رَبَّ الرِّیَاحِ وَمَا ذَرَیْنَ فَاِنَّا نَسْئَلُکَ خَیْرَ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ وَخَیْرَ اَھْلِھَا وَخَیْرَ مَا فِیْھَا وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ اَھْلِھَا وَشَرِّ مَا فِیْھَا۔

سیم: جب اس میں داخل ہو کہے اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْھَا اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْھَا اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْھَا اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاھَا وَحَبِّبْنَا اِلٰی اَھْلِھَا وَحَبِّبْ صَالِحِیْ اَھْلِھَا اِلَیْنَا اور جب اس شہر میں داخل ہو جس میں اقامت چاہتا ہے جیسے سفر حج میں مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ زادہما اللہ شرفاً و

شکر یہ کہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لَنَا بِھَا قَرَارًا وَّارْزُقْنَا بِھَا حَلَالًا ۔

سی و یکم جس شہر میں جائے اگر وہاں قدرے اقامت کرے تو اپنی اوقات مثل ابنائے زماں کے سیر کو و بازار و باغ و عمارات میں ضائع نہ کرے بلکہ وہاں کے علمائے دین و فقرائے صالحین کے احیا و اموات کو تلاش کرے اور ان کے زندوں کی خدمت میں اور گزشتوں کے مزارات پر با ادب و اجلال مناسب حاضر ہو اور استفادہ میں جہد کرے اور ان کے ارشادات کو دستور العمل بنائے اور ان سے ملنے میں نیت استفادہ و اصلاح نفس ہو نہ یہ کہ جب گھر جائیں گے تو دوستوں سے کہیں گے ہم فلاں فلاں علماء و مشائخ سے ملے یا لوگ ہم سے دریافت کریں گے تم اس شہر میں گئے وہاں فلاں عالم یا ولی سے بھی ملے تو خفت ہو گی اور اعذار بارد یا کاذبہ کرنا پڑیں گے ۔

سی و دوم جس عالم کی خدمت میں جائے اگر وہ مکان میں ہو آواز نہ دے باہر آنے کا منتظر رہے جب نکلے با ادب تسلیم بجا لائے اور اس کے حضور بے ضرورت کلام نہ کرے اگر وہ خود کچھ دریافت کرے بقدر حاجت جواب دے اور اس سے کوئی مسئلہ بے اجازت نہ پوچھے اور امتحان علم علماء یا تصوف و کرامات فقراء کا ہرگز قصد نہ کرے کہ باعث خیبت و خسران اور خبث باطن کا نشان ہے اگر ان کا کوئی فعل اپنی نظر میں خلاف شرع معلوم ہو اعتراض نہ کرے بلکہ محمل حسن پر اتار لائے اور نہ ہو سکے تو سکوت کرے حکم شرعی ہے کہ اگر نماز کا وقت جاتا ہو اور معلوم ہو کہ عالم نے ابھی نماز نہیں

پڑھی جاہل کو جائز نہیں کہ اسے نماز کا حکم کرے البتہ مؤذن کو اطلاع کی اجازت ہے اور مراد اس سے عالم دین ہے گو بے عمل ہو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اس کی مثال مثل چراغ کے ہے کہ خود جلتا اور تجھے روشنی پہنچاتا ہے نہ اہل بدعت وا ہوا کہ جہل مرکب جہل بسیط سے بدتر ہے۔

سی و سوم: سفر میں تہیہ و جمع سامان عشرت میں مشغول نہ ہو کہ اس سے برکت سفر جاتی رہتی ہے۔

سی و چہارم جب تنہائی یا غربت باعث وحشت ہو ذکر الٰہی کی طرف رجوع کرے اور کہے سُبْحٰنَ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ رَبِّ الْمَلٰئِکَةِ وَالرُّوْحِ جَلَّلْتَ السَّمٰوٰتِ بِالْعِزَّةِ وَالْجَبَرُوْتِ اور شعر و غزل بیہودہ سے دل نہ بہلائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو سوار اپنی سیر میں ذکر الٰہی کے ساتھ خلوت کرتا ہے اللہ تعالیٰ فرشتے کو اس کا رولیف فرماتا ہے اور جو شعر وغیرہ کے ساتھ تنہائی کرتا ہے تو شیطان کو اسکا ہمنشین بناتا ہے۔

سی و پنجم کتنا اور کتا قافلہ کے ساتھ نہ رکھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ملائکہ اس قافلہ کا ساتھ نہیں دیتے۔

سی و ششم رات کو زیادہ چلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم فرمایا اور ارشاد کیا رات کو زمین لپیٹی جاتی ہے۔

سی و ہفتم: فرماتے ہیں جب رات کو اترو تو راہ سے بچ کر ٹھہرو کہ وہ چوپاؤں کا راستہ ہے اور شب کو سانپ وغیرہ ہوام اور درندے وہاں آ کر ٹھہرتے ہیں۔

سی و ہشتم: راستوں پر بول و براز سے منع فرماتے ہیں کہ وہ باعث لعنت ہے یعنی اگر اس کے بعد کوئی گزرا اور اس کا پاؤں یا کپڑا خراب ہو ہو گیا وہ اس پر لعنت کرے گا اور برا کہے گا۔

سی و نہم: جب منزل میں اتریں پریشان نہ ہو جائیں بلکہ ایک جگہ ٹھہریں کہ اس میں دزدان و درندگان سے امن ہے اور جماعت موجب برکت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے متفرق ٹھہرنے کو شیطان کی طرف سے فرمایا۔

چہلم: اگر جانور سواری کا پاؤں پھسلے بسم اللہ کہے اور اس وقت شیطان کے سب وشتم سے باز رہے بعض لوگوں کی عادت ہے جب کوئی کام بگڑ جاتا ہے شیطان کو برا بھلا کہنے لگتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اس سے شیطان اپنے دل میں نہایت تکبر کرتا اور پھول کر ایک مکان کے برابر ہو جاتا ہے اور کہتا ہے میں نے اسے اپنی قوت سے پچھاڑا یعنی یہ اپنے اس گر جانے کو میرا کام سمجھا جب تو مجھے برا کہتا ہے اور جو بسم اللہ کہے تو سمٹ کر ایک مکھی کے برابر ہو جاتا ہے۔ اور اپنے آپ کو ذلیل وخوار سمجھتا ہے۔

چہل و یکم: سفر میں اپنے لیے اور اپنے اہل و اقارب و احباب و کافۂ مسلمین و مسلمات کے واسطے دعا سے غافل نہ رہے علی الخصوص سفر حج و زیارت مدینہ طیبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تین آدمیوں کا خدا پر حق ہے کہ ان کی کوئی دعا رد نہ کرے ایک روزہ دار جب تک افطار کرے اور ایک ستم رسیدہ جب تک اسے بدلا ملے اور

ایک مسافر جب تک گھر لوٹ کر آئے اور فرماتے ہیں جو شخص اپنے مسلمان بھائی کیلئے اس کے پیٹھ پیچھے دعا کرے اس دعا میں اور حق سبحانہ و تعالیٰ میں کوئی حجاب حائل نہیں اور فرماتے ہیں غائب کی دعا غائب کے لیے سب دعاؤں سے زیادہ جلد مقبول ہوتی ہے اور فرماتے ہیں جو اپنے بھائی کے لیے پیٹھ پیچھے دعا کرے فرشتے کہتے ہیں آمین اور تجھے بھی ایسا ہی ملے۔

چہل و دوم جب دریا میں سوار ہو کہے بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖیھَا وَ مُرْسٰھَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ٥ وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌ بِیَمِیْنِہٖ سُبْحٰنَہٗ وَ تَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ٥ طبرانی ابی یعلی ابن السنی کی احادیث سے ثابت کہ یہ ڈوبنے سے امان ہے۔

چہل و سوم: اگر جنگل میں جانور چھوٹ جائے باواز بلند پکارے اَعِیْنُوْا عِبَادَ اللّٰہِ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ کہ رجال الغیب اس کی مدد فرماتے ہیں۔

چہل و چہارم اگر رہ راہ آئے اور راہ نہ معلوم ہو نہ کسی واقف کار سے دریافت کر سکے دہنے ہاتھ کی راہ لے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اس راستہ پر ایک فرشتہ ہوتا ہے جس کا نام ہادی ہے وہ منزل مقصود کو پہنچا دے گا۔

چہل و پنجم اگر کسی مشکل میں مدد کی حاجت ہو تین بار کہے یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ حصن حصین شریف میں معجم کبیر طبرانی سے منقول کہ یہ امر مجرب و آزمودہ ہے۔

چہل و ششم اگر کہیں آب و غذا نہ ملنے کا اندیشہ ہے اسم یا صمد ایک سو چھتیس[۱۳۴]

بار روزانہ ورد رکھے آفت جوع و عطش سے محفوظ رہے گا۔

چہل و ہفتم اگر کسی دشمن یا رہزن وغیرہ کا خوف لِاِیلٰفِ قریش پڑھے کہ ہر بلا سے امان ہے۔

چہل و ہشتم اگر درندہ سامنے آئے یا کوئی عدو قوی درود شریف کی تکثیر کرے اور کہے بسم اللہ ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ حسبی اللہ توکلت علی اللہ ما شاء اللہ لا یاتی بالخیرات الا اللہ ما شاء اللہ لا یصرف السوء الا اللہ حسبی اللہ وکفی سمع اللہ لمن دعا لیس وراء اللہ منتہی ولا دون اللہ ملجا کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی ان اللہ قوی عزیز ۞ تحصنت باللہ العظیم واستعنت بالحی الذی لا یموت اللھم احرسنا بعینک التی لا تنام واکنفنا برکنک الذی لا یرام اللھم ارحمنا بقدرتک علینا فلا نھلک وانت ثقتنا ورجاؤنا اللھم اعطف علینا قلوب عبادک وامائک برافۃ ورحمۃ انک انت ارحم الراحمین ۞ اور آیۃ الکرسی شریف کا ورد خصوصاً سوتے وقت ضرور رکھے کہ دزد و شیطان سے امان ہے۔

چہل و نہم اولیائے کرام سے منقول ہے اگر کوئی چیز سفر خواہ حضر میں گم ہو جائے یا جامع الناس لیوم لا ریب فیہ ان اللہ لا یخلف المیعاد اجمع بینی و بین الشئ الفلانی اور الشئ الفلانی کی جگہ اس چیز کا نام لے مجرب ہے کہ مل جائے۔

پنجاہم اونٹ وغیرہ جو سواری کرایہ کرے جس قدر اسباب اس پر بار کرنا ہو مالک سواری کو ذرہ ذرہ دکھا دے اور اس سے زیادہ اس کی بے اجازت کے بار نہ کرے حضرت سیدنا عبد اللہ مبارک رحمۃ اللہ

علیہ شتر کرایہ پر سوار تھے کسی نے کہا میرا یہ رقعہ فلاں شخص کو پہنچا دیجیے فرمایا جمال سے اجازت لے لوں کہ میں نے اس سے اس رقعہ کی شرط نہ کر لی تھی ۔

پنجاہ و یکم: جانور کے ساتھ رفق کرے اور اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ لادے اور بے سبب نہ مارے اور منہ پر مارنے سے احتراز کرے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے نہی فرمائی اور جانور پر ظلم کافر ذمی پر ظلم سے زیادہ سخت ہے اور کافر ذمی پر ظلم مسلمان پر ستم سے زیادہ شدید اور جانور پر حتی الوسع نہ سوئے کہ اس سے بوجھ اس پر زیادہ پڑتا ہے اور اگر کسی سے باتیں کرنے یا اور کسی کام کو کچھ دیر تک کھڑا ہونا منظور ہو سواری سے اتر لے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے اپنے چوپاؤں کی پیٹھوں کو کرسیاں نہ بنا لو ۔

پنجاہ و دوم صبح و شام سواری پر سے اتر کر کچھ دور پیادہ چل لیا کرے کہ اس میں کئی فائدے ہیں اول تو جانور کو آرام دینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ہر جگہ تر و تازہ میں اجر ہے یعنی ہر جاندار کے ساتھ رفق و احسان پر ثواب پائے گا دوسرے جمال کا دل خوش کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تیرا اپنے بھائی مسلمان کو خوش کرنا موجبات مغفرت سے ہے اور فرماتے ہیں سب اعمال سے زیادہ پیارا خدا کو بعد فرائض کے مسلمان کو خوش کرنا ہے اور فرماتے ہیں جو مسلمانوں کے کسی گھر پر سرور داخل کرے اللہ اس کے لیے سوا جنت کے کوئی ثواب پسند نہ فرمائے

اور فرماتے ہیں جو اپنے بھائی مسلمان سے اس کی مرغوب بات سے ملے تاکہ اسے فرحناک کرے اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت مسرور فرمائے

اور فرماتے ہیں جو کسی مسلمان پر خوشی داخل کرے اللہ اس سرور سے ایک فرشتہ بنائے کہ خدا کی عبادت و توحید کرتا رہے جب وہ بندہ قبر میں جائے یہ سرور اس کے پاس آئے اور اس سے کہے تو مجھے نہیں پہچانتا وہ جواب دے تو کون ہے کہے میں وہ سرور ہوں جو تو نے فلاں شخص پر داخل کیا تھا آج میں تیری وحشت میں تیرا دل بہلاؤں گا اور تجھے تیری حجت سکھاؤں گا اور تجھے قول ثابت پر ثابت رکھوں گا یعنی جواب سوال نکیرین بتاؤں گا اور تمام مشاہد محشر میں تیرے ساتھ رہوں گا اور تیرے رب کے پاس تیری شفاعت کروں گا اور تجھے تیرا گھر جنت میں دکھاؤں گا رواہ ابن ابی الدنیا و ابوالشیخ تیسرے بدن کی ریاضت اور تحلیل رطوبات فضلیہ پر اعانت اور ہضم طعام کی جودت اور سستی اعصاب سے کہ بسبب طول رکوب کے عارض ہوتی ہی بچنا۔

پنجاہ و سوم جمالین عرب سے کہ بدوی ہوتے ہیں اور اکثر بوجہ عدم ممارست علوم و قلت مجالست علما اور نیز شجاعت جبلیہ خلقیہ کے گونہ تیز مزاج و زود رنج ہوتے ہیں بغایت نرمی و ملاطفت پیش آئے اور اس امر کو اپنے اوپر اہم واجبات سے جانے اگر وہ احسان کریں منت سمجھے اور دوسری صورت میں درگزرے اور ظاہر و باطن میں ان سے مطلق کدورت نہ رکھے اور انھیں اپنے بلاد کے کرایہ والوں پر قیاس نہ کرے اور بسبب کرایۂ جمال کے اپنا زیر دست نہ جانے

بلکہ ہر وقت اپنا مخدوم و مکرم و معظم خیال کرے اور جسا کہ خدا اور
رسول نے حقیر نہ جانے اکابر علما متفق اللسان تصریح فرماتے ہیں کہ
اہل عرب کی تعظیم واجبات سے ہے اور ان پر طعن و تشنیع نا روا
اگرچہ مرتکب فسق و فجور بلکہ بدعت و بد مذہبی ان سے مشاہدہ کرے
کہ ان باتوں سے شرف جوار ملک جبار سید الابرار جل جلالہ و صلے
اللہ علیہ وسلم زائل نہیں ہوتا اور تو کیا جانتا ہے کہ اللہ نے ان میں
کیا وجہ لیا ہے کہ انہیں اپنے اور اپنے حبیب کے سایہ میں جگہ
بخشی ہے اور تجھے صدہا مراحل دور پھینک دیا ہے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اہل عرب کو تین وجہ سے دوست رکھو
ایک تو میں عربی ہوں دوسرے قرآن عربی تیسرے اہل جنت کی
زبان عربی اور فرماتے ہیں سن لو جو اہل عرب کو دوست رکھتا ہے وہ میری
محبت کے سبب انہیں دوست رکھتا ہے اور جو اہل عرب کو دشمن
رکھتا ہے وہ میرے بغض کے باعث ان سے عداوت رکھتا ہے
رواہ الطبری اور فرماتے ہیں جو میری عترت اور انصار اور اہل عرب
کا حق نہ پہچانے وہ تین سبب میں سے ایک وجہ سے ہے یا
تو منافق ہے یا ولد الزنا یا حیض کا نطفہ اخرجہ ابو الشیخ والدیلمی
اور فرماتے ہیں جو میرے ہمسایوں کی حفظ حرمت کرے میں روز
قیامت اس کا گواہ و شفیع ہوں اور ان کا جو حق نگاہ نہ رکھے
دوزخیوں کا خون اور پیپ اسے پلایا جائے نعوذ باللہ منہ اور
حدیث صحیح میں ہے جو اہل مدینہ سے برائی کا ارادہ کرے گا اللہ
اسے آگ میں ایسا گلا دے گا جیسے رانگ یا نمک پانی میں رواہ

مسلم اور دعا فرماتے ہیں الٰہی جو میرے اور میرے شہر والوں کے ساتھ بدی کا ارادہ کرے اسے جلد تباہ کردے اور فرماتے ہیں جو اہل مدینہ کو ناحق ڈرائے اللہ اسے ڈرائے اور اس پر اللہ اور اس کے فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت ہو رواہ النسائی اور فرمایا اس کا کوئی فرض ونفل قبول نہ ہو اے عزیز عاشق کو محبوب کی گلی کا کتا بھی محبوب ہوتا ہے اگر تجھے محبت خدا اور رسول کا دعویٰ ہے ان کے ہمسایوں کے زیر قدم آنکھیں بچھا اور اگر ان سے کچھ ایذا پہنچے اپنی سعادت جان بلّٰہ انصاف کر اگر تیری قسمت میں یہ دولت بے بہا نہ لکھی ہوتی تو یہ ایذائیں تجھے کہاں نصیب ہوتیں جان برادر اس نصیحت کو جان سے زیادہ عزیز رکھ اور حرمین محترمین میں اس پر لحاظ شدید واجب ہے کہ اگر تجھے اس پر عمل کی توفیق ملے تو خدا جانے سرکار کریم سے کیا کچھ پائے۔ ورنہ کیا عجب کہ اپنے ہمسایوں کی حمایت منظور ہو اور تجھے ذلیل وخوار رد کریں اعوذ باللہ منہ ؎

بوالفضولی گفت اے مجنون خام
ایں چہ شید است ایں کہ می آری مدام
پوز سگ دائم پلیدی مے خورد
مقعد خود را بلب مے استرد
عیبہا ئے سگ بسے او بر شمرد
عیب داں از غیب او بوئے نبرد

گفت مجنوں تو ہمہ نقشی و تن
اندرا بنگر شبے از چشم من
یک طلسم بستۂ مولا ست ایں
پاسبان کوچۂ سیلے ست ایں
یا ساکنی اکناف طیبۃ کلکم
الی القلب من اجل الحبیب حبیب

پنجاہ و چہارم سفر مدینہ طیبہ میں اکثر جمال قبل از ظہر منزل سے کوچ کرتے اور شب بھر چلتے ہیں غالباً نماز کے اوقات پنجگانہ حالت سیر میں آتے ہیں اور اس مدت میں سوا وقت مغرب کے کہ رستی محال و تسکین جمال کے واسطے ٹھہرتے ہیں ہرگز وقوف نہیں کرتے لہٰذا اکثر حنفیہ بھی بسبب خوف رہزنان بار بار اترنا اور قافلہ سے پیچھے رہ جانا پسند نہیں کرتے اور بتقلید حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ظہر و عصر اور ادھر مغرب و عشا کو جمع کرتے ہیں اور بے شک وقت ضرورت تقلید غیر میں بالاتفاق کچھ حرج نہیں مگر ہاں اس تقدیر پر جس قدر شرائط اس امام کے نزدیک صحت وضو و صحت نماز و صحت جمع کے ہوں سب کا لحاظ واجب ہے ورنہ وہ جمع کرنا ہمارے امام کے نزدیک بسبب ترک مراعات وقت کے باطل یا معصیت ہو گا اور اس امام کے نزدیک بسبب ترک ان شرائط کے ناروا رہے گا لا الی ھو لاء و لا الی ھو لاء اور اکثر عوام اس امر سے ناواقف ہیں اور ناحق اپنی نمازیں خراب کرتے ہیں حالانکہ حکم ملفق بالاجماع باطل ہے پس بالضرور

مس ذکر و مساس زن سے وضو کرے اور نیت و ترتیب کی
وضو میں ضرور رعایت رکھے اور مقتدی ہو تو ہر رکعت میں سورۃ
فاتحہ پڑھے اور تیمم مٹی کے سوا دوسری چیز سے نہ کرے اور ایک تیمم
سے دو فرض نہ پڑھے اور پیش از دخول وقت تیمم نہ کرے وعلی
ہٰذا القیاس تمام فرض و واجبات مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ
کا لحاظ رکھے اور جمع ان کے نزدیک دو قسم ہے ایک جمع تقدیم
یعنی پچھلی نماز کو اگلی کے وقت میں پڑھنا اس کے لیے تین شرطیں
ہیں ایک یہ کہ پہلی سے فارغ ہونے سے پہلے نیت جمع کرلے
دوسرے ان دونوں فرضوں میں کوئی فاصل نہ ہو یہاں تک کہ ظہر
کے فرض پڑھ کر سنتیں پڑھ لیں تو اب عصر اس کے ساتھ نہیں
لا سکتا تیسرے پہلی کی تقدیم پس مثلاً اگر عصر کو ظہر سے پیشتر پڑھ لیا
تو ناجائز ہوگا مگر امام مزنی کے نزدیک کہ اکابر ائمہ شافعیہ سے
ہیں یہ بات کچھ ضرور نہیں دوسرے جمع تاخیر کہ نماز مقدم کو نماز
مؤخر کے وقت میں پڑھنا جیسے مغرب کو وقت عشا میں اس کے
لیے صرف ایک ہی شرط ہے کہ نماز مقدم کے وقت میں جمع کا
ارادہ کر لیا ہو پس اگر مغرب کا وقت نکل گیا اور اس نے اس
وقت تک جمع کی نیت نہ کی تھی تو اب وقت عشا میں جو نماز
مغرب پڑھے گا وہ قضا ہو گی نہ ادا اور فاعل اس کا آثم واللہ اعلم۔

پنجاہ و پنجم جب لوٹے رکوب مراکب و نزول منازل و عبور مراحل وغیرہا امور
میں آداب مذکورہ کا لحاظ رکھے اور دعائے اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ فِیْ
سَفَرِنَا ھٰذَا اِلٰی آخِرِہٖ پڑھے اور اس قدر لفظ اخیر دعا میں زیادہ کرے

آئبون تائبون عابدون لربنا حامدون صدق اللہ وعدہ و نصر عبدہ و ھزم الاحزاب وحدہ۔

پنجاہ وششم جب گھر قریب رہ جائے پہلے سے اہلبیت کو اپنے آنے کی اطلاع کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم فرمایا اور ایک شخص نے مخالفت کی تو اپنے گھر میں امر مکروہ پایا۔

پنجاہ وہفتم شب کو گھر میں نہ داخل ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے نہی فرمائی اللہ ستار ہے اور تجسس حرام۔

پنجاہ وہشتم جب شہر میں داخل ہو سب میں پہلے وقت غیر مکروہ میں اپنی مسجد سے دو رکعت نفل کے ساتھ ملے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے۔

پنجاہ ونہم جب گھر میں آئے کہے توبا توبا لربنا او با لا یغادر علینا حوبا اور دو رکعت نماز پڑھے پھر بہ نہایت کشادہ پیشانی سب سے ملے۔

شصتم مستحب ہے کہ اپنے اقارب و اہل بیت و احباب کے لیے تحائف و ہدایا لائے کہ اس میں ان پر ادخال سرور ہے جس کے فضائل ابھی مذکور ہو چکے حدیث میں ہے اگر کچھ نہ پائے تو اپنے تھیلے میں ایک پتھر ہی ڈال لے غرض یہ کہ اس مکرمت کے لحاظ پر نہایت تاکید فرماتے ہیں اور حاجی کا تحفہ تبرکات حرمین محترمین سے زیادہ کیا ہے دوسرا تحفہ دعا کہ قبل دخول بیت کے استقبال کرنے والوں اور تمام مسلمین و مسلمات کے لیے کرے کہ حسب وعدہ سید المرسلین صلے اللہ تعالی علیہ وعلیہم اجمعین بیشک مقبول ہے نسئال اللہ من فضلہ التوفیق والھدایۃ والسلامۃ عما لا یحبہ ولا یرضاہ فی البدایۃ والنھایۃ۔

فصلِ چہارم

ترتیب اعمالِ حج میں

جب عنایت ازلی دستگیری فرمائے اور میقات تک کہ اہل ہند کے لیے محاذاتِ یلملم ہے جو سمندر میں جب جدہ دو تین منزل دریائی رہ جاتا ہے واقع ہوتی ہے پہنچنا نصیب ہو تو اس وقت سے پہلے سے اہتمام احرام کر رکھیں کہ جہاز وہاں نہیں رکتا مبادا میقات سے بے احرام تجاوز ہو جائے پس وضو کریں نہائیں اور چاہیں تو سر بھی منڈا لیں کہ احرام میں بالوں کی محافظت سے نجات ہے گی. یا کنگھی کرکے خوشبودار تیل ڈالیں ناخن کتریں موئے بغل و زیر ناف دور کریں خوشبو لگائیں سلے کپڑے اتاریں ایک چادر نئی یا دھلی اوڑھیں اور ایک تہبند ایسا ہی باندھیں اور سپید ہو تو بہتر ہے وقت محاذات دو رکعت بہ نیت احرام پڑھیں پہلی میں فاتحہ کے بعد سورہ کافرون دوسری میں اخلاص پھر اگر احرام تنہا حج کا ہے تو بعد سلام یوں کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ وَاَعِنِّیْ عَلَیْہِ وَبَارِکْ لِیْ فِیْہِ نَوَیْتُ الْحَجَّ وَاَحْرَمْتُ بِہٖ مُخْلِصًا لِلّٰہِ تَعَالٰی لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ اَللّٰھُمَّ اَحْرَمَ لَکَ شَعْرِیْ وَبَشَرِیْ وَلَحْمِیْ وَدَمِیْ مِنَ النِّسَاءِ وَالطِّیْبِ وَکُلِّ شَیْءٍ حَرَّمْتَہٗ عَلَی الْمُحْرِمِ اَبْتَغِیْ بِذٰلِکَ وَجْھَکَ الْکَرِیْمَ ○ اور تنہا عمرہ کا تو بجائے الحج کے دونوں جگہ العمرۃ کہے اور بجائے فیسرہ وتقبلہ وعلیہ وفیہ کے فیسرھا وتقبلھا وعلیھا وفیھا اور حج و عمرہ دونوں کا تو بجائے الحج کے الحج والعمرۃ کہے اور ان چاروں لفظوں کی جگہ فیسرھما وتقبلھما وعلیھما وفیھما کہے اب کہ احرام باندھ چکا نکاح و دواعی نکاح شکار بوس و کنار و مساس ... مذکورہ نکاح اور ہر کلام فحش اور گناہوں و جدال و مخاصمت

اور صحرائی کے قتل اور اس کی طرف اشارہ کرنے اور اسے بتانے اور ناخن کترنے اور منہ اور سر کسی چیز سے چھپانے اور خوشبو لگانے اور سر و ریش خطمی یا کسی خوشبو دار یا ایسی چیز سے دھونے جو جوؤں کو قتل کرے اور داڑھی کترنے سر منڈانے خط بنوانے سر سے پاؤں تک کہیں کے بال کسی طرح دور کرنے انگرکھا کرتا پاجامہ ٹوپی و دُلائی رضائی عمامہ موزے دستانے برقع نقاب اور خوشبو دار رنگ میں رنگے ہوئے کپڑے اوڑھنے پہننے سے احتراز اس پر لازم ہو گیا مگر سلا ہوا کپڑا اگر بطریق غیر متعاد پہنا ہے مثلاً انگرکھا یا قبا بغیر آستین میں ہاتھ ڈالے اوپر سے اوڑھ لیا اور اسے کسی چیز سے باندھا نہیں یا ان چیزوں یا پاجامے کا تہہ بند باندھ لیا تو اس پر کچھ جرمانہ نہ ہوگا اسی طرح ہمیانی باندھنے حمام کرنے کسی چیز کے سایہ میں بیٹھنے انگوٹھیاں پہننے بے خوشبو کا سرمہ لگانے فصد پچھنے آنکھ میں جو بال نکل آئے اس کے الگ کرنے سر اور بدن اس طرح کھجانے میں کہ بال نہ ٹوٹے جوں نہ گرے کوئی مضائقہ نہیں اور عورت اپنا سر و چہرہ وو پیٹ وغیرہ کسی چیز سے چھپائے نقاب و برقع ممنوع ہے احرام باندھنے کے بعد لبیک کی آواز بلند مگر نہ حد اعتدال سے خارج تکبیر کرے کہ زمانہ حرام میں تلبیہ افضل اذکار سے ہے اور بعد لبیک اللہ کی رضامندی و مغفرت اور اپنے لیے دوزخ سے آزادی چاہے اور ہر چڑھائی پر چڑھتے اترتے قافلے کے ملتے صبح شام پنجگانہ نماز کے بعد وقت سحر زیادہ تکبیر کرے جب حرم مکہ کے متصل پہنچے خشوع و خضوع و شوق و ذوق کو اپنا شعار و دثار اور درود دعا کی بار بار تکرار کرتا ننگے پاؤں ننگے سر پیادہ پا اس مجرم قیدی کی طرح جسے بادشاہ جبار غفار کے دربار میں لیے جاتے ہیں سر جھکائے آنکھیں شرم گناہ سے نیچی کیے داخل ہو اللہ تعالےٰ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم فرماتا ہے فاخلع نعلیک انک بالواد المقدس طوی ۵ اپنی

جوتیاں اتار ڈال کر تو پاک جنگل طوی میں ہے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں بنی اسرائیل کے ہزار پیغمبروں نے حج کیا سب ذی طوی سے پیادہ ہولیے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں انبیاء حرم میں پیادہ برہنہ پا داخل ہوتے انتہیٰ اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم جو سوار تشریف فرما ہوئے تو حضور کے رتبہ کو اوروں کے مراتب پر قیاس کیا معنی اوروں کا شرف دخول حرم سے بڑھتا اور حضور کی جلوہ افروزی سے حرم کا شرف بڑھا اور مکہ میں آنکھوں سے آتے اور مکہ ان کی خاکپا ہونے سے شریعت ٹھہرا آخر نہ یہ وہ نبی ہیں جن کی نسبت حضرت امیرالمؤمنین عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یا رسول اللہ میرے ماں باپ حضور پر قربان آپ کا رتبہ اللہ کے نزدیک اس حد کو پہنچا کہ قرآن میں آپ کی خاک پا کی قسم کھاتا ہے لَا اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ علاوہ بریں حضور نبی رحمت ہیں اور امت سے دفع حرج کرنے والے صلے اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم دخول حرم کے وقت یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا حَرَمُكَ وَ حَرَمُ رَسُوْلِكَ فَحَرِّمْ لَحْمِيْ وَ دَمِيْ وَ عَظْمِيْ عَلَى النَّارِ اَللّٰهُمَّ اٰمِنِّيْ مِنْ عَذَابِكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ اور تلبیہ و ثنا و تحمید و صلوٰۃ کی تکثیر کرے پھر نہا کر بہتر یہ ہے کہ دن کو ثنیہ کدا سے داخل ہو جب رب العلمین جل جلالہ کا شہر نظر پڑے کہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِّيْ بِهَا قَرَارًا وَّارْزُقْنِيْ بِهَا حَلَالًا وَ اَللّٰهُمَّ الْبَلَدُ بَلَدُكَ وَالْبَيْتُ بَيْتُكَ اَسْئَلُكَ اَطْلُبُ رَحْمَتَكَ وَ اَدُوْمُ طَاعَتَكَ مُتَّبِعًا لِاَمْرِكَ رَاضِيًا بِقَدْرِكَ مُسَلِّمًا لِاَمْرِكَ اَسْئَلُكَ مَسْئَلَةَ الْمُضْطَرِّ اِلَيْكَ الْمُشْفِقِ مِنْ عَذَابِكَ اَنْ تَسْتَقْبِلَنِيْ بِعَفْوِكَ وَ اَنْ تَتَجَاوَزَ عَنِّيْ بِرَحْمَتِكَ وَ اَنْ تُدْخِلَنِيْ جَنَّتَكَ وجب مدعے میں پہنچے تو چاہیے دعا مانگے کہ ان شاء اللہ مقبول ہے اور مدفونین جنت المعلیٰ کے لیے فاتحہ پڑھے اسی طرح ذکر خدا اور رسول اور اپنے تمام اہل اسلام کے لیے دعائے دارین کرتا ہوا باب السلام تک

پہنچے اور اس آستانۂ پاک کو بوسہ دے کر دہنا پاؤں پہلے رکھ کر داخل ہو اور یہ دعا پڑھے اعوذ باللہ العظیم وسلطانہ الکریم وبوجہہ الکریم من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ و السلام علیٰ رسول اللہ اللّٰھم صل علیٰ سیدنا محمد و علیٰ آل سیدنا محمد اللّٰھم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک ط اللّٰھم انت السلام و منک السلام و الیک یرجع السلام حیّنا ربنا بالسلام وادخلنا دار السلام تبارکت ربنا و تعالیت یا ذوالجلال والاکرام ○ جب کعبہ پہ نظر کرے تین بار کہے لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم پہ درود بھیجے اور بے ہاتھ اٹھائے دعا مانگے جو مانگے گا پائیگا اور دعائے ماثور پڑھے اللّٰھم زد بیتک ھٰذا تشریفا وتعظیما وتکریما و برا و مھابۃ اور امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قدر اور زیادہ کرتے و زد من عظمہ و شرفہ و کرمہ ممن حجہ او اعتمرہ تشریفاً و تکریماً و تعظیما و برا ○ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا بھی منقول اعوذ برب البیت من الدین والفقر و من ضیق الصدر و عذاب القبر ○ اور ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے وصیت فرمائی کہ وقت مشاہدہ بیت مستجاب الدعوات ہونے کی دعا مانگے کہ سب دعاؤں کو شامل ہے بالجملہ یہ وقت غفلت کا نہیں بخشوع و خضوع و حضور جو چاہے مانگے اور اہم مطالب دخول جنت بیحساب ہے اور اہم اذکار سے نبی مختار پہ درود صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا بعدہ اگر جماعت قائم یا نماز فرض خواہ وتر یا سنت مؤکدہ کے فوت کا خوف نہ ہو تو بے اشتغال کسی کام کے متوجہ طواف ہو یوں مرد اضطباع کرے یعنی دہنی جانب چادر کی بغل کے نیچے کر کے دونوں آنچل بائیں شانہ پہ ڈالے پھر حجر اسود کی دہنی طرف رکن یمانی کی جانب مائل سنگ مکرم کے قریب اس طرح کھڑا ہو کہ تمام پتھر اپنے دست راست کی طرف رہے پھر اللّٰھم انی ارید طواف بیتک المحرم فیسرہ لی وتقبلہ منی

کہہ کر کعبہ کی سمت منہ کیئے اپنے دہنی طرف چلے جب سنگ اسود کے مقابل آئے اور یہ بات ادنی حرکت میں حاصل ہو جائے گی کانوں تک ہاتھ اس طرح اٹھا کر کہ ہتھیلیاں جانب حجر رہیں بسم اللہ والحمد للہ واللہ اکبر والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ کہے اور حجر مطہر پہ دونوں کفِ دست اور ان کے بیچ میں منہ رکھ کر یوں بوسہ لے کہ آواز نہ پیدا ہو تین بار ایسا ہی کرے اگر بے ایذا و کشمکش میسر آئے ورنہ ہاتھ یا لکڑی سے مس کر کے انہیں چوم لے اور یہ بھی نہ ہو سکے تو ہاتھوں سے اس کی طرف اشارہ کر کے انہیں بوسہ دے لے پھر اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا بِکَ وَ تَصْدِیْقًا بِکِتَابِکَ وَ وَفَاءً بِعَھْدِکَ وَ اِتِّبَاعًا لِسُنَّۃِ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ○ کہتا در کعبہ کی طرف بڑھے جب محاذات حجر سے گزر جائے سیدھا ہو لے اور خانہ کعبہ کو اپنے بائیں ہاتھ کی طرف کر کے بے ایذا و مزاحمت مرد رمل کرتا چلے یعنی روش میں جلدی کرتا شانے ہلاتا چھوٹے چھوٹے قدم رکھتا جس میں قوت و شجاعت ظاہر ہو نہ کودتا یا دوڑتا اور طواف و رمل کے وقت جس قدر خانہ کعبہ سے قریب ہو گا بہتر ہے مگر نہ اتنا کہ پشتہ دیوار پر جسم یا کپڑا لگے اور نزدیکی میں بسبب کثرت اژدہام کے رمل نہ کر سکے تو دوری بہتر ہے اور اثنائے طواف میں جہاں زیادہ ہجوم ہو جائے اور رمل میں اپنی یا غیر کی ایذا ہو اتنی دیر رمل ترک کرے جب ملتزم کے مقابل پہنچے کہ اس پارہ دیوار کا نام ہے جو درمیان حجر اسود و در کعبہ کے واقع ہے کہے اَللّٰھُمَّ ھٰذَا الْبَیْتُ بَیْتُکَ وَ ھٰذَا الْحَرَمُ حَرَمُکَ وَ ھٰذَا الْاَمْنُ اَمْنُکَ وَ ھٰذَا الْمَقَامُ مَقَامُ الْعَائِذِ بِکَ مِنَ النَّارِ ○ جب رکن عراقی کے پاس آئے کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشَّکِّ وَ الشِّرْکِ وَ النِّفَاقِ وَ الشِّقَاقِ وَ سُوْءِ الْاَخْلَاقِ وَ سُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْاَھْلِ وَ الْمَالِ وَ الْوَلَدِ ○ جب میزاب الرحمۃ کے مقابل آئے کہے اَللّٰھُمَّ

اظلنی تحت ظل عرشک یوم لا ظل الا ظلک ولا باقی الا وجھک واسقنی بکاس محمد صلی اللہ علیہ وسلم شربۃ لا اظماء بعدھا ابدا ○ اور وہ جو مطوفین بعد لا باقی الا وجھک کے لا فانی الا خلقک کہلاتے ہیں نہ کہے جب رکن شامی پر آئے کہے اللھم اجعلہ حجا مبرورا و سعیا مشکورا و ذنبا مغفورا و تجارۃ لن تبور ○ یا عالم ما فی الصدور اخرجنی من الظلمت الی النور ○ پھر رکن یمانی کے پاس آکر اسے دونوں ہاتھ یا دہنے سے تبرکا چھوئے نہ صرف بائیں سے اور چاہے تو بوسہ بھی دے اور نہ ہو سکے تو کچھ نہیں اور دعا کرے اللھم انی اسئلک العفو والعافیۃ فی الدین والدنیا والاخرۃ۔ ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار کہ ستر ہزار فرشتے آمین کہتے ہیں کما مر یا عوض تمام دعاؤں کے درود یا صرف ذکر الٰہی کرے کہ یہ احسن ہے کما سیاتی (تنبیہ) دعائیں آہستہ پڑھے اور ان کے لیے کسی جگہ کھڑا نہ ہو بلکہ چلتے میں پڑھتے اور دعائیں معہ ترجمہ یاد کرے کہ تدبر معنی اصل مقصود ہے اور لفظ بے معنی پوست بے مغز گو فائدہ سے خالی نہیں اب جو یہ دوبارہ حجر تک آیا ایک پھیرا ہوا اسی طرح سات پھیرے کرے مگر رمل صرف اگلے تین پھیروں میں ہے اور جس طرح طواف بوسۂ حجر سے شروع کیا تھا اسی طرح بوسہ پر ختم کرے بعدہ مقام ابراہیم میں آکر جہاں تک سنگ مرمر بچھا ہوا ہے آیہ واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی تلاوت کر کے دو رکعت طواف کہ واجب ہیں کفرون و اخلاص کے ساتھ پڑھے بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو ورنہ تاخیر کرے اور ان کے بعد دعا مانگے اللھم انک تعلم سری و علانیتی فاقبل معذرتی و تعلم حاجتی فاعطنی سؤلی و تعلم ما فی نفسی فاغفرلی ذنوبی اللھم انی اسئلک ایمانا یباشر قلبی و یقینا صادقا حتی اعلم انہ لا یصیبنی الا ما کتبت لی وارضنی من المعیشۃ بما قسمت لی یا ارحم الراحمین

آدم علیہ السلام جب حج کو آئے تھے یہ دعا انھوں نے رکن یمانی اور ملتزم کے پاس اور مقام کے پیچھے کی تھی اللہ جل جلالہ نے انہیں وحی بھیجی اے آدم تیری دعا میں نے قبول کی اور تیری خطا بخش دی اور تیرے افکار وغم دور کیے اور تیری اولاد سے جو یہ دعا کرے گا ایسا ہی اس کے ساتھ کروں گا اور فقر اس کی آنکھوں میں سے کھینچ لوں گا اور ہر تجارت سے بڑھ کر اس کی تجارت رکھوں گا اور دنیا ناچار و مجبور اس کے پاس آئے گی گو وہ اسے نہ چاہتا ہو رواہ الطبرانی والبیہقی و ابن عساکر پھر ملتزم میں آئے اور قریب حجر اس سے پلٹے اور اپنا سینہ اور پیٹ اور دہنا رخسار اور گاہے بایاں اور گاہے تمام منہ اس پر رکھے اور دونوں ہاتھ سر سے بلند کر کے دیوار پر پھیلائے یا دہنا دروازہ اور بایاں حجر اسود کی طرف اور دعا کرے یَا وَاجِدُ یَا مَاجِدُ لَا تُزِلْ عَنِّیْ نِعْمَۃً اَنْعَمْتَ بِھَا عَلَیَّ اِلٰھِیْ وَقَفْتُ بِبَابِکَ وَالْتَزَمْتُ بِاَعْتَابِکَ اَرْجُوْ رَحْمَتَکَ وَاَخْشٰی عِقَابَکَ اَللّٰھُمَّ حَرِّمْ شَعْرِیْ وَجَسَدِیْ عَلَی النَّارِ اَللّٰھُمَّ کَمَا صُنْتَ وَجْھِیْ عَنِ السُّجُوْدِ لِغَیْرِکَ فَصُنْ وَجْھِیْ عَنْ مَسْئَلَۃِ غَیْرِکَ اَللّٰھُمَّ یَا رَبَّ الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ اَعْتِقْ رِقَابَنَا وَرِقَابَ آبَائِنَا وَاُمَّھَاتِنَا مِنَ النَّارِ یَا کَرِیْمُ یَا غَفَّارُ یَا عَزِیْزُ یَا جَبَّارُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝ پھر زمزم پر آئے اور ہو سکے تو خود ایک ڈول کھینچے جس قدر ہو سکے رو بکعبہ تین سانسوں میں ہر بار بسم اللہ سے شروع اور الحمد للہ پر ختم کرتا پیئے باقی بدن پر ڈال لے اور پیتے وقت دعا کرے کہ مقبول ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما یہ دعا کرتے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَاءً مِّنْ کُلِّ دَاءٍ حضرت عبداللہ بن مبارک نے پانی بھر کر دعا کی

ابن ابی الموالی نے محمد بن منکدر سے انھوں نے جابر سے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمزم کا پانی اس لیے ہے جس لیے پیا جائے اور میں اسے تشنگی روز قیامت کے لیے پیتا ہوں یہ کہہ کر نوش کیا اور حدیث اس کی فصل فضائل میں گزری اور آب زمزم خوب پیٹ بھر کر پینا چاہیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ہم میں اور منافقین میں ایک فرق یہ ہے کہ وہ زمزم کوکھ بھر کر نہیں پیتے اور چاہ زمزم کے اندر بھی نظر کرے کہ دافع نفاق ہے بعدہ پھر حجر اسود کے پاس جائے اور اور اسے بطریق مذکور معہ تکبیر و تہلیل و حمد و صلوٰۃ استلام اور نہ ہو سکے تو مجرد استقبال کر کے اگر کوئی عذر مثل استراحت وغیرہ نہ ہو تو فوراً باب صفا سے جانب صفا روانہ ہو اور دروازہ سے بایاں پاؤں پہلے نکالے اور دہنا پہلے جوتے میں ڈالے جب سیڑھیاں قریب رہ جائیں کہے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰہِ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِھِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَاِنَّ اللّٰہَ شَاکِرٌ عَلِیْمٌ ○ ابْدَؤُا بِمَا بَدَأَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ بِہٖ ○ پھر صعود کرے یہاں تک کہ بیت مکرم نظر آئے اور یہ بات پہلی ہی سیڑھی سے حاصل ہے ، پھر رخ بکعبہ ہو کر دونوں ہاتھ آسمان کی طرف پھیلے شانوں تک اٹھائے جیسے دعا میں کرتے ہیں نہ جیسے وقت تکبیر اور کہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ اَنْجَزَ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ ○ اس قدر حدیث صحیح مرفوع سے ثابت اور مؤطا میں موقوفاً مروی سات بار کہے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا

شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شیءٍ قدیر ○ اس تقدیر پر تکبیر اکیس مرتبہ ہوگی اور کہے اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ قُلْتَ ادْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ وَ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ وَ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ کَمَا ھَدَیْتَنِیْ لِلْاِسْلَامِ اَنْ لَّا تَنْزِعَہٗ مِنِّیْ حَتّٰی تَوَفَّانِیْ وَ اَنَا مُسْلِمٌ۔ اور زیادات علما سے ہے اللہ اکبر ۳ و لِلّٰہِ الْحَمْدُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَا ھَدٰنَا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَا اَوْلٰنَا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَا اَلْھَمَنَا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدٰنَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ ھَدٰنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِیَّاہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ ○ سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَ اَتْبَاعِہٖ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَ لِمَشَائِخِیْ وَ لِلْمُسْلِمِیْنَ اَجْمَعِیْنَ وَ سَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ اور یہاں دیر تک قیام کرے کہ محل اجابت دعوات و قضائے حاجات ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اب صفا سے اترے اور ذکر و درود و دعا میں مشغول مروہ کی طرف چلے اور ان دونوں کے بیچ میں بائیں ہاتھ کو دیوار مسجد حرام میں دو جگہ سبز علامتیں بنی ہیں جنھیں میلین اخضرین کہتے ہیں مرد پہلے میل سے دوڑنا شروع کریں مگر نہ حد سے زائد نہ کسی کو ایذا دیتے یہاں تک دوسرے میل سے نکل جائیں اور اس مابین میں دعا بجہد کرے آثار میں رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ ○ وارد اور زیادات علما میں یوں ہے رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَ تَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّ سَعْیًا مَّشْکُوْرًا وَّ ذَنْبًا مَّغْفُوْرًا ○ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ یَا مُجِیْبَ الدَّعَوَاتِ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا الآیہ رَبَّنَا اٰتِنَا الآیہ جب میل ثانی سے نکل جائے پھر آہستہ با سکون و وقار بے ریا و افتخار ہو لے یہاں تک کہ مروہ

پر پہنچے اور اس پر سعود پہلی سیڑھی پر چڑھنے بلکہ اس کے قریب زمین پر کھڑے ہونے سے حاصل یہاں گو کعبہ نظر نہیں آتا مگر استقبال کرکے جیسا صفا پر کیا تھا کرے یہ ایک پھیرا ہوا بعدہ پھر صفا پر جائے اور مسعے میں دوڑے اسی طرح کرے یہاں تک ساتواں پھیرا مروہ پر ختم ہو جائے۔ اور درمیان صفا و مروہ لبیک کہے بلکہ یہ لبیک رمی جمرۃ العقبہ کے وقت ختم ہو گی سوا معتمر کے کہ وہ طواف عمرہ میں شروع کرتے ہی تلبیہ قطع کر دے جب تک اکثر اوقات اپنے تلبیہ بجہر بے افراط میں صرف کرے اور ہم یہاں زیادت تصویر و تمکن اذہان کے لیے نقشۂ متبرکہ کعبہ و مقام زمزم و مسعے تحریر کرتے ہیں۔

نقشہ مشترکہ کعبہ شریف و زمزم و مسعے وغیرہ
مغرب
مطاف
یہ ایک قطعہ مستدیرہ ہے سنگ رخام سے مفروش وسط مسجد الحرام میں جہاں طواف ہوتا ہے زمانہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں مسجد اسی قدر تھی ۱۲
مستجار
کعبہ معظمہ
حجر اسود
ملتزم
جنوب
باب الصفا
صفا
زمزم

تنبیہات عمرہ میں صرف یہی طواف و سعی ہوتے ہیں جب شرف اقامت مکہ نصیب ہو حج سے فراغ پا کر تنعیم سے کہ مکہ سے تین کوس راہ مدینہ طیبہ میں واقع ہے احرام باندھ کر یہ افعال بجا لا کر حلق یا قصر کر لیا کرے اور واضح ہو کہ حج تین طرح ہے ایک افراد یعنی تنہا حج کی نیت رکھنا دوسرا تمتع یعنی حج کے ساتھ عمرہ بھی مگر اس طرح کہ پہلے میقات سے مثلاً صرف عمرہ کے لیے احرام باندھے اور اس کے طواف کے بعد حج کا احرام کر لے، تیسرا قران یعنی طواف عمرہ سے پہلے حج کی نیت کر لینا اور یہ بوجہ زیادت مشقت سب سے افضل ہے پس مفرد کے لیے یہ طواف جسے ہم نے بیان کیا طواف قدوم تھا یعنی حاضری کا مجرا اور متمتع و قارن کے لیے یہ طواف وسعی عمرہ ہو گیا اگرچہ اس نے نیت عمرہ ان افعال کے بجا لانے میں نہ کی ہو پس متمتع نے اگر احرام ارسال قربانی سے نہ باندھا تو وہ اس سعی کے بعد حلق یا تقصیر کر کے احرام سے باہر آئے اور قارن ایک طواف اور بنیت قدوم مع سعی بجا لائے اور اس طواف یعنی طواف قدوم میں مفرد کو رمل و اضطباع اور اس کے بعد سعی کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے اگر کر لے گا تو طواف زیارت میں جس کا بیان آگے آتا ہے ان امور کی حاجت نہ رہے گی ورنہ اس میں کرنا پڑیں گے اور اس وقت ہجوم خلائق زیادہ ہوتا ہے عجب کیا کہ کثرت اژدحام رمل و سعی بین المیلین سے باز رکھے لہٰذا ہم نے ترکیب میں مطلقاً ان امور کو داخل کر دیا **اب** مفرد و قارن اور وہ متمتع جس کا احرام سوق ہدی یعنی ارسال قربانی سے تھا احرام باندھے تلبیہ گویاں مکہ معظمہ میں اقامت کریں اور جس متمتع نے سوق ہدی نہ کیا اور پس از ادائے عمرہ احرام سے باہر آیا وہ چاہیے تو آٹھویں تاریخ

ذی الحجہ تک بے احرام رہے مگر افضل یہ ہے کہ احرام عمرہ سے نکل کر جلد احرام حج باندھ لے اگر وقفہ طویل اور نفس جنایات احرام میں غیر مامون نہ ہو اور ان سب سے مدت اقامت میں جس قدر ہو سکے مجرد طواف بطریق مذکور بے رمل وسعی و اضطباع کرتے رہیں اور ہر سات پھیروں کے بعد دو رکعت مقام ابراہیم میں پڑھیں یہاں تک کہ ساتویں تاریخ بعد نماز ظہر مسجد الحرام میں امام کا خطبہ سنے یوم الترویہ کہ آٹھویں تاریخ کا نام ہے جس نے احرام باندھا ہو باندھ لے رمل وسعی پہلے کرنا چاہے تو ایک طواف نفل کے ساتھ کر لے جب آفتاب نکل آئے منیٰ کو چلیں اور یہاں بشرط قوت پیادہ چلنا نہایت احسن جب تک مکہ لوٹ کر آئے گا ہر قدم پر سات کروڑ نیکیاں لکھی جائیں گی کما مر اور اللہ کی خیر کثیر و طیب ہے جب منٰی نظر آئے کہے اللھم ھذی منی فامنن علی بما مننت بہ علی اولیا تک و اھل طاعتک ط اور اس اثنا میں لبیک و دعا و درود و ثنا کی نہایت کثرت کرے اور منیٰ میں پانچ نمازیں ظہر و عصر و مغرب و عشا اور نویں کی صبح ادا کرے شب عرفہ منیٰ میں باطہارت سوتا خواہ ذکر و عبادت میں جاگتا شب بسر کرے ابن ابی الدنیا و ابن ابی عاصم و طبرانی و بیہقی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں جو بندہ خدا کا یا باندی اس کی شب عرفہ ان دعاؤں سے کہ دس کلمے ہیں اللہ جل جلالہ کو ہزار بار پکارے اللہ تعالیٰ سے سوا قطع رحم و ارادہ اثم کے جو کچھ مانگے اللہ تعالیٰ عطا فرمائے سبحٰن الذی فی السماء عرشہ سبحٰن الذی فی الارض موطئہ سبحٰن الذی فی البحر سبیلہ سبحٰن الذی فی النار سلطنتہ سبحٰن الذی فی الجنۃ رحمتہ سبحٰن الذی فی القبر قضاؤہ سبحٰن الذی فی الھواء روحہ سبحٰن الذی رفع السماء سبحٰن الذی وضع

الارض سبحٰن الذی لا ملجأ ولا منجا منہ الا الیہ پوچھا گیا کیا آپ نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرمایا ہاں جب صبح ہو نماز وقت مستحب پر پڑھ کر لبیک گویاں و ذکر کناں بیٹھا رہے یہاں تک کہ آفتاب کوہ ثبیر پر کہ مسجد الخیف شریف کے مقابل واقع ہے چمکے اب عرفات کی طرف متوجہ ہو اور قلب کو خیال غیر سے پاک کرنے میں جہد کامل کرے کہ آج وہ دن ہے کہ کچھ لوگوں کا حج قبول کریں گے اور انہیں تمام گناہوں سے پاک کر کے سعادت مند دارین فرمائیں گے اور کچھ لوگوں کو اگرچہ باہزاران نقص و عیب ہوں گے ان کاملوں کے صدقہ میں تشریف قبول و خلعت مغفرت پہنائیں گے عجب کیا کہ بحر رحمت کی محیط جوشش اور ابر کرم کی عام بارش میں ایک چھینٹا میرے رب کی مہربانی کا مجھ پر بھی پڑ جائے جو میرے گناہ دھونے اور دین و دنیا کے کام بنانے کو کفایت فرمائے جب چلے دعا کرے اللھم الیک توجھت و علیک توکلت و وجھک الکریم اردت فاجعل ذنبی مغفورا وحجی مبرورا و ارحمنی ولا تخیبنی و بارک لی فی سفری واقض بعرفات حاجتی انک علی کل شیٔ قدیر ٥ اور تمام راہ میں تہلیل و تکبیر حمد و تسبیح ولا حول و استغفار و دعا و ذکر و صلوۃ کی تکثیر اور لبیک کی بار بار بےشمار تکرار کرتا چلے جب نگاہ جبل رحمت پر پڑے دعا و امور مذکورہ میں اجتہاد تام بجا لائے کہ ان شاء اللہ وقت قبول ہے اور عرفات میں اس کوہ اقدس کے نزدیک یا جہاں جگہ ملے مگر شارع عام سے بچ کر اترے اور دوپہر تک تضرع و ابتہال اور باخلاص نیت استطاعت تصدق و خیرات اور ذکر و تسبیح و تلبیہ و تکبیر اور اپنے اور اپنے والدین و مشائخ و اقارب و اصحاب و تمام حجاج و کافۂ اہل اسلام کے لیے استغفا و استغفار اور کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی و یمیت و ھو حی لا یموت بیدہ الخیر

وھو علیٰ کل شیٔ قدیر ۰ کی تکرار کرتا رہے فصل فضائل میں گزرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بہتر اس کا جو میں نے اور مجھ سے پہلے پیغمبروں نے روز عرفہ کہا یہ کلمہ ہے **پھر زوال آفتاب** سے کچھ پہلے نہائے کہ سنت مؤکدہ ہے یا وضو کرے اور نہانا عزیمت ہے اور قبل از زوال کھانے پینے وغیرہا ضروریات سے فارغ ہو لے کہ قلب کو کسی جانب تعلق نہ رہے وہ جو بعض لوگوں کو دیکھا گیا بعد از زوال شمس اہم وقوف و دعا و ذکر میں مشغول ہے اور وہ کھانے پینے اور دنیا کی باتوں میں مصروف نہایت سفاہت ہے نعوذ باللہ منھا اور اس روز ہرچند ضعیف القلب وضعیف البدن کو روزہ نہ چاہیئے کہ تند مزاجی کا باعث ہوگا یا ذکر و دعا میں اجتہاد سے مانع آئے گا مگر پیٹ بھر کھانا اس سے زیادہ نامناسب کہ سستی وکاہلی و جمود طبیعت و خمود و نار شوق کا باعث ہے بلکہ جس نے تجربہ کیا ہے وہ جانتا ہے کہ تمام ایام اقامت حرمین کریمین میں سیری شکم کن کن حسرتوں کی موجب اور جوع غیر مفرط کیسی کیسی برکات و اشراق انوار کی جالب ہے بلکہ خدا والوں سے پوچھ کہ ان کی عمر تو گور جاتی ہے۔ پیٹ بھر کھانا اور نیند بھر سونا نہیں جانتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہا درجہ تہائی پیٹ کھانے کو محمود رکھا اور خود دنیا سے تشریف لے گئے اور کبھی جو کی روٹی پیٹ بھر تناول نہ فرمائی تیرا نفس آج بھی یہی چاہتا ہے کہ پیٹ بھرے پر دو چار لقمے اور جیسے بنے نگل لوں اے عزیز زندگی باقی ہے اور گھر سلامت پہنچا تو ابھی کھانے پینے کے بہت دن ہیں آج ذرا تو صبر کر اور قلب کو افاضۂ انوار سے نہ روک بھرا برتن بھی کہیں دوبارہ بھرتے سنا ہے نسال اللہ التوفیق والھدیٰ ومن الفعل ما یحب و یرضیٰ آمین ۰ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۰

جب آفتاب ڈھل جائے اور ظہر کی ابتدائے وقت ہو بلکہ اس سے پہلے کر

امام کے قریب جگہ ملے مسجد نمرہ جائے اور سنتیں پڑھ کر خطبہ سن کر امام کے پیچھے فرض ظہر پڑھے اور اس کے بعد بے توقف اقامت عصر ہوگی معاً امام کے ساتھ عصر پڑھ لے بیچ میں سلام وکلام تو کیا معنی ظہر کی پچھلی سنتیں بھی نہ پڑھے اور بعد نماز عصر بھی نوافل مکروہ ہیں اور یہ جمع بین الظہر والعصر صرف اس صورت میں جائز ہے کہ نماز با جماعت امام اعظم یعنی سلطان یا اس کے نائب ماذون کے پیچھے ہو ورنہ عصر کا اس کے وقت سے پہلے پڑھنا باطل ہوگا بعد از نماز بلا تامل بلا توقف علی الفور موقف کی طرف جائے اور افضل یہ ہے کہ سواری شتر پہ امام سے نزدیک جبل الرحمۃ کے قریب جہاں سیاہ پتھروں کا فرش ہے رو بقبلہ پس پشت امام کھڑا ہو بشرطیکہ ان فضائل کے حصول میں کوئی دقت و زحمت یا کسی کی تکلیف و اذیت نہ ہو ورنہ جہاں اور جس طرح ہو سکے **وقوف** کرے اور امام کے دہنی جانب بائیں اور بائیں اس کے روبرو سے بہتر ہے اب غایت خشوع اور خضوع اور اظہار تذلل و مسکنت کے ساتھ ان مجرمان شرمسار و فقیران بیکس و بے یار کی طرح جن پہ اس در پاک کے سوا چار طرف در ہائے امید بند ہیں اپنی نافرمانیوں پہ خیال کرتے ہیں تو عرق شرم میں ڈوب جاتے ہیں اور زبان ہلانا درکنار آنکھ اٹھانے کی قوت نہیں پاتے مگر جانتے ہیں کہ آخر اس دربار کے سوا دوسرا ٹھکانہ بھی تو نہیں نہ عالم میں کوئی بات سننے والا نہ فریاد کو پہنچنے والا اور سنے بھی تو کیا حال اپنے درد کی دوا اور محتاجی کا علاج تو یہاں کے سوا کہیں نہیں ناچار جس بادشاہ کی نافرمانی میں عمر گنوائی آنکھیں بند کیے گردن جھکائے اس کی رحمت و کرم کی امید رکھتے اور غضب و عتاب سے لرزتے کانپتے اسی کی طرف دست تمنا بلند کر کے پکارتے ہیں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور تکبیر و تہلیل و تسبیح و تلبیہ و حمد و درود و دعا و استغفار میں ڈوب جائے اور دعا میں تضرع و الحاح کرے اور آداب کا لحاظ

رکھے اور کوشش کرے کہ ایک قطرہ آنسوؤں کا آنکھ سے ٹپکے کہ دلیل اجابت وکمال سعادت ہے ورنہ رونے والوں کا سا منہ بنائے کہ من تشبہ بقوم فھو منہم اور اثنائے دعا و ذکر میں لبیک کی بار بار تکرار کرے (فائدہ جمیلہ) آداب دعا کہ احادیث صحیحہ معتبرہ و ارشادات علمائے کرام سے ثابت چالیس ہیں۔

(۱) طعام و شراب و کسب و لباس میں حرام سے بچنا۔

(۲) غیر خدا سے دل پاک کرنا۔

(۳) صدقہ وغیرہ اعمال صالح کی تقدیم۔

(۴) عمر میں جو عمل نیک خدا کی مرضی کا بے عجب و ریا صادر ہو گیا ہو، اس سے توسل۔

(۵) مکان و لباس و بدن و قلب کا پاک ہونا۔

(۶) وضو۔

(۷) استقبال قبلہ

(۸) تقدیم نماز مگر روز عرفہ خود ہی تقدیم ہوتی ہے۔

(۹) اول آخر حق سبحانہ و تعالیٰ کی حمد و ثنا اور کلمہ جامعہ اس میں لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک ہے اور اللھم لک الحمد کما تقول وخیرا مما نقول ہے۔

(۱۰) اول آخر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود ہے اس کے دعا زمین و آسمان کے درمیان روکی جاتی ہے اور بلند نہیں ہونے پاتی دعا طائر اور درود اس کے پر کوئی طائر بے پر نہ اڑا۔

(۱۱) اللہ جل جلالہ کو اس کے محبوب ناموں سے پکارنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ نے اسم پاک یا ارحم الراحمین ٥ پر ایک فرشتہ مقرر فرمایا

ہے جو شخص اسے تین بار کہتا ہے فرشتہ ندا کرتا ہے مانگ کہ ارحم الراحمین نے تیری طرف منہ کیا اور یا بدیع السمٰوٰت والارض یا ذا الجلال والاکرام ٥ اور لاالٰہ الا انت سبحٰنک انی کنت من الظّٰلمین ٥ اور یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم ٥ اور لا الٰہ الا ھوالرحمٰن الرحیم ٥ ولا الہ الا ھو الحی القیوم ٥ میں اسم اعظم ہے اور اور ایک حدیث میں اللھم انی اسئلک بانی اشھد انک انت اللہ لا الہ الا انت الاحد الصمد ٥ الذی لم یلد ولم یولد ٥ ولم یکن لہ کفوا احد ٥ کو اسم اعظم فرمایا علامہ ابن حجر کہتے ہیں یہ اصح احادیث ہے اس باب میں اور اسمائے حسنیٰ کا فضل خود مخفی نہیں اور علماء پانچ بار یا رب کو بھی موثر اجابت فرماتے ہیں

(۱۲) ہاتھوں کا پھیلانا۔

(۱۳) ان کے سینے یا شانوں یا چہرہ تک دراز کرنا یا پورا اٹھانا یہاں تک کہ بغل کی سپیدی ظاہر ہو اور یہ ابتھال ہے۔

(۱۴) ہاتھوں کا کھلا ہونا کہ کپڑے وغیرہ سے پوشیدہ نہ ہوں۔

(۱۵) عظمت و جلال الٰہی کا تصور کہ مستلزم حیا و ادب و خشوع و خضوع ہے اور یہ روح دعا ہے دعا بغیر اسکے تن بیجان ہے اور تن بیجان سے امید جہالت'

(۱۶) اللہ جل جلالہ کی قدرت کاملہ اور اپنے عجز و احتیاج پر نظر کہ موجب الحاح و زاری ہے۔

(۱۷) آسمان کی طرف نگاہ نہ اٹھانا کہ خوف زوال بصر ہے۔

(۱۸) و تکلف سے دعا میں بچنا کہ باعث شغل و قلب و زوال رقت ہے

(۱۹) راگ اور زمزمہ سے احتراز کہ خلاف ادب ہے۔

(۲۰) دعا با تدبر معنی ہونا۔

(۲۱) خدا کے نیک بندوں اور اس کی کتابوں خصوصاً قرآن اور ملئکہ و انبیائے کرام

بالخصوص حضور سید الانام علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام سے توسل اور انہیں اپنے انجاح حاجات کا ذریعہ کرنا۔

(۲۲) آواز بلند نہ کرنا۔

(۲۳) اپنے گناہوں کا اعتراف اور ان سے استغفار۔

(۲۴) جو دعائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ان پہ اقتصار کہ حضور نے کوئی حاجت نیک دوسرے کے مانگنے کو نہیں چھوڑی۔

(۲۵) دعا کا جامع یعنی قلیل اللفظ وکثیر المعنی ہونا تطویل بیجا سے احتراز چاہیئے

(۲۶) پہلے اپنے لیے دعا مانگے پھر والدین ومشائخ وتمام اہل اسلام کے لیے۔

(۲۷) دعا میں یوں نہ کہے کہ الٰہی اگر تو چاہے تو مجھے بخشدے کہ خدا پر کوئی جبر کرنے والا نہیں بلکہ عزم وقطع کے ساتھ دعا مانگے۔

(۲۸) رغبت وحضور قلب اصل کار ہے اللہ قلب غافل کی بات نہیں سنتا۔

(۲۹) اللہ جل جلالہ کی وسعت رحمت وصدق وعدۂ ادعونی استجب لکم پر نظر کرکے استجابت دعا پر یقین قوی رکھنا جو دعا کرے اور یہ سمجھے کہ میری دعا کیا مقبول ہوگی اس کی دعا نہ قبول ہوگی قال اللہ تعالیٰ انا عند ظن عبدی بی۔

(۳۰) دعا کی تکرار

(۳۱) عدد طاق ہونا کہ اللہ وتر ہے اور وتر کو دوست رکھتا اقل مرتبہ تین ہے اور پانچ بہتر اور سات خدا کو نہایت محبوب۔

(۳۲) گناہ یا قطع رحم کے لیے دعا نہ کرے۔

(۳۳) نہ اس امر کے لیے جو ہو چکا جیسے طویل القامت کوتاہی قد یا قصیر القد درازی قد کے لیے دعا کرے۔

(۳۴) کوئی امر محال خواہ قریب محال نہ مانگنا۔

(۳۵) دعا کرتے کرتے ملال نہ کرنا۔

(۳۶) آنسو ٹپکنے میں اجتہاد کرنا اگرچہ ایک ہو ورنہ رونے کا سا منہ بنانا کہ نیکوں کی صورت بھی نیک ہے۔

(۳۷) سب حاجتوں کا مانگنا۔

(۳۸) آمین پر ختم کرنا کہ دعا کی مہر ہے۔

(۳۹) بعد فراغ ہاتھ چہرے پر پھیرنا۔

(۴۰) اجابت میں استعجال نہ کرنا کہ میں نے دعا مانگی اب تک قبول نہ ہوئی ایسے شخص کی دعا رد کی جاتی ہے

فائدہ جلیلہ: روز عرفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و اصحاب کرام و اولیائے عظام وعلمائے فخام سے بہت دعائیں منقول ہوئیں کہ ارباب علم نے اپنی تصانیف شریفہ میں جمع کیں فاضل قطب الدین حنفی تلمیذ و مرید مولانا عارف باللہ سیدی علی متقی کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے خاص ادعیۂ حج وعمرہ میں ایک رسالہ بس نافع جمع فرمایا اور ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے استیعاب تمام ادعیۂ نبویہ میں نہایت جہد فرما کر ایک رسالہ حافل کامل مسمے بہ حزب اعظم تالیف کیا جسے تفصیل منظور ہو ان کی طرف رجوع کرے کہ ان میں غنا ہے اور ہم نے فصل فضائل میں بعض ادعیۂ واذکار ذکر کئے یہاں صرف چار حدیثوں پر کہ بس نافع و بغایت جامع میں اقتصار ہوتا ہے۔

حدیث اوّل: بعض صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور کی دعائیں نہایت کثرت کو پہنچیں اور ہمیں سب یاد نہیں ہوتیں حضور والا نے یہ دعا تعلیم فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب دعاؤں کو جامع ہے اللھم انی اسئلک من خیر ما سئلک منہ نبیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم و اعوذ بک من شر ما استعاذ منہ نبیک محمد صلے اللہ علیہ وسلم انت المستعان وعلیک البلاغ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

العلی العظیم ہ جس نے یہ دعا کی گویا اس نے سب دعائیں سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بار کیں ۔

حدیث ثانی امام احمد و ترمذی و حاکم باسانید صحیحہ جیدہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں جب چہارم شب گزرتی تھی ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر فرماتے اے لوگو خدا کی یاد کرو خدا کی یاد کرو آئی راجفہ اس کے بعد آتی ہے رادفہ آئی موت ان چیزوں کے ساتھ جو اس میں ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں دعا بہت کیا کرتا ہوں اس میں سے حضور کے لیے کسقدر مقرر کروں فرمایا جتنی چاہے میں نے عرض کیا چہارم فرمایا جسقدر چاہے اور زیادہ کرے تو تیرے لیئے بہتر ہے میں نے عرض کیا نصف فرمایا جتنی چاہے اور زیادہ کرے تو تیرے لیئے بہتر ہے میں نے عرض کیا اپنی کل دعا حضور کے لیے کردوں یعنی اپنی دعا کے عوض حضور پر درود بھیجا کروں فرمایا ایسا کریگا تو اللہ تیری سب مہمات کفایت کریگا اور تیرے گناہ بخش دیگا احمد و طبرانی باسناد حسن راوی و حدیث الطبرانی کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اپنی تہائی دعا حضور کے لیے کردوں فرمایا اگر تو چاہے عرض کیا دو تہائی فرمایا ہاں عرض کیا کہ کل دعا کے عوض درود مقرر کروں فرمایا ایسا کرے گا تو خدا تیرے دنیا و آخرت کے سب کام بنا دے گا اور بیشک درود سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے دعا ہے اور جس قدر اس کے فوائد و برکات مصلی پر عائد ہوتے ہیں ہرگز ہرگز اپنے لیے دعا میں نہیں بلکہ ان کے لیے دعا تمام امت مرحومہ کے لیے دعا ہے کہ سب انہی کے دامن دولت سے وابستہ ہیں ۔

سلامت ہمہ آفاق در سلامت تست

حدیث ثالث بیہقی نے شعب الایمان میں بکیر بن عتیق انہوں نے سالم بن عبداللہ انہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن عمر انہوں نے اپنے والد ماجد حضرت فاروق اعظم انہوں نے

جناب سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم انہوں نے حضرت رب العزت والجلال تقدست اسماؤہ سے روایت کیا ہے کہ فرماتا ہے من شغلہ ذکری عن مسالتی اعطیتہ افضل ما اعطی السائلین جسے میری یاد میرے مانگنے سے باز رکھے میں اسے بہتر اس عطا کا بخشوں جو مانگنے والوں کو دوں اسی واسطے حضرت سالم بن عبداللہ نے تمام مدت وقوف میں ذکر الٰہی پر اقتصار کیا اور تا غروب آفتاب کلمہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد بیدہ الخیر وھو علی کل شئی قدیر ہ لا الہ الا اللہ وحدہ ونحن لہ مسلمون ہ لا الہ الا اللہ ولو کرہ المشرکون ہ لا الہ الا اللہ ربنا و رب اٰبائنا الاولین کہتے رہے۔

حدیث رابع:۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنے رب جلیل تبارک و تعالیٰ سے روایت فرماتے ہیں من شغلہ القرآن عن ذکری و مسالتی اعطیتہ افضل ما اعطی السائلین و فضل کلام اللہ علی سائر الکلام کفضل اللہ علی خلقہ جسے قرآن پڑھنا میرے ذکر اور میرے سوال سے روک دے اسے افضل اس کا دوں جو تمام سائلین کو عطا کروں پھر فرمایا اور بزرگی کلام الٰہی کی تمام کلاموں پر ایسی ہے جیسی بزرگی رب العزۃ جل جلالہ کی اس کی تمام مخلوق پر۔ قال الترمذی حدیث حسن اب طالب آخرت ان چاروں صورتوں میں جو اپنے لیے بہتر جانے اختیار کرلے یہاں تک کہ اسی حالت تضرع و زاری وخشوع وخضوع و ذکر حضرت الٰہی و جناب رسالت پناہی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آفتاب ڈوب جائے اور ایک قلیل حصہ رات کا آجائے۔ **تنبیہ** اس سے پہلے ہرگز کوچ نہ کریں کہ مکروہ ہے اور جو قبل از غروب حدود عرفہ سے تجاوز ہو گیا تو ترک واجب و موجب دم اور کیا معلوم رحمت الٰہی کس وقت توجہ کامل فرمائے اگر تا بہ غروب وقوف کی ضرورت نہ ہوتی تو ظہر و عصر کے جمع کرنے کا کیوں حکم دیتے۔ اور ایک **ادب واجب الحفظ** اس روز وہ ہے جس کا ذکر فصل اول میں گزرا اور فصل خامس میں انشاء اللہ مفصلاً آئے گا کہ وعدہ ہائے الٰہیہ پر جو سچے کریم نے سچے نبی کی سچی زبان پر فرمائے اعتقاد کامل لا کر بے خلجان ریب و شک یقین جانے کہ

آج میں اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہو گیا جیسا جس روز شکم مادر سے پیدا ہوا تھا
اب از سر نو عمل شروع کروں اور داد سعی و اجتہاد دوں کہ جو داغ اللہ جل جلالہ نے
بمحض رحمت و کرم میری پیشانی سے دھو دیا ہے مبادا پھر کلف چہرہ اسلام ہو سالکان
طریقت و اہلبیت نبوت بلکہ خود حضرت رسالت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ سے منقول ہے جو عرفہ
میں وقوف کر کے گمان کرے مجھ پر کوئی گناہ باقی ہے اس سے بڑھ کر کوئی گنہگار
نہیں فما اوسع مغفرۃ اللہ ولا الٰہ الا اللہ وسبحٰن اللہ والحمد للہ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل
ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ٥ جب ایک جزو لطیف شب کا داخل یعنی
غروب آفتاب یقینی ہو جائے فوراً سکینہ وقار و اطمینان و قرار کے ساتھ ہمراہ امام
لبیک و تکبیر و تہلیل و تحمید و استغفار و دعا و صلاۃ و ذکر و بقا میں مشغول مزدلفہ کی
طرف کوچ کریں اگر راہ میں کہیں وسعت پائیں اور کسی کی ایذا محتمل نہ ہو سیر میں
شتابی کریں اور نماز مغرب و عشاء و عرفات خواہ راہ میں نہ پڑھیں جب مزدلفہ
نظر آئے بشرط قدرت پیادہ ہو جائے اور کہے اللھم ھذا جمع اسالک ان ترزقنی جوامع
الخیر کلہ اور نہا سکے تو بہت بہتر یہاں جبل قزح کے قریب راہ سے بچکر اترے
اور اپنا اسباب اتارنے اور اونٹ کھولنے سے پہلے وقت عشا میں بعد اذان و
اقامت نماز مغرب بنیت ادا اور اس کے بعد بے تکبیر یا تکبیر کہہ کر بے فصل
سنن و نوافل معاً نماز عشا پڑھ لیں اور اس جمع میں جماعت شرط نہیں اب صبح
تک یہاں بقدر استطاعت یاد خدا و درود و دعا میں گزاریں جب صبح ہو نماز صبح
نہایت اول وقت خوب تاریکی میں پڑھ کر مشعر الحرام میں آئیں اور امام کے پیچھے
رو بقبلہ تکبیر و تہلیل و تحمید و تمجید و ثنا و درود و کثرت تلبیہ و دعا بلحاظ آداب میں
غایت اشتغال کرے اور اللہ جل جلالہ سے بتضرع تمام ارضائے خصوم و تکفل حقوق العباد
مانگیں کہ یہاں اس کا وعدہ ہے جیسا کہ فصل فضائل میں گزرا وحسبنا اللہ ونعم الوکیل

ونعم المولی ونعم النصیر ۝ اور یہاں سے سات کنکریاں دانہ خرما کی برابر اٹھا لیں اور انہیں دھو کر اپنے پاس رکھ لیں جب خوب روشنی ہو جائے اور آفتاب قریب طلوع آجائے ہمراہ امام منیٰ کی طرف لبیک و اذکار میں مشغول چلیں جب وادی محسر پہنچیں بقدر پانسو پینتالیس گز شرعی کی سیر بے ایذائے احدے تیزی کریں اور جانور پر سوار ہوں تو اسے تیز چلائیں اور اس عرصہ میں یہ دعا پڑھتے رہیں اللھم لا تقتلنا بغضبک ولا تھلکنا بعذابک وعافنا قبل ذالک جب منیٰ پہنچیں دعائے رویت منیٰ پڑھیں اور سب کاموں سے پہلے جمرۃ العقبہ کی طرف کہ ادھر سے پچھلا جمرہ ہے اور مکہ معظمہ سے پہلا جائیں اور بطن وادی میں سواری پر جمرہ سے پانچ گز شرعی کا فاصلہ چھوڑ کر وقوف کریں کہ منیٰ دہنے ہاتھ پر رہے اور کعبہ بائیں پر پس رخ بجمرہ سات کنکریاں جدا جدا سیدھا ہاتھ اس قدر اٹھا کر کہ سپیدی بغل ظاہر ہو اسے ماریں اور بہتر یہ ہے کہ کنکریاں جمرہ تک پہنچیں یا تین گز شرعی تک فاصلہ پر پڑھیں تاہم کافی ہے اس سے زیادہ دوری میں وہ کنکری شمار میں نہ آئے گی اور ہر ایک پر بسم اللہ اللہ اکبر رغماً للشیطن ورضی للرحمن اللھم اجعلہ حجاً مبروراً وسعیاً مشکوراً وذنباً مغفوراً کہتے جائیں اور پہلی کنکری سے لبیک موقوف کریں جب سات پوری ہو جائیں فوراً ذکر و دعا کرتے لوٹ آئیں اب قربانی میں متمتع و قارن پر واجب اور مفرد کو مستحب ہے مشغول ہوں اگر ذبح کرنا ہو تو خود ذبح کریں دونوں ہاتھ اور ایک پاؤں اس کا باندھ کر رُخ بقبلہ لٹائیں اور دعا کریں وجھت وجھی للذی فطر السموات والارض حنیفا مسلماً وما انا من المشرکین ۝ ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین ۝ لا شریک لہ وبذالک امرت وانا من المسلمین ۝ اللھم تقبل منی ھذا النسک واجعلہ قرباناً لوجھک وعظم اجری علیہ بعدہ بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر نہایت تیز چھری بسرعت تمام پھیر دیں ذبح کے

بعد ہاتھ پاؤں کھول دیں اور اونٹ اسے کھڑا کر کے سینے پر منہا کے گو پر نیزہ
ماریں۔ سنت یوں نہیں ہے اور ذبح بھی جائز بعد فراغ اپنے اور تمام مسلمانوں کیلئے
قبول حج و قربانی کی دعا کریں اور جب تک سرد نہ ہو جائے کھال نہ کھینچیں کہ باعث
ایذا ہے بعدہ رو بقبلہ بیٹھ کر مرد سارا سر منڈائیں کہ ان کے لیے یہی افضل
ہے یا بال کتروا دیں کہ رخصت ہے حلق دہنی جانب سے شروع کریں اور
وقت حلق اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد کہتے
جائیں اور دعا کریں الحمد للہ علی ما ھدانا وانعم علینا وقضیٰ عنا نسکنا اللھم ھذا
ناصیتی بیدک فاجعل لی بکل شعرۃ نورا یوم القیمۃ وامح عنی بھا سیئۃ وارفع لی
بھا درجۃ فی الجنۃ العالیہ۔ اللھم بارک لی فی نفسی وتقبل منی اللھم اغفرلی وللمحلقین
والمقصرین یا واسع المغفرۃ۔ آمین ہ اور بعد از فراغ یہی تکبیر مذکور کہیں اور اپنے
اپنے والدین و مشائخ و تمام حجاج و اہل اسلام کے لیے دعائے مغفرت کریں اور
بال دفن کر دیں اور حلق یا تقصیر سے پہلے ناخن نہ کتروائیں خط نہ بنوائیں اور
عورتیں پورے برابر بال کتروائیں اب جماع و دواعی جماع کے سوا جو کچھ احرام نے
حرام کیا تھا سب حلال ہو گیا اب افضل یہ ہے کہ اسی روز یعنی یوم النحر کہ دہم
ذی الحجہ کا نام ہے۔ طواف فرض کے لیے جسے **طواف الزیارۃ** کہتے ہیں
مکہ معظمہ جائیں اور بدستور مذکور پیادہ مع طہارت و ستر عورت طواف بے اضطباع
اور اسی طرح جو مفرد و متمتع صرف سعی یا مثل قارن رمل و سعی دونوں سے کسی
طواف کامل با طہارت میں فارغ ہو چکا ہے وہ بے رمل و سعی بجا لائے
ورنہ اب رمل و سعی کرے اور بعد طواف دو رکعت مقام میں پڑھیں اس
طواف سے عورتیں بھی حلال ہو جاتی ہیں اور بارھویں تک اس کی تاخیر روا اس
کے بعد بلا عذر تو کردہ تحریمی موجب دم اب دسویں تاریخ نماز ظہر مکہ معظمہ میں

پڑھ کر منےٰ روانہ ہو اور گیارہویں شب یہیں بسر کرے نہ مکہ میں نہ راہ میں کہ مکروہ ہے روز یازدہم بعد از نماز ظہر امام کا خطبہ سن کر متوجہ رمی ہو ان ایام میں رمی جمرۂ اولی سے شروع کرتے ہیں جو مزدلفہ کی طرف مسجد خیف سے قریب ہے پس راہ مکہ کی طرف سے آکر چڑھائی پر چڑھے کہ یہ جگہ بہ نسبت جمرۃ العقبہ کے بلند ہے اور رو بکعبہ بطریق مذکور سات کنکریاں مار کر جمرہ سے قدرے آگے بڑھے اور مستقبل قبلہ ہاتھ دعا کے لیے اس طرح اٹھا کر کہ ہتھیلیاں جانب قبلہ رہیں حضور قلب وخشوع وخضوع کے ساتھ حمد و صلاۃ و دعا واستغفار میں بقدر قرأت سورۂ بقر یا کم سے کم بمقدار تلاوت بست آیت مشغول رہے پھر اس کے آگے جمرۂ وسطیٰ ہے وہاں بھی بعینہ ایسا ہی کرے اس کے بعد جمرۂ عقبہ سے یہاں رمی کر کے توقف نہ کرے بلکہ معاً لوٹ آئے اور لوٹتے میں دعا کرے شب دوازدہم یہیں اپنی فرودگاہ پر بسر کرے بارھویں تاریخ بھی جمراۃ ثلثہ کو بعد از زوال اسی طریقہ سے رمی کرے اب تا بہ غروب آفتاب مختار ہے کہ جانب مکہ روانہ ہو اور ایک دن اور ٹھہرے تو افضل مگر بعد غروب چلا جانا مکروہ۔ پس اگر روز چہارم یعنی تیرھویں تاریخ بھی قیام کیا تو اسی طرح رمی جمراۃ کر کے متوجہ مکہ معظمہ ہو جب وادی محصب میں کہ جنت المعلے کے قریب ہے پہنچے سواری سے اتر لے یا بے اترے کچھ دیر وقوف کر کے مشغول دعا ہو اور بہتر تو یہ ہے کہ عشار تک نمازیں یہیں پڑھے اور ایک نیند لے کر داخل بلد مکرم ہو اور یہاں جب تک ٹھہرے اپنے اور اپنے والدین و مشائخ و اولیائے نعمت خصوصاً سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب و عترت علیہ وعلیہم الصلوۃ والتحیۃ کی طرف سے جس قدر ہوسکیں عمرے کرتا رہے جب عزم سفر ہو طواف وداع بے رمل وسعی

و اضطباع کرے اور دو رکعت معمول پڑھے پھر زمزم پر آئے اور پانی بطریق مذکور پیئے اور بدن پر ڈالے پھر رو بروئے در اقدس کھڑا ہو آستانہ پاک کو بوسہ دے فلاح دارین و قبول حج و مغفرت ذنوب و توفیق حسن و عود بارہا کی دعا کرے ملتزم پر آکر بنہج مذکور غلاف کعبہ تھام کر چمٹے اور تضرع وخشوع و دعا و بکا و تکبیر و تہلیل و درود و حمد کی جسقدر تکثیر ہو سکے بجا لائے پھر حجر معظم کو بوسہ دے کر الٹے پاؤں رُخ بکعبہ یا سیدھے چلنے میں بار بار پھر کر کعبہ کو بنگاہ حسرت آلود دیکھتا جاتا فراق بیت پر روتا یا روتے کی صورت بناتا وداع محبوب پہ سرد آہیں کرتا مسجد مقدس کے دروازہ سے بباب الحزورہ سے نکلے تا بہ وصول در کلمات وداع کا زبان پر لاتا انشاء اللہ تہیج گریہ و صورت حضور قلب ہے پس بار بار یوں کہتا چلے الوداع الوداع یا کعبۃ اللہ یا "بیت اللہ" یا "قبلۃ المسلمین" یا "انس الطائفین والعاکفین" یا "حجر اسمٰعیل" یا "مقام ابراہیم" یا "بئر زمزم" "ایھا الحجر الاسعد" "ایھا المستجار والملتزم" یا "ارض الحرم" "ایھا المسجد الحرام الاعظم" جب دروازے پر پہنچے وقوف کرے اور کہے الحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا اللھم ان ھذا البیت بیتک و انا عبدک وابن عبدک و ابن امتک حملتنی علی ما سخرت لی من خلقک حتی اعنتنی علی قضاء مناسکک فلک الحمد و لک الشکر فان کنت رضیت عنی فازدد عنی رضی والا فمن الان علی بالرضی عنی قبل عن افارک بیتک یا ارحم الراحمین ٥ اللھم اصحبنی العافیۃ فی بدنی والعصمۃ فی دینی یا ذا الجلال والاکرام ٥ اللھم انک قلت و قولک الحق لنبیک صلے اللہ علیہ وسلم عند فراقہ لبیتک الحرم ان الذی فرض علیک القران لرادک الی معادہ وقد اعدتہ الی بیتک الحرام کما وعدتہ فاعدنی الی بیتک بجاھہ عندک مرۃ بعد مرۃ واجعلنی من المقبولین عندک یا خیر المسئولین و یا خیر المعطین ٥ اللھم لا تجعلہ

اخر العهد من بیتک الحرام و ان جعلتہ اخر العهد بہ فعوضنی عنہ الجنۃ یا ارحم الرحمین

وصلے اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و صحبہ و امتہ اجمعین ۵ آمین۔ بعدہ بقدر استطاعت فقرائے حرم پر تصدق کر کے متوجہ مدینۂ طیبہ سید المرسلین و رحمۃ للعالمین ہو صلے اللہ علیہ و علی آلہ و صحبہ اجمعین لیکون ختامہ مسک و فی ذالک فلیتنافس المتنافسون ۵ وصل دخول کعبہ اگر بے ایذا و کشمکش و ارتکاب محذورات شرعیہ میسر نہ آسکے ہرگز ارادہ نہ کرے کہ اجتناب مناہی اجتلاب مستحبات پر مقدم ہے دخول حطیم قریب میزاب پر قناعت کرے کہ وہ جگہ بھی درحقیقت زمین کعبہ ہے جسے کفار قریش پھر حجاج بن یوسف ظالم نے کعبہ سے خارج کر دیا ورنہ نعمت عظمےٰ و سعادت قصوےٰ ہے پس با رعایت آداب ظاہر و باطن خاضع و خاشع آنکھیں نیچی کیے گردن جھکائے گناہوں پر شرماتا ملاحظۂ جلال رب البیت سے لرزتا کانپتا بے پریشان نظری دہنا پاؤں مع تسمیہ پہلے بڑھا کر داخل ہو اور اپنے سامنے کی دیوار تک جائے یہاں تک کہ اس سے تین گز شرعی کا فاصلہ رہ جائے وہاں دو رکعت نفل پڑھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا مصلےٰ ہے پھر دیوار کی طرف بڑھے اور اس پر رخسارے اور منہ رکھ کر حمد و استغفار و درود و دعا میں اجتہاد کرے اور بیقین جانے کہ یہاں تک پہنچنا بے توفیق الٰہی نہ ہوا اور کریم کی عادت نہیں کہ جسے اپنے گھر بلائے اور مقام قرب میں جگہ عطا فرمائے پھر اس پر غضب کرے یا اس کی کوئی حاجت ضائع چھوڑ دے اس نے اپنے اس گھر کو امن دینے والا فرمایا امید واثق ہے کہ آج مجھے آتش دوزخ و احوال قیامت و عذاب قبر و مکروہات دارین سے اماں بخشے گا پس بحضور قلب و لحاظ آداب دعا کرے رب ادخلنی مدخل صدق و اخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا ۵ اللھم کما ادخلتنی بیتک فادخلنی جنتک اللھم یا رب البیت العتیق اعتق رقابنا و رقاب ابائنا و امھاتنا من النار یا عزیز یا جبار اللھم یا

خفی الالطاف امنا مما نخاف اللھم احسن عاقبتنا فی الامور کلھا و اجرنا من خزی الدنیا و عذاب الاخرۃ ط اللھم انی اسئلک من خیر ما سئلک منہ نبیک الی آخرہ

اسی طرح چاروں گوشوں پر جائے اور دعا کرے اور ستونوں سے چمٹے اور دعا کرے اور پھر اس دولت اور نعمت حج زیارت کا نصیب و مقبول ہونا مانگے ان اللہ سمیع علیم ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ٥ **وصل** اجابت دعا کے یہاں بیس مقام ہیں۔ ۱۔ مطاف یعنی گرد کعبہ جہاں تک سنگ مرمر بچھا ہے کہ مسجد الحرام زمانہ سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام میں یہیں تک تھی ۲۔ ملتزم ۳۔ مستجار کہ رکن شامی و یمانی کے درمیان محاذی ملتزم واقع ہے ۴۔ داخل بیت ۵۔ زیر میزاب ۶۔ حطیم ۷۔ حجر اسود ۸۔ رکن یمانی ۹۔ خلف مقام ۱۰۔ نزد زمزم ۱۱۔ صفا ۱۲۔ مروہ ۱۳۔ مسعے خصوصا بین المیلین ۱۴۔ عرفات خصوصا نزد موقف نبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۵۔ مزدلفہ خصوصاً مشعر الحرام ۱۶۔ منیٰ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹ جمرات ثلثہ ۲۰۔ نظرگاہ کعبہ جہاں کہیں ہو اور ان اماکن سے بعض ہیں اجابت نزد بعض بعض اوقات سے خاص ہے۔

فصل پنجم

اسرار حج میں

واضح ہو کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت اس امت مرحومہ پر بطفیل اس نبی رؤف رحیم رحمۃ للعلمین صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین کے روز ازل سے تمام امم سے زائد ہے اوروں کو بڑی بڑی مشقتوں اور جانکاہیوں پر جو ثواب ملتا انہیں تھوڑی محنت وخلاف نفس پر اس سے اوفر و اکثر عطاء ہوتا ہے سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم نے اگلی امتوں سے ایک عابد کا بیان فرمایا جس نے ہزار برس

حق سبحانہ و تعالیٰ کی عبادت کی صحابہ کرام کو نہایت غم ہوا کہ ہم اتنی عمریں کہاں پائیں گے اور وہ مرتبے جو سابقین کو ملے ہیں کیسے ہاتھ آئیں گے سورۃ نازل ہوئی انا انزلنٰہ فی لیلۃ القدر ۝ وما ادرٰک ما لیلۃ القدر ۝ لیلۃ القدر خیر من الف شھر ۝ الی آخر السورۃ یعنی اگر ہم نے انھیں عمریں طویل عنایت کیں تو تمہارے لیے اپنی رحمت سے ایک رات ایسی مقرر کی جو ہزار مہینے سے بہتر ہے اور اس کی عبادت کا ثواب عبادت ہزار ماہ کے ثواب سے بیشتر ہے اسی طرح امم سابقہ نے انتہائے مرضات الٰہی کے لیے رہبانیت ایجاد کی تھی کہ اہل و عیال و مال و متاع و شہر و دیار و یار و اغیار سے ایک قلم قطع علائق کر کے پہاڑوں اور جنگلوں میں تنہا رہنا اور لذات و شہوات سے بالکلیہ کنارہ کش ہونا اختیار کیا اس امت کو رحمت الٰہی نے ان تکالیف شاقہ سے منع فرمایا اور ان کے لیے برکت جماعت میں رکھی گئی اور ان سے فرما دیا گیا لا رہبانیۃ فی الاسلام ہمارے دین میں رہبانیت نہیں مگر ہاں ہم اس کے عوض ایک ایسی سہل تدبیر بتائے دیتے ہیں جس میں نہ وہ مصیبت ہو نہ وہ تکلیف نہ اس کی مدت دراز و طویل اور ثواب و برکات اس سے زائد حاصل ہوں، یعنی عمر بھر میں ایک بار اہل استطاعت پہ اپنے گھر کا حج فرض کرتے ہیں اور اسے اپنی طرف اضافت کر کے شرف و عزت بخشتے ہیں اور اسے تمہارے لیے امن و امان اور برکت و ہدایت والا مکان بناتے ہیں اور اس کا شوق تمہارے دلوں میں ایسا ڈالتے ہیں کہ یہ چند روزہ قطع علائق و غربت وطن بھی تم پر باعث تکلیف و بے آرامی نہ ہو بلکہ چار سمت سے اس کی طرف ایسے ٹوٹو جیسے کبوتر اپنے آشیانوں کی طرف اور اس کے شوق میں ایسے بے تاب دوڑو جیسے اونٹنی اپنے بچہ کے لیے یہ غریب الوطن وہ مزہ دکھائے کہ لذت وطن دل

سے بھول جائے پھر جب نئی نئی سیریں اور طرفہ طرفہ تماشے راہ کے دیکھتے اور ہماری عجائب قدرت و غرائب صنعت کے ملاحظہ سے حظ اٹھاتے اس تک پہنچو تو یہاں اگلی امتوں کی طرح نہ وہ بیابان لق و دق ہے جس میں ٹھہرنے سے دل گھبرائے نہ وہ بے سرو سامانی کہ غذا سوا برگ ہائے درخت کے کچھ ہاتھ نہ آئے نہ وہ تنہائی کہ سینہ میں دم رکے نہ وہ سخت بوجھ کہ اٹھ نہ سکے نہ وہ درندگان صحرا کی مہیب آوازیں نہ وہ وحشی جانوروں کی موحش صحبتیں بلکہ یہاں کیا ہے ایک عروس سراپا ناز سر تا بقدم حسن و انداز لباس مشکیں زیب تن بہ ہزاراں زیور رحمت مزین چہرہ وہ پرنور کہ آنکھیں تجلی گاہ طور بنیں جمال وہ دل افروز کی نگاہیں آئینہ سان محو حیرت رہیں دیکھے سے دل میں وہ ٹھنڈک آئے کہ پلک مارنے کو جی نہ چاہے۔

در بزم جمال تو بہنگام تماشا — نظارہ ز جنبیدن مژگان گلہ دارد
داماں نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار — گلچیں بہار تو ز داماں گلہ دارد

پروانے اس شمع خوبی کے گرد نثار ہو رہے ہیں عشاق دل سوختہ دامنوں سے لپٹے درد جگر کھو رہے ہیں کسی طرف آہ سحری کی نرم نرم نسیم غنچۂ دل کھلاتی ہے کہیں اشک پیہم کی روانی ترشح ابر کا مزہ دکھاتی ہے کوئی سجدہ میں گر کر آئینۂ حیران بنا ہے کوئی ملتزم سے لپٹ کر تصویر دیوار ہو گیا ہے کوئی حطیم میں بیٹھا ہجوم شوق میں دیوانہ وار سرگرم فغاں ہے کہ ایک دم خاموش نہیں کوئی رکن یمانی یا میزاب کے پاس ایسا مست لذت ہے کہ جان و تن کا ہوش نہیں کسی کو بوسہ سنگ اسود نے وہ مزہ دیا ہے کہ تشنۂ ذوق میں چور ہے لوگ اوپر گر پڑتے ہیں مگر منہ ہٹانا کسے منظور ہے سبز پوشان ملاء اعلیٰ دامن خدمت کمر ہمت پہ چست باندھے مہمانوں کی دلداری میں سرگرم ہیں نور کے طبق سروں پر لٹائے جاتے ہیں ہماری رضامندی کے ہار گلے میں پہنائے جاتے ہیں جو آیا

خلعت عزت پایا جس نے سر جھکایا ہم نے مرتبۂ رفیع پر پہنچایا چار طرف سے لبیک لبیک اللھم لبیک کی صدائیں ہیں ذکر و دعا و نعت و صلوٰۃ و اذان و اقامت کی کی بلند ندائیں ہیں لطف وکرم کی زوردار بارش ہو رہی ہے گناہوں کے دفتر دھوئے جاتے ہیں اشجار تمنا سرسبزی و شادابی پاتے ہیں صحبت کے لیے اکابر علماء و صلحاء کھانے کے لیے تمام جہان کی لطیف و لذیذ غذا گو یہاں کچھ نہیں ہوتا مگر جو کہیں نہ ملے یہاں ملتا ہے یُجْبیٰ اِلَیْہِ مِنْ کُلِّ الثَّمَرَاتِ ط ہمارا سچا وعدہ ہے فَمَنْ کَفَرَ پھر جو ہماری ایسی عظیم نعمتوں کی ناشکری کرے اور باوجود ان منافع بیشمار کے ادنیٰ تکلیف کہ وہ بھی ہزاروں لذتوں سے مشغوف ہے گوارا نہ کرے فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ۝ تو ہمیں اس بے سپاس ناحق شناس کی کیا پرواہ ہے اپنا نقصان کرتا ہے ہمارا کیا کر سکتا ہے اے عزیز اگر اس سفر سراپا ظفر سے بوجہ جیولت بحر و خوف موت گھبراتا ہے تو تجھ سے زیادہ احمق کون کیا اگر یہیں رہے گا تو موت تجھے چھوڑ دے گی یا معصیت میں مرنا طاعت میں جان دینے اور تا بقیامت اجر حج ملنے سے افضل و اعلیٰ ہے اور جو یار و دیار کا چھوڑنا پسند نہیں آتا تو یقین جان کہ ایک روز انہیں چھوڑنا اور اسی سے کام پڑتا ہے کہ ان کی محبت میں جس کی نافرمانی کرتا ہے اس وقت ان میں سے کوئی تیرا ساتھ نہ دے گا نفس تجھے تسویف و تاخیر کی گھاٹی میں ہلاک کرتا ہے اور تجھے خبر نہیں او ناداں موت کا وقت تجھے معلوم ہے یا اس کے پھیر دینے کی کوئی دوا یاد ہے کیا معلوم آج آ گئی تو محروم رہا اور وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ۝ کا داغ پیشانی پہ لے گیا اور جو خدا نخواستہ ایسا ہوا تو یہود و نصاریٰ کے ساتھ ایک رسی میں باندھا جائے گا ہاں اے غافل جلد اٹھ اور کمر اطاعت مضبوط

باندھ اور قلب کی باگ تذکرہ اعتبار کی طرف پھیر کہ مغز و عطر حج کا ہے۔ معاصی سے توبہ کر اور جن جن کے حقوق تجھ پر ہیں ان سے معاف کرالے ورنہ یہ ہر ایک حق تیرے ساتھ مثل قرض خواہ کے ہے۔ بڑی شرم کی بات ہے کہ شاہنشاہ کے دربار میں اس ہیئت سے جائے کہ چار طرف سے قرضخواہوں کا ہجوم ہو اور ہزاروں مدعی دست در گریبان ہوں اگر اس نے ایسی بدحالت سے اپنے دربار میں بار نہ دیا تو کیسا خسارہ ہوگا، جب وطن و اہل وطن و اعزہ و اقربا کو چھوڑ کر چلے موت کا وقت یاد کر کر ایک دن اسی طرح ان سب کو ایسا چھوڑ کر جانا ہوگا کہ پھر آنا اور ان میں رہنا بسنا ہرگز نہ ہوگا آج زیارت بیت کے لیے جاتا ہے اس سفر میں مالک بیت کے پاس جانا ہوگا دیکھیے وہاں کیسی بنتی اور کیا کچھ گذرتی ہے جب توشہ کا سامان کرے خیال کر کر اس تھوڑی دیر کے لیے کیا کیا سامان کر رہا ہوں اور ایک سفر عظیم بس دور و دراز و راہ روح فرسا و جاں گداز سر پر ہے اس کے لیے بھی کچھ توشہ جمع کیا یا نہیں یہاں اگر بے سرو سامانی سے گزری تو چند روزہ تکلیف ہے علاوہ بریں بہت اسخیاء ایسے تیرے ساتھ ہوں گے کہ تیری خبرگیری کرتے رہیں گے وہاں اگر اعمال حسن کا توشہ ساتھ نہیں تو کوئی بات نہ پوچھے گا جس سے ایک نیکی مانگے گا کہے گا ہم خود محتاج ہیں کچھ ہمیں کو دے جا پھر بڑی فکر تو اسی سفر کی چاہیے جب سواری پاس آئے شکر الٰہی بجا لا کہ تیرے لیے اپنی رحمت سے وہ سامان کیے جس میں تجھ پر مشقت گراں نہ گزرے اور تصور کر کر ایک دن سواری جنازہ دروازہ پر لائی جائے گی یہ سواری تجھے بلاد و امصار کی سیر دکھاتی ٹھنڈی ہوا ٹھنڈے پانی کے ساتھ فضادار مکانوں اور مجمع خلائق میں لے جائے

گی اور وہ سواری تجھ بیکس و تنہا کو سب عزیزوں قریبوں سے چھڑا کر ایک مکان بس تنگ و تار میں پہنچائے گی پھر کچھ ایسی کوشش کر کہ یہ سفر اس سفر کی آسانی کا باعث ہو یعنی اس میں گناہ و رفث و فسوق و جدال سے بچ اور ہر وقت طاعت الٰہی میں سرگرم اور پُر حذر رہ کر شوائب ریا و قصد غیر خدا اس سفر کو تباہ نہ کر دیں کہ پھر اس سفر طویل میں سخت وقت پڑے گی جب شہر سے باہر نکلے خیال کر کہاں جاتا ہے اور کیا ارادہ رکھتا ہے اور کس کی طرف قصد کیا ہے اس سفر میں میرے ساتھی دو فرقے ہو جائیں گے ایک وہ جو اس کی طرف بپائے شوق سے دوڑے اور اس کے لیے دنیا ومافیہا سے گزر گئے اور اس کی طاعت میں ہر وقت مصروف رہے ان کے لیے دو مژدہ و تہنیت ہیں ایک وقت زیارت بیت الحرام دوم ہنگام لقائے حضرت ذی الجلال والاکرام دوسرے وہ جنہوں نے تکالیف دنیوی سے تنگ آکر بمجبوری اس سفر کو گوارا کیا پھر اس میں جو بعض تکلیفیں کہ لوازم سفر ہیں گزریں اس پر جزع و فزع کرتے رہے یا قصد غیر خدا سے اپنی محنت کو برباد کیا اس حرم محترم میں معاصی سے باز نہ آئے اور ثواب کے عوض گناہ کمایا اس کا نصیبہ اس سفر سے سوا غربت و کربت اور سفر کی مصیبت کے اور کچھ نہیں آہ نہیں معلوم میں ان دونوں سے کس فرقے میں ہوں جب دریا میں سوار ہو اس قادر ذو الجلال عز مجدہ کی قدرت کاملہ کا مراقبہ کر جس نے ایسے بحر ذخار نا پیدا کنار کو تیرے لیے مسخر کر دیا اور جان کہ اس رکوب کا انجام معلوم ہے اگر پار اترے گوہر مقصود ہاتھ آیا اور ڈوب گئے تو بشرط اخلاص شہید مرے اور قیامت تک ثواب پاتے رہے مگر ایک دریائے موج انگیز سخت طوفان خیز باقی ہے جہاں نہ کوئی ناؤ ہے اور نہ ناخدا اللہ ہی کی رحمت کام آئے گی پھر وہاں کے لیے کچھ ایسا

سامان جمع رکھیئے کہ بخیریت پار ہوں اگر امواجِ بحر و طغیان آب دیکھ کر ترس و ہول پیدا ہو اور وہ باعث التجا بجناب کبریاء ہو خیال کر کہ یہاں ڈر کر اس کی طرف ملتجی ہونا اور خشکی میں لہو و لعب و غفلت میں عمر کھونا کیسی حماقت ہے کیا وہ وہاں تیرے اہلاک پر قادر نہیں زمین بھی تو اس کے حکم سے پانی پہ قائم ہے اگر وہ چاہے خسف ہو جائے پھر کون بچا سکتا ہے جب جامۂ احرام پہنے کفن کو یاد کر کہ وہ ایسا ہی چار گز کپڑا بے سلا ہو گا آج جیسے احرام میں لپٹا اس کے گھر کی طرف چلا ہے کل کفن میں پیچیدہ اس کی طرف جائے گا پھر کچھ ایسی تدبیر کر کہ اس وقت کا عمل اس وقت کام آئے جب صحرا و بوادی میں گزر ہو اور رہزنوں یا درندوں کا ڈر ہو اپنی غفلت پر سخت افسوس کر کہ حطام دنیا کے لیے اس قدر مہموم ہے اور وہ متاعِ گراں بہائے بیش قیمت جسے ایمان کہتے ہیں شیطان لعین سا چور اور نفس امارہ سا رہزن اس کے درپے ہے اور تو ان سے بچنے کی کچھ فکر نہیں کرتا یہاں سباع و درندگان کا علاج کر سکتا ہے اور مجمع کثیر میں آتے وہ خود خائف ہوتے ہیں گور کی تنہائی میں عیاذاً باللہ اگر سانپ بچھو آئے ان کا بھی علاج کر رکھا ہے یا نہیں

لبیک کہے لحاظ کر یہ اس بادشاہ بے نیاز کی ندا کا جواب ہے اس نے پکارا میری طاعت کے لیے میرے گھر کی طرف دوڑو تو کہتا ہے میں حاضر ہوں الٰہی میں حاضر ہوں کیا معلوم تیری یہ عرض وہاں مقبول ہو یا نہیں یہ وقت مسلمان کے لیے بڑے خوف و رجا کا ہے ڈر کہ تیرے اعمال بد تجھے مردود نہ کریں اور امید رکھ کہ کریم اپنے گھر آئے کو محروم نہیں رکھتا اسی واسطے لفظ لبیک جو سبقت ندا پر دال ہے مقرر فرمایا گیا تا یاد دلاتا اور امید بندھاتا رہے کہ ہم ناخواندہ مسلمان نہیں بلکہ ایک بڑے کریم کے بلائے ہوئے جاتے ہیں

بلبل ز ادب پا ننہد در صف گلزار
تا گل بطلب گاریٔ او از لبش کشاید

حدیث میں ہے جو مال حرام لے کر حج کو چلا جب لبیک کہتا ہے اسے جواب ہوتا ہے لا لبیک ولا سعدیک و حجک مردود و علیک حتی ترد ما فی یدیک نہ تیری لبیک منظور نہ سعدیک سُنی جائے اور تیرا حج تیرے منہ پر مارا جائے گا جب تک تو وہ مال جو تیرے ہاتھ میں ہے پھیر دے حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن آبائہ الکرام نے جب احرام باندھا اور سواری پر سوار ہوئے چہرۂ شریفہ کا رنگ زرد ہو گیا اور جسم تھرتھرانے لگا اور لبیک نہ کہہ سکے لوگوں نے عرض کیا حضرت لبیک کیوں نہیں فرماتے ارشاد کیا ڈرتا ہوں کہیں جواب نہ ملے کہ لا لبیک ولا سعدیک پھر تلبیہ کہا اور کہتے ہی غش آ گیا اور سواری سے گر پڑے اخیر حج تک یہی حال رہا احمد ابن الجواری کہتے ہیں میں حضرت ابو سلیمان دارانی کے ساتھ حج کیا جب احرام باندھا انہوں نے ایک میل تک لبیک نہ کہی اور غشی طاری ہوئی جب ہوش میں آئے کہا اے احمد اللہ تعالےٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی بنی اسرائیل کے ستمگاروں سے کہہ دے مجھے یاد نہ کریں کہ جو مجھے یاد کرتا ہے میں اسے یاد کرتا ہوں اور جب وہ مجھے یاد کریں گے میں انہیں لعنت کے ساتھ یاد کروں گا اے احمد میں نے یہ سنا ہے جو حرام طور پر حج کو جاتا اور لبیک کہتا ہے اللہ جل جلالہ فرماتا ہے لا لبیک ولا سعدیک حتی ترد ما فی یدیک ہمیں ڈر ہے کہیں ہم سے بھی ایسا ہی نہ کہا جائے جب آدمیوں کا ہجوم اور ان کا ندائے الٰہی کے جواب میں لبیک لبیک کہتے مختلف شہروں سے آنا دیکھے مراقبہ کر کہ ایک روز ایسے ہی نفخ صور کریں گے اور تمام عالم کو بلائیں گے

اور لوگ یونہی اپنی اپنی قبروں سے نکل کر اس کی طرف چلیں گے اس وقت کوئی مردود ہوگا کوئی مقبول آج بھی دیکھیے کیسی گزرتی ہے اور میں کس فرقے میں ٹھہرتا ہوں **جب** دروازہ حرم میں داخل ہو خیال کر ایک دن سب کو ایک دروازہ سے جس کا نام موت ہے گزر کرنا ہے مگر نہیں معلوم وہ دروازہ کس گھر لے جائے فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَ فَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ **جب** مکہ معظمہ پہنچے شوق و ذوق میں ڈوب جا اور احسان الٰہی کا شکر بجا لا جس کی توفیق سے یہاں تک پہنچا اور سمجھ لے کہ اس حرم کو اس نے امن دینے والی فرمایا عجب کیا تجھے بھی عذاب قیامت سے نجات ملے اور اپنے گناہوں پر خیال کرکے اشک ندامت بہا کہ کیسا آلودہ متلوث کیسی پاک جگہ کی زیارت کو جاتا ہے مگر یہاں امید غالب ہے کہ شرف خانۂ عظیم اور کرم صاحب خانۂ عمیم اور مہمان کی خاطرداری منظور اور پناہ لینے والے کو پناہ دینا کریموں کا دستور اگر تجھے رد کرنا چاہتے اپنے گھر نہ بلاتے **جب** نگاہ کعبہ معظمہ پر پڑے عظمت اس کی قلب میں لا اور گمان کر گویا تو رب البیت کو مشاہدہ کر رہا ہے اور کیسے خطرہ کی بات ہے کہ کل اس کی رؤیت نصیب ہوتی ہے یا معاذ اللہ محجوبین میں ٹھہرتا ہوں مگر جب گھر دکھایا ہے تو امید ہے کہ اپنا وجہ کریم بھی دکھائے گا انشاء اللہ العظیم ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الحکیم غرض اپنے ہر امر سے امور آخرت کی طرف انتقال کرکر وقائع حج بالکل نمونہ محشر ہیں **جب** طواف بیت سے مشرف ہو ولولۂ محبت کو حجاب ادب اور آتش شوق کو عرق خجالت سے ملا اور خیال کرکہ ملائکہ مقربین گرد عرش عظیم اور تمام ملاء اعلیٰ بیت المعمور کا کہ آسمان پہ محاذی کعبہ واقع ہے طواف کر رہے ہیں کیا خوب نعمت ملی کہ ایسے مقبولوں سے مشابہت ملی

اور کریم کا وعدہ ہے من تشبہ بقوم فھو منھم جو جس قوم سے مشابہت پیدا
کرے گا وہ انہی میں سے شمار کیا جائے گا مگر طواف جسم بے طواف قلب
بیکار ہے اگر دل حاضر نہیں تو یہ گرد پھرنا عبث سر پھرانا ہے۔ جب
حجر اسود کا بوسہ لے یاد کر کہ یہ وہ پتھر ہے جس میں تمام مخلوق سے
حق سبحانہ نے عہد اطاعت لے کر وہ کاغذ میثاق اسے کھلا دیا ہے اس
کا چومنا درحقیقت اس عہد کا تازہ کرنا ہے پھر خدا سے پیماں شکنی کر
کے کس کا ہو کر رہے گا اور کوشش کر کہ اخلاص و صدق نیت باعث
قبول عمل ہوتا یہ پتھر روز قیامت تیرے لیے گواہی دے اور خیال کر کہ بیشک
اس پتھر پر حضور سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کے لب ہائے مبارک نے
مس فرمایا ہے شرم کر کہ تیرا منہ اور وہاں تک پہنچنا اور لحاظ رکھ کہ جو
لب ایسی جگہ مس کرنے سے مشرف ہوئے اب تو ان سے کلام بیہودہ و
نامرضی نہ نکالیے ورنہ ان برکات کے فوت ہونے کا اندیشہ ہے
ملتزم سے چپٹے محبت و شوق کا قصد کر اور اسی طرح امید رکھ کہ تیرے
جسم نے وہاں مس کیا جہاں تن نورانی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مس
فرمایا تھا عجب کیا کہ جسم محبوب و بیت مقدس کی برکت سے تیرے بدن کو
آتش دوزخ سے بچالیں جب غلاف کعبہ سے لپٹے خیال کر کہ ایک بیکس
بے یار و سیاہ گناہگار اپنے گناہوں سے اس بادشاہ غفور رحیم کی بارگاہ میں
التجا لایا ہے اور اس کا دامن پکڑ کر کہہ رہا ہے میرا تیرے در کے سوا کہیں
ٹھکانہ نہیں اور تیرے کرم و عفو کے سوا کوئی ملجا و ماویٰ نہیں مجھے یہ دامن
بڑا وسیلہ ہاتھ آگیا اسے نہ چھوڑوں گا جب تک تو اپنے فضل سے میرے
گناہوں پر قلم مغفرت نہ پھیر دے اور آئندہ اپنے دشمنوں سے مجھے رہائی دے

اور یقین جان کہ کیسا ہی سخت نافرمانبردار غلام ہو جب اپنے کریم و رحیم مولیٰ کا دامن پکڑ کر مچل جاتا ہے کہ میں تو بے عفو کیے نہ مانوں گا تو اسے رحم ہی آجاتا ہے اور اس کی خطاؤں سے درگذر فرماتا ہے پھر جب حق تبارک و تعالیٰ تو ارحم الرٰحمین و اکرم الاکرمین ہے جل جلالہ و لا الٰہ الا ہو
جب صفا و مروہ کے درمیان دوڑے اور سات پھیرے کرے خیال کر اس وقت میں نے اس بندۂ مطیع فرمانبردار جاں نثار کی سی صورت بنائی ہے جو اپنے مولیٰ کی خدمت میں نہایت سرگرم ہے ایک دم پاؤں اس کا زمین سے نہیں لگتا کبھی آتا ہے کبھی جاتا ہے یا مثل اس فقیر بینوا کے جسے اس کی محتاجی نے بیتاب کر رکھا ہے دروازۂ کریم پہ آتا ہے اور اس کی صفت و ثنا کرکے سوال کرتا ہے مگر اُسے نہیں کھلتا میرے حق میں کیا حکم ہوا لوٹ جاتا ہے پھر بیقراری اس کی اسے واپس لاتی ہے اور دیر تک اسی حالت میں رہتا ہے یا مثل اس عاشق جان سوختہ کے جو کوچۂ محبوب میں سرگرداں پھر رہا ہے جمال جاناں نظر نہیں آتا اور دل کی بے چینی اسے ایک دم قرار نہیں لینے دیتی اور تصور کر ایک دن میزان کھڑی کی جائے گی ایک پلہ میں نیکیاں دوسرے پلہ میں گناہ رکھے جائیں گے تو اس پریشانی میں کہ دیکھیے کونسا پلہ غالب ہوتا ہے مضطرب پھرتا ہوگا کہ کبھی اس پلہ پر جائے گا کبھی اس پہ اور حالت خوف و رجا دل کو زیر و زبر کر رہی ہو گی **جب** نویں رات منےٰ میں سوئے اور صبح کو عرفات جانے کا قصد ہو یاد کر ایسے ہی روز خواب مرگ سے اٹھ کر میدان محشر میں جانا ہو گا اور یہی خلق کا اژدحام اور امید و بیم کا عالم ہو گا **جب** عرفات میں وقوف کرے تو لوگوں کا اطراف و اکناف سے آکر ایک زمین میں جمع ہونا اور ہر ایک

کا اپنے پیلے آواز بلند کرنا اور مختلف لغتوں میں اللہ جل جلالہ کو پکارنا اور ہر قافلہ کا اپنے اپنے سرداروں کے ساتھ ساتھ ہونا اور ان کے ہمراہ چلنا اور ضعفاء و عاجزین و زناں و اطفال کا دوسروں سے اعانت چاہنا دیکھ کر اس مضمون کو بالکل عرصات قیامت پر منطبق کر کہ اسی طرح تمام عالم ایک میدان میں مجتمع ہو گا اور ہر ایک اپنی اپنی فکر میں ہو گا مختلف زبانیں طرح طرح کی آوازیں رنگ رنگ کی صورتیں پھر ہر فرقہ اپنے امام کے ساتھ ہو گا، انبیاء اپنی اپنی امتوں کو لیے کھڑے ہوں گے گنہگار نیکوں سے شفاعت طلب کریں گے اس وقت دیکھا چاہیے مجھے اپنے مہربان پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے زمرہ میں اور ان کے نشان والاشان کے نیچے جگہ ملتی ہے اور میری شفاعت حق تعالیٰ سے کرتے ہیں یا نہیں اللھم احشرنا فی زمرتہ وارزقنا من شفاعتہ آمین ٥ اور اعتقاد رکھ کہ یہ دن بیشک افضل الایام ہے اور آج رحمت الٰہی خلق کی طرف بے انتہا متوجہ ہے اور یہ موقف ہرگز اوتاد و ابدال و صلحاء و اولیاء سے خالی نہیں خدا کے نیک بندے اپنے دلوں کو خیال غیر سے پاک کیے ہوئے اس کے حضور گڑگڑا رہے ہیں ان کے وہ ہاتھ اس کی طرف پھیلے ہیں جنہیں وہ خالی نہیں پھیرتا اور وہ گردنیں اس کی رحمت کی جانب بلند ہیں جو ہمیشہ اس کے حضور جھکی رہی ہیں اور وہ آنکھیں اس کی مہربانی پر کھولے ہوئے ہیں جنہوں نے اس کی یاد میں دریا بہائے ہیں اور رات رات بھر نیند سے آشنا نہ ہوئیں پھر بالیقین ان کی دعا اور ان کا عمل سب مقبول ہیں اور کریم کی عادت نہیں کہ مجمع سائلین سے بعض کو دے اور بعض کو محروم پھیرے ایسے ہی لوگوں کی نسبت فرماتا ہے هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقَىٰ بِهِمْ جَلِيسُهُمْ

وہ وہ لوگ ہیں کہ ان کا پاس بیٹھنے والا بدبخت و محروم نہیں رہتا علاوہ
بریں یہ مقبولان خدا ہرگز تنہا اپنی مغفرت و قضائے حاجت کے طلبگار نہیں
بلکہ تمام اہل موقف کو ان کی دعا شامل ہے ؎

و للارض من کاس الکرام نصیب

تو بالیقین حسب وعدۂ الٰہی میرے سب گناہ بخشے گئے اور آج ایسا ہو گیا
کہ گویا ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا اسی واسطے کہا جاتا ہے جو وقوف عرفہ
کرکے گمان کرے کہ اس پر کوئی گناہ باقی رہا اس سے بڑھ کر کوئی گناہگار
نہیں عیاذاً باللہ و رزقنا اللہ حسن الایمان آمین جب رمی جمار کرے اطاعت امر
الٰہی کا قصد کر اور اپنی عقل کو دخل نہ دے الحذر کہ تیرے دل میں خیال گزرے
اس فعل کی کوئی غایت سمجھ میں نہیں آتی ایک بیہودہ وعبث سا کام معلوم
ہوتا ہے اسے نادان ایک کھلی غایت وغرض اس میں بھی موجود کہ ایسے
حکم کے امتثال سے کمال عبودیت و غایت انقیاد و مفہوم ہوتا ہے جس کام
کی خوبی و منفعت خود سمجھ لی اس میں محض اطاعت نہ رہی بندہ وہ ہے جو
مولیٰ کے حکم میں عقل کو دخل نہ دے مردہ بدست زندہ ہو جائے تجھے جو کہا
وہ کر اس سے کیا کام کہ کیوں کہا اور کیا فائدہ لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَهُمْ یُسْئَلُوْنَ ۝
طبیب جو تجھے دوا بتاتا ہے بے اندیشہ پی جاتا ہے گو اس کی ماہیت و
افعال و خواص سے آگاہ نہ ہو اور سمجھ لیتا ہے طبیب دانا ہے اور میرے
ازالۂ مرض کی فکر رکھتا ہے اس نے کچھ تو میرا فائدہ سمجھ ہی لیا ہوگا اللہ جل
جلالہ پر اس قدر اطمینان بھی نہیں رکھتا وہ تو ارحم الراحمین ہے اور سب
حکیموں سے بڑھ کر حکیم معہذا اس میں ایک پیغمبر جلیل القدر یعنی سیدنا خلیل اللہ
ابراہیم علیہ و علی نبینا الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ تشبہ ہے کہ ان مقامات پر ابلیس لعین انکا

متعرض ہوا تھا تا ان کے حج میں کچھ شبہ ڈال دے یا قابو چلے تو کسی معصیت
میں آلودہ کر دے حق سبحانہ و تعالیٰ نے انہیں حکم دیا مردود کو پتھر ماریں کہ
خائب و خاسر لوٹ جائے اور امید اس کی ٹوٹ جائے ہم بھی انہیں کا اتباع
کرتے ہیں اگر تیرے دل میں اندیشہ گزرے انھوں نے تو شیطان کے پتھر مارے
تھے اب شیطان کہاں ہے جس کے میں پتھر ماروں تو سمجھ لے کہ اگر شیطان
یہاں موجود نہیں تو یہ وسوسہ تیرے دل میں کس نے ڈالا مستعد ہو کر اسی
کے پتھر مار اور اطاعت حکم الٰہی سے ملعون کے دل پر زخم کاری لگا جب
ذبح ہدی واضحیہ کرے اسے بھی اسی طرح امتثال امر ربانی و اقتدائے سنت
ابراہیمی سمجھ اور امید رکھ کہ اس کے ہر عضو کے عوض تیرا ہر عضو انشاء اللہ
تعالیٰ نار دوزخ سے آزاد ہوگا اور جہد کر کہ آدمی ہو کر ایک جانور سے کم نہ
ہو جا جس نے اس کے حکم سے اپنی گردن دے دی اور تجھ سے اس کی
مرضی کا کوئی کام نہیں بن پڑتا بعد تمام حج کے ہمیشہ طاعت الٰہی واجتناب
مناہی میں سرگرم رہ کر دلیل قبول حج ہے حیف ہے جو نگاہ خدا کے
گھر پر پڑے اب کسی حرام قصد سے اٹھے وا دریغا جن ہاتھوں نے غلاف
کعبہ چھوا موقف عرفات میں خدا کی طرف بلند ہوئے اب ان سے امر
نامشروع صادر ہو جو لب تلبیہ و بوسۂ حجر سے مشرف ہوئے اب ان سے
سخن ناشائستہ نکلے جو پاؤں راہ خدا میں چلے اب ان سے کار ناشائستہ
کی طرف جائے جو بدن مجمع اقطاب و ابدال و مجلس ذکر ذوالجلال میں حاضر
رہا اب محفل لہو و لعب و مجمع فساق و فجار میں شریک ہو۔ اللھم انا نسئلک
التوفیق والھدایۃ والثبات علی امرک فی البدایۃ والنہایۃ فاغفرلنا ذنوبنا و
اسرافنا فی امرنا واختم لنا بالحسنیٰ واقض لنا حوائجنا انک اکرم مسئول و رحمک

خیر ماموں و استغفر اللہ ربی ان ربی لغفور رحیم ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ٥ خاتمہ رزقنا اللہ حسنھا۔

زیارت سراپا طہارت مدینہ طیبہ

زادھا اللہ شرفاً آمین

ہر چند موضوع اس مختصر کا صرف ارکان اربعہ ہیں اور یہ مبحث ان سے جدا مگر یہ ذکر اس کا ہے جسکی یاد یاد الٰہی سے مفارق نہیں یہاں وہ نام پاک ورد زبان ہوگا جو آرام جاں ہے اور زیور ایمان جسکے بغیر مسلمانوں کو کبھی تسکین ممکن نہیں کوئی ذکر کوئی چرچا کیسا ہی نفیس و عمدہ ہو دل مومن بعد نام خدا کے اس میں اسی نام کا جویاں و نگراں رہتا ہے اگر اس سے خالی دیکھتا ہے بجھ جاتا ہے اور مزہ کامل نہیں پاتا یہ وہ نام ہے جسے خالق ارض و سماء جل جلالہ نے زمین و آسمان و مہر و ماہ کی پیدائش سے بیس لاکھ برس پہلے اپنے نام کے ساتھ عرش بریں پہ لکھا حق عز مجدہ کو یہی نام ایسا بھایا جس سے تمام عالم بالا آباد فرمایا سدرۃ المنتہیٰ کے پتے اور جنت کے ہر قصر و غرفے اور ہفت آسمان کے تمام مواضع و اماکن کو اس سے زینت دی اور حورعین کے سینوں اور ملائکہ مقربین کے آنکھوں پہ اسے تحریر فرما کر صفا و روشنی بخشی۔ اہل ایمان کو بھی لازم کہ بعد ذکر الٰہی ہمیشہ علی الدوام یاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں مصروف رہیں اور کسی وقت [illegible] اپنے دل و زبان و قلم کو اس سے خالی نہ رکھیں ذکر محبوب سے [illegible] [illegible] ہے چہ جائیکہ معیت ذکر الٰہی باعث

کافی موجود ہو ایمان کے دو جزو ہیں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اگر مباحث پیشین لا الہ الا اللہ سے متعلق تھیں یہ بحث محمد رسول اللہ سے علاقہ رکھتی ہے معہذا جس طرح حج کے بعد زیارت مدینہ طیبہ کو حاضر ہونا ظلم و جفا ہے اسی طرح اس کا بیان کر کے اسے چھوڑ جانا بیجا و خطا بنا بران فقیر اس خاتمہ کی برکت سے رسالہ کو جلوہ گاہ مسک اختتام کرتا ہے اور اسے دو فصل پر منقسم کر کے دونوں جہان میں حسن انجام کی امید رکھتا ہے و باللہ التوفیق و بالاعتصام ولا حول و لا قوۃ الا باللہ المہیمن العلام۔

فصل اوّل

فضائل زیارت سراپا طہارت سید المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہٖ وسلم اور اس کے تارکین کی مذمت و بیان حرمان دولت میں اعاذنا اللہ منہ قال اللہ تبارک و تعالےٰ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ۝ اور اگر وہ جب اپنی جانوں پر ستم کریں تیرے پاس حاضر ہوں پس خدا سے بخشش چاہیں اور بخشش چاہے رسول ان کے لیے البتہ پائیں خدا کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان آیہ کریمہ دردمندان مرض معصیت کو دوائے جاں بخش و روح افزا بتانے اور انھیں دارالشفائے سرور مسیحا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف ہدایت فرماتی ہے کہ جو ستمگار ہماری نافرمانیوں سے اپنی جان پر ظلم کرے وہ تیری بارگاہ بیکس پناہ میں آستاں بوس ہو کر اپنے درد دل کا علاج چاہے گا اور تو شربت خوشگوار استغفار سے اس تشنہ کام کا معالجہ فرمائے گا حضرت شافی مطلق حکیم برحق جل جلالہ اسے شفائے کامل و عاجل بخشے گا

یہاں سے مثل ماہ نیم ماہ و مہر نیم روز روشن کہ آستانۂ نبوت پہ حاضر ہو کر استغفار مغفرت ذنوب میں اثر تام رکھتی ہے دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے، وَ سَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ جلدی کرو اپنے رب کی مغفرت کی طرف ان دونوں آیتوں کے ملانے سے یہ نتیجہ پیدا ہوا کہ ہم گنہگاروں کو خاک بوسی عتبہ مصطفوی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف نہایت شتابی چاہیئے اور ہرگز ہرگز اس میں توقف کی راہ نہ دیں کہ موت کا وقت معلوم نہیں کیا عجب مہلت نہ دے اور یہ نعمت بے بہا ہاتھ سے جائے اور آیہ کریمہ کی سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ حیات دینوی سے تخصیص محض تحکم قصر پہ کیا دلیل قائم اور کونسی ضرورت اس کی طرف داعی اگر ایسی ہی تخصیصات بے مخصص کا دروازہ کھولا جائے شریعت مطہرہ سے امان اٹھ جائے تمام احکام میں جس کا جی چاہے قیدیں لگا لے بلکہ منع تخصیص پہ دلائل حاکم اوّلاً آیہ کریمہ اگرچہ لفظاً اخبار ہے مگر معنےً فرقہ عصاۃ کو اس طریقہ استغفار کی طرف ارشاد ہے کما لا یخفی اور احکام الٰہیہ زمان دون زمان یا قوم دون قوم سے خاص نہیں ہوتے الا ما دل البرھان علی تخصیصہ بلکہ اگر غور کیجیے تو ہم بہ نسبت صحابہ کہ سب خیار و عدول تھے اس دوا کی طرف زیادہ محتاج عقل تقاضا کرتی ہے کہ کریم حبیب ورخزانہ کھولے مالداروں کو عطا فرمائے اور ان عاجزان بیکس کو محروم رکھے جنہیں شدت فاقہ نے تالب گور پہنچا دیا ہے ثانیاً جی کے پاس حاضر ہوتا دونوں صورتوں میں صادق خصوصاً جبکہ احادیث صریحہ میں صاف ارشاد فرمایا جو میری قبر کی زیارت کو حاضر ہوا گویا میری زندگی میں میری زیارت کو آیا ثالثاً علماء مصرح کہ انبیائے کرام و حضور سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام بحیاۃ حقیقیہ دنیاویہ قبور میں زندہ ہیں اور حدیث سے ثابت ہمارے اعمال حضور میں پیش کیے

جاتے ہیں نیکیوں پہ مسرور ہوتے اور برائیوں پہ استغفار فرماتے ہیں۔ رابعاً ائمہ محققین و ائمہ آیہ کریمہ سے فضل زیارت روضہ منورہ پہ استدلال کرتے ہے اور زائرین کا حضور قبر اعطر میں اسے "تلاوت کرنا قرناً فقرناً ما ثور و کفی بہذا سنداً اور احادیث اس باب میں بکثرت وارد یہاں بعض پہ اقتصار ہوتا ہے و باللہ التوفیق۔

حدیث اول:۔ دار قطنی بیہقی ابو الشیخ ابن ابی الدنیا ابو بکر بزار قاضی محاملی عقیلی ابن عساکر حافظ ابو طاہر سلفی طبرانی ابن خزیمہ ذہبی اور ابو احمد ابن عدی کامل اور حافظ ابو الفرج شمس الدین ابن الجوزی کتاب مثیر العزم الساکن الی اشرف الاماکن اور حافظ فقیہ شیخ عبد الحق حقی کہ بشہادت شیخ عبد الحق محدث دہلوی اعاظم علمائے حدیث سے ہیں احکام صغریٰ و احکام کبریٰ میں کہ ان میں صرف احادیث صحیحہ جمع کرنے کا ذمہ کیا ہے باسانید خود ہا بعضہم عن بعض سیدنا و ابن سیدنا عبد اللہ بن عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من زار قبری وجبت لہ شفاعتی جو میری قبر شریف کی زیارت کرے اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو جائے اور روایت بزار میں ہے حلت لہ شفاعتی اس کے لیے میری شفاعت حلال ہو جائے حافظ عبد اللہ ذہبی اس حدیث کی تحسین اور شیخ عبد الحق التزاماً تصحیح کرتے ہیں علماء فرماتے ہیں یعنی زائر ایک شفاعت خاصہ سے مختص ہو گا کہ اس قسم کی شفاعت اس کے غیر کے لیے اصلاً نہ کی جائے گی یا اس کے لیے زیادت نعیم یا تخفیف ہول قیامت یا جنت میں بے حساب جانے یا اس میں درجات بلند پانے یا زیادت دیدار الٰہی کے لیے جداگانہ شفاعت فرمائیں گے کہ یہ اقسام شفاعت ہر چند اوروں کے لیے ہی ہونگے مگر زائر

اس نصیب زائد و بہرہ وافر کا مستحق ہوگا یا معنی یہ ہیں واللہ اعلم کہ زیارت
قبر شریف سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم حسن خاتمہ و موت علی الایمان کی
موجب ہوتی ہے جس کے سبب زائر مستحقان شفاعت میں کہ اہل اسلام میں بالضرور
داخل ہوتا ہے اور شیطان اسے راہ ایمان سے پھیر کر حرمان شفاعت کا داغ
نہیں لگا سکتا فقیر کہتا ہے غفر اللہ لہ اور یہ کچھ ان کے کرم سے بعید نہیں
عالم حیات ظاہری میں اس جمال جہاں آرا کے دیدار سے مشرف ہونا مسلمان
کو سوء خاتمہ سے بچاتا ہے صحابہ کرام سب کامل الایمان تھے اور ایمان پر
دنیا سے گئے اور حضور کی زیارت بعد وفات مثل زیارت زمان حیات ہے
پس اگر ہم سرگشتگان وادی معاصی کو جیسے محض اپنے فضل و کرم سے آستاں
بوسی کا اذن دیا اور حاضری دربار سے مشرف فرمایا عجب کیا کہ دم نزع بیکسوں
کی دستگیری فرمائیں اور پنجۂ دشمن سے نجات دیکر اس ایمان کو جو انھیں کی
سرکار سے عطا ہوا ہے سلامت رکھیں وما ذلک علی اللہ بعزیز ○ ان ذلک
علی اللہ یسیر ○ ان اللہ علی کل شئ قدیر ○ اور لفظ شفاعتی میں شفاعت کو
اپنی طرف سے اضافت فرمانا اس کے اظہار عظمت کے لیے کہ جیسا شفیع
عظیم اسی قدر شفاعت بڑی اور نہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی افضل نہ
ان کی شفاعت سے کسی کی شفاعت اکمل گویا ارشاد ہوتا ہے کہ بہت
گنہگاروں کی ملائکہ و انبیاء و علماء و شہداء وغیرہم مقربان خدا شفاعت کریں
گے اگرچہ وہ شفاعت بھی درحقیقت ہماری ہی شفاعت ہے کما قال اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم و انا صاحب شفاعتہم ولا فخر مگر جو ہماری زیارت کو حاضر
ہوا اس کو ہماری بارگاہ بیکس پناہ سے ایک علاقہ خاصہ ہے جو غیر کو نہیں
کہ جو کریم کے در پر آیا وہ تو اسی کا ہو چکا اور اس پر اس کی دستگیری و

غمخواری لازم ہو گئی پس اس کے زخم دل پر ہم خود بنفس نفیس مرہم رکھیں گے اور ہر آفت سے بچا کر جیسے یہاں ہمارے آستانہ پر جبہہ سائی کی تھی وہاں بھی اپنے جوار رحمت خاص میں جگہ دیں گے الا اے آوارگان دست عصیاں و ستم دیدگان نفس و شیطان دوڑو اور اس دولت و سعادت کو لو بیتاؤ مژدہ ہو خوان جود بچھایا گیا اور صلائے عام دی گئی جو آیا اس نے پایا اور کیا کچھ پایا اور جس نے قدم ہٹایا محروم رہا اور محروم مرا اور قیامت کو بھی محروم اٹھے گا —

الا اے رستگاری خواہ خود بشتاب سوئے او
بیاؤ جود عام مصطفائیؐ را تماشا کن
اگر خیریت دنیا و عقبےٰ آرزو داری
بدرگاہش بیا و ہر چہ می خواہی تمنا کن

حدیث ثانی: طبرانی معجم کبیر اور دارقطنی امالی اور ابو بکر مقری معجم میں اور حافظ سلفی و حافظ ابن عساکر و حافظ ابو نعیم بطرق خود بامثل حدیث سابق اور حافظ ابو علی سعید بن السکن بغدادی کتاب السنن الصحاح میں کہ تجرید احادیث صحیحہ کی متکفل ہے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں سید المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من جاءنی زائرا لا تعملہ الا زیارتی کان حقا علیّ ان اکون لہ شفیعا یوم القیمۃ جو میرے پاس میری زیارت کو حاضر ہوا کہ سوائے زیارت اور کوئی کام اسے نہ لایا ہو مجھ پر حق ہو جائے کہ روز قیامت اس کا شفیع ہوں امام ابن السکن رحمۃ اللہ علیہ اشارۃً فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی صحت پر ائمہ حدیث کا اجماع ہے اور اسے صرف زمانہ حیات والا پر مقتصر سمجھنا محض نادانی علمائے دین تصریح فرماتے ہیں کہ انبیائے کرام خصوصاً سید الانبیاء علیہ و علیہم التحیۃ والثناء کا

حال زمان حیات و بعد از وفات یکساں ہے وہ اپنی قبور میں حیات حقیقی ظاہری و دنیاوی سے زندہ ہیں روزی دیئے جاتے ہیں نماز وغیرہ عبادات بجا لاتے ہیں موت ان کی صرف نظر عوام سے چھپ جانا ہے ورنہ خواص کی نگاہیں اب بھی اس جمال بے مثال کی جلوہ گاہ ہیں حضرت شیخ ابوالعباس مرسی حضرت سیدنا ابوالحسن شاذلی قدس اسرار ہما فرماتے ہیں اگر ایک آن جمال محمدی صلے اللہ علیہ وسلم نگاہ سے پوشیدہ ہو جائے اپنے آپ کو مسلمان نہ جانوں علاوہ بریں دائما اکابر علما مثل حافظ ابن سکن مذکور کہ صدی چہارم کے اکابر اعیان سے ہیں اور امام علام تقی الملۃ والدین سبکی اور حافظ ابوالفضل احمد بن محمد خطیب قسطلانی اور شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی اور سید اجل نورالدین علی سمہودی وغیرہ ہم رحمہم اللہ اس حدیث کو فصل زیارت قبر شریف میں ذکر کرتے آئے اور یہ ایسا امر نہیں جس میں کوئی ذی عقل شک کر سکے اب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد ہدایت بنیاد سے بین و مبرہن ہو گیا کہ زیارت صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص اسی قصد سے شدالرحال مندوب اور شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پسند و مرغوب ہے یہاں تک کہ آنے والوں کو ہدایت فرماتے ہیں سوا ہماری زیارت کے دوسرا قصد نہ ہو۔ رئیس الحنفیہ محقق الاطلاق امام علام کمال الدین محمد بن الہمام اسی حدیث سے فرماتے ہیں زائر کے لیے اولیٰ یہ ہے کہ پہلے سفر میں صرف نیت زیارت سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی رکھے اور اس کے ساتھ قصد مسجد اقدس کو بھی شامل نہ کرے کہ نیت حضور کے لیے خالص رہے اور مدینہ طیبہ پہنچ کر بعد زیارت شریعت کے نیت مسجد پھر کرے یا دوسرے سفر میں دونوں نیتیں جمع کرے کہ اس صورت میں تعظیم و اجلال محبوب ذی الجلال صلے اللہ علیہ

وسلم بیشتر ہے اور حضور کے ارشاد والا سے کہ سوا میری زیارت کے اور
کوئی قصد نہ ہو موافق تر اور متاخرین نے ہرچند نیت مسجد اقدس کو بھی مناسب
سمجھا اور اسے حضور کے لیے اخلاص نیت کے منافی نہ جانا کہ اگر مسجد کا قصد
ہے تو وہ کس کی وجہ سے ہے وہاں بھی حضور ہی کا جلوہ ہے اور انہیں
کی مسجد کہلاتی ہے انہیں سے علاقہ رکھتی ہے مگر کوئی پیشوائے دین اہل حق
وتحقیق سے اس کا قائل نہ ہوا کہ سفر میں صرف قصد مسجد رکھیں اور زیارت شریف
اسکے طفیل میں ہو اور کیسے کوئی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف ارشاد
پسند کرے گا یا حضور کے پاس حاضری کو دوسرے امر کا تابع وطفیلی ٹھہرائے گا انا
للہ وانا الیہ راجعون ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ٥

حدیث ثالث: دارقطنی بیہقی طبرانی ابویعلی ابن عدی ابن عساکر عقیلی
سعید بن منصور اور حافظ ابن البخار بغدادی کتاب الدرۃ
الثمینۃ فی اخبار المدینۃ اور حافظ ابن جوزی مثیر العزم الساکن میں سیدنا عبداللہ
بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں
من حج فزارنی بعد وفاتی فکا نما زارنی فی حیاتی جس نے حج کیا پھر میری
قبر کریم کی زیارت کی بعد میری وفات کے گویا وہ میرے جمال جہان افروز
کے دیدار سے مشرف ہوا میری حیات میں اور بیہقی و ابن البخاری نے لفظ
وصحبنی زیادہ کیا یعنی گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی اور میرے
شرف صحبت سے فیض یاب ہوا ہاں اے زائران آستان مصطفوی وخاکبوسان
عتبہ علیہ نبوی صلوات اللہ وسلامہ علیہ طوبےٰ وتہنیت تم پر فدا ہے' اور
آسمانوں سے تمہیں مبارکباد کی پیہم صدا تمہارے آقا و مولی صلے اللہ تعالےٰ
علیہ وسلم تمہاری نسبت فرماتے ہیں گویا ہمیں ہمارے حیات ظاہری میں دیکھا

اور پھر یہ بھی ارشاد ہے کہ مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ جس نے مجھے دیکھا بیشک اس نے حق کو دیکھا اے عزیزو اگر تم صحابی نہیں گویا صحابی ہو دل و جان تمہاری ان آنکھوں پہ قربان جن میں روضۂ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عکس جلوہ گر ہوا اور بہار انوار ان نگاہوں پہ نثار جنوں نے ایسے گلستان ہمیشہ بہار میں جولاں کیا خدا آنکھیں تمہاری آنکھیں ہیں اور قسمت تمہاری قسمت رزقنا اللہ العود الی ھذا الحریم الکریم کرۃ بعد کرۃ و مرۃ بعد مرۃ فی عافیۃ و مسرۃ من دون بلاء و معترۃ ایمن۔

حدیث رابع: ابوداؤد طیالسی و حافظ ابو نعیم اور بیہقی سنن کبیر میں اور حافظ ابن عساکر حضرت امیرالمومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من زار قبری او قال من زارنی کنت لہ شفیعاً و شہیداً و من مات باحد الحرمین بعثہ اللہ عزوجل من الاٰمنین یوم القیمۃ یعنی میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا جو میری قبر شریف کی زیارت کرے یا ارشاد ہوا جو میری زیارت کرے اور معنی واحد ہیں میں اس کا شفیع و گواہ ہوں اور جو دونوں حرم سے ایک میں مرے اللہ تعالےٰ اُسے روز قیامت بے خوفوں میں اٹھائے۔

حدیث خامس: ابوجعفر عقیلی ابوبکر بیہقی حافظ ابن عساکر مرفوعاً راوی من زارنی متعمداً کان فی جواری یوم القیمۃ و من مات فی احد الحرمین بعثہ اللہ من الاٰمنین یوم القیمۃ یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو بالقصد میری زیارت کرے اور اسے مقصود اصلی جانے روز قیامت میرے سایہ اور میری امان میں ہو یا میرا ہمسایہ ہو اور جو حرمین میں سے

کسی حرم میں انتقال کرے اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن امن والوں میں محشور کرے۔

حدیث سادس: حافظ ابوالفتح ازدی بطریق سفیان الثوری عن منصور عن ابراہیم عن علقمۃ حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من حج حجۃ الاسلام و زار قبری و غزا غزوۃ وصلے فی بیت المقدس لم یسالہ اللہ عزوجل فیما افترض علیہ جو حجۃ الاسلام بجا لائے اور میری قبر کریم کی زیارت سے مشرف ہو اور ایک جہاد کرے اور بیت المقدس میں نماز پڑھے اللہ جل جلالہ اس سے فرائض کا حساب نہ لے یعنی جب فرائض کا حساب نہ ہو تو واجبات و سنن تو دوسرے درجہ میں ہیں علماء فرماتے ہیں ممکن ہے یہ جزائے عظیم یعنی اعمال کی پرسش نہ ہونا ان چاروں باتوں کے اجتماع پر مترتب ہو یا ان میں سے ہر ایک یہ فضیلت رکھتی ہو فقیر کہتا ہے غفراللہ لہ ترتیب ذکر سے ظاہر کہ زیارت اقدس جہاد نفل و نماز بیت المقدس سے افضل ہے فافہم۔

حدیث سابع: بیہقی ابن ابی الدنیا اور حافظ ابوالفرج مثیرالعزم میں سیدنا انس بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من زارنی بالمدینۃ محتسبا کنت لہ شفیعاً و شہیداً یوم القیمۃ جو مدینہ آکر بہ نیت ثواب میری زیارت کرے میں روز قیامت اس کا شفیع و گواہ ہوں اور مثیرالعزم میں بیہقی کی دوسری روایت سے ہے عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من مات فی احد الحرمین بعث من الآمنین

یوم القیمۃ ومن زارنی محتسبا الی المدینۃ کان فی جواری یوم القیمۃ یعنی ارشاد فرماتے ہیں جو احد الحرمین میں مرے روز قیامت بے خوف اٹھے اور جو میری زیارت کو بہ نیت ثواب مدینہ تک آئے روز قیامت میری امان میں ہو۔

حدیث ثامن: دارقطنی و بیہقی محاملی ابن عساکر حضرت حاطب بن ابی بلتعہ بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں وھذا لفظ الدارقطنی عن حاطب قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من زارنی بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی ومن مات باحد الحرمین بعث من الآمنین یوم القیمۃ یعنی سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس نے میری زیارت کی بعد میرے انتقال کے گویا اس نے میری زیارت کی میری زندگی میں اور جو مکہ یا مدینہ میں وفات پائے روز محشر ہر ہول سے امن میں ہو۔

حدیث تاسع حافظ ابوالفتوح سعید بن محمد بن اسمٰعیل یعقوبی اپنے جزء میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من زارنی بعد موتی فکانما زارنی وانا حی ومن زارنی کنت لہ شاھداً اور شفیعاً یوم القیمۃ یعنی حضور سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو میری زیارت کرے بعد میری موت کے گویا اس نے میری زیارت کی بحالت میری زندگی کے اور جو میری زیارت کرے میں اس کا گواہ یا شفیع ہوں قیامت کے دن۔

حدیث عاشر: حافظ ابوجعفر عقیلی و ابن عساکر سیدنا و ابن سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں شفیع المذنبین صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من زارنی فی مماتی کان کمن زارنی فی حیاتی ومن زارنی حتی ینتھی الی قبری کنت لہ یوم القیمۃ شہیدا او

قال شفیعاً جو میرے انتقال کے بعد میری زیارت کرے وہ مثل اس کے ہو جس نے میری زندگی میں میری زیارت کی اور جو میری زیارت کو حاضر ہو یہاں تک کہ میرے مرقد انور تک پہنچ جائے میں روز قیامت اس کا گواہ ہوں یا فرمایا شفیع ہوں اور ابن عساکر کے لفظ یہ ہیں من زارنی فی المنام کان کمن زارنی فی حیوتی الحدیث یعنی خواب میں میری زیارت سے مشرف ہونا ایسا ہے جیسا مجھے میری زندگی میں دیکھنا باقی الفاظ یکساں ہیں۔

حدیث حادی عشر: علامہ محقق عاشق المصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم شیخ عبدالحق محدث دہلوی جذب القلوب الی دیار المحبوب میں نقل کرتے ہیں سید المحبوبین صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من حج الی مکۃ ثم قصدنی فی مسجدی کتبت لہ حجتان مبرورتان جو مکہ میں آکر حج کرے پھر میری نیت سے میری مسجد میں حاضر ہو اس کے لیے دو حج مبرور لکھے جائیں اور فرماتے ہیں حج مبرور کی جزا سوا جنت کے کچھ نہیں اور حق یہ کہ حج مبرور وہ حج ہے جسے حضرت اکرم الاکرام میں جل جلالہ اپنے فضل و کرم سے قبول فرمالے حاصل یہ کہ زیارت اقدس کے لیے جانا بشرطیکہ ریا و سمعہ و وسوسۂ ادب سے خالی ہو حج مقبول کا ثواب رکھتا ہے اور اس کا عوض یہی ہے کہ اللہ جل جلالہٗ زائر کو اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی رحمت و برکت و شفاعت و شہادت سے داخل جنت النعیم فرمائے۔

حدیث ثانی عشر ابوالحسن یحییٰ بن حسن جعفر حسینی کتاب اخبار المدینہ کے باب ماجاء فی زیارۃ قبر النبی صلے اللہ علیہ وسلم والسلام علیہ میں حضرت بکیر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ابوالقاسم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من اتی الی المدینۃ زائرا الی

وجبت لہ شفاعتی یوم القیمۃ ومن مات فی احد الحرمین بعث اٰمنا جو مدینہ آئے میری زیارت کے لیئے روز قیامت میری شفاعت اسکے لیئے واجب ہو جائے اور جو حرمین سے کسی حرم مرے بے خوف اٹھایا جائے۔

حدیث ثالث عشر: دار قطنی علل میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من زارنی الی المدینۃ کنت لہ شفیعاً وشہیداً یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو مدینہ آکر میری زیارت کرے میں اس کا شفیع وگواہ ہوں۔

حدیث رابع عشر: ابن عساکر حضرت مولی المسلمین امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے موقوفاً راوی کہ فرماتے ہیں من سال لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدرجۃ والوسیلۃ حلت لہ شفاعتہ یوم القیمۃ ومن زار قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان فی جوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے درجہ علیا و وسیلہ عظمےٰ حق تعالیٰ سے مانگے روز قیامت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اس کے لیے حلال ہو جائے اور جو مرقد اطہر سید البشر صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امان میں ہو۔

حدیث خامس عشر: ابن حبان اور دارقطنی کتاب العلل و غرائب مالک اور ابو احمد ابن عدی کامل میں بطریق حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ ابن الفاروق الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی۔ جس نے خانہ کعبہ کا حج کیا اور میری زیارت نہ کی بتحقیق اس

نے مجھ پر ظلم کیا اے عزیز پردہ غفلت چشم بصیرت سے اٹھا اور بغور دیکھ اس ارشاد میں تارک زیارت کے لیے کیسی سخت وعید ہے علماء فرماتے ہیں جفا ایذا ہے اور ایذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرام قطعی اللہ عز مجدہ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ ط بیشک جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور اللہ کے رسول کو ان پر خدا کی پھٹکار ہے دنیا و آخرت میں بالجملہ جو زیارت پر قادر ہو اور بلا عذر اس سے اعراض کرے وہ ناحق شناس اس وعید میں داخل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم پر حق یہ نہیں کہ عیاذاً باللہ انھیں ایذا پہنچائیں اور یزید کے وارث بنیں بلکہ یہ کہ ان کی خاک پا پہ دل و جان نثار کریں اور ان کی محبت و یاد میں دو جہان فراموش رزقنا اللہ غایتہ و قصواہ بجاہ کل من احبہ والاہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ و بارک وسلم۔

حدیث سادس عشر: یحیٰی بن جعفر حسینی اخبار المدینہ میں مسنداً بطریق حضرت امام باقر رضی اللہ تعالٰے عنہ اور ابن النجار درہ ثمینہ اور ابو سعید شرف المصطفٰے میں اعضالاً حضرت سیدنا و مولانا اسد اللہ الغالب کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے روایت کرتے ہیں قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من زار قبری بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی ومن لم یزرنی فقد جفانی جو میری قبر کی زیارت کرے بعد میری موت کے گویا اس نے میری زیارت کی میری زندگی میں اور جو میری زیارت نہ کرے پس بیشک اس نے مجھ پر جفا کی اور ابن النجار کے لفظ یہ ہیں روی عن علی رضی اللہ تعالٰے عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یزر قبری فقد جفانی جو میرے مرقد مطہر کی زیارت نہ کرے اس نے مجھ پر ستم کیا یہ حدیث حدیث سابق

سے بحث تر ہے کہ وہاں حکم حج پر معلق تھا کہ جو حج کرکے زیارت نہ کرے اس پر یہ وعید ہے اور یہاں مطلقاً فرماتے ہیں ۔

حدیث سابع عشر حافظ ابو عبداللہ محمد بن محمود بن البخار کتاب الدرۃ الثمینہ فی فضائل المدینہ میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من زارنی میتا فکانما زارنی حیا و من زار قبری وجبت لہ شفاعتی یوم القیمۃ وما من احد من امتی لہ سعۃ ثم لم یزرنی فلیس لہ عذر یعنی حضور رحمۃ للعلمین صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو میری زیارت کرے درصورت میری وفات کے گویا اس نے میری زیارت کی بحالت میری حیات کے اور جو میری قبر کی زیارت کرے اس کے لیے میری شفاعت روز قیامت واجب ہو جائے اور جو امتی میرا قدرت رکھتا ہو پھر میری زیارت نہ کرے اس کے لیے کوئی حیلہ نہیں یعنی جب باوجود استطاعت میری آستانہ بوسی سے محروم رہا تو روز قیامت اس کا کوئی بہانہ نہ سنا جائے گا اور کوئی عذر و حیلہ کام نہ آئے گا۔

حدیث ثامن عشر ابن فرحون نے مناسک اور حضرت امام حجۃ الاسلام ابو حامد محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہما نے احیاء العلوم شریف میں ذکر کیا سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من وجد سعۃ ولم یقدم الی فقد جفانی جس نے وسعت پائی اور میرے دربار میں حاضر نہ ہوا اس نے مجھ پر جفا کی عیاذاً باللہ

فائدہ اس تفصیل و جمع طرق سے ظاہر ہو گیا کہ زائر کے لیے وعدۂ صادقۂ شفاعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پانچ صحابہؓ نے روایت کیا فاروقؓ اعظم اورؓ ان کے صاحبزادے عبداللہ اور ابنؓ عم

عم المصطفیٰ عبد اللہ بن عباس اور انسؓ بن مالک اور بکیرؓ بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ان کی احادیث بیس ائمہ حدیث نے اپنی کتب میں روایت کیں دارقطنیؒ طبرانیؒ ابنؒ خزیمہ بیہقیؒ عقیلیؒ ابنؒ ابی الدنیا ابوؒبکر بزار ابوؒالشیخ محاملیؒ ابن عدیؒ ابنؒ عساکر ابوؒنعیم ابوؒداؤد طیالسی ابنؒ السکن سلفیؒ ابوؒبکر مقری یحیےٰؒ حسینی ابنؒ جوزی ذہبیؒ عبدؒالحق اور یہ بشارت جاں بخش کہ جس نے بعد وفات زیارت کی وہ مثل اس کے ہے جس نے عالم حیات میں زیارت کی چھ صحابیوں نے ابنؓ عمر ابنؓ عباس علیؓ مرتضیٰ حاطبؓ بن ابی بلتعہ ابوہریرہؓ انسؓ اور ان کی اخبار چودہ ائمہ نے ذکر کیں دارؒقطنی عقیلیؒ طبرانیؒ بیہقیؒ ابویعلیؒ ابنؒ عدی ابنؒ عساکر سعیدؒ بن منصور یعقوبیؒ محاملیؒ ابنؒ النجار سیدؒ حسینی ابنؒ جوزی ابوؒسعید اہل زیارت کے لیے یہی مژدہ انشاء اللہ دنیا و آخرت میں بس ہے اور معترضین منکرین کو انھیں دولتوں سے محرومی کافی و باللہ التوفیق۔

فصلِ دوم
آدابِ زیارت سراپا کرامت میں

جب توفیق الٰہی مساعدت فرمائے اور عزم اس سفر سراپا ظفر کا مصمم ہو جائے واجب ہے کہ نیت لحاظ غیر سے خالص کرے اور استخارہ و تجدید توبہ و رد مظالم و ارضائے ارباب حقوق وغیرہا آداب سفر بجالاکر بغایت خشوع و خضوع و ادب و وقار و شوق و ذوق اس راہ پاک میں جہاں سر اور آنکھوں سے چلنا چاہیے بحالت امید و بیم قدم رکھے اور اپنے تمام اوقات بعد ادائے فرائض و قضائے حاجات ضروریہ انسانیہ ذکر شریف سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم

وتکثیر درود و سلام میں بسر کرے خصوصاً اوقات متبرکہ مثل آخر شب و وقت سحر علی الخصوص جب دیار محبوب قریب آجائیں کہ وہ زمانہ تجلی خاص کا ہے اور جس طرح ادھر شیدائیان دلفگار کا شوق نزدیکی کوئے جاناں سے دوبالا ہوتا جاتا ہے ادھر سے بھی اپنے قاصدان بارگاہ بےکس پناہ پر بسبب اس کے کہ وہ اس سرکار کے مہمان کہلائے جائیں گے رحمت خاصہ زیادہ ہوتی جاتی ہے حدیث میں ہے حق سبحانہ' وتعالیٰ نے ایک گروہ ملائکہ اس کام کے لیے پیدا فرمایا ہے کہ جو لوگ زیارت رحمۃ اللعلمین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے قصد سے مدینہ طیبہ آتے ہیں اور راہ میں صلوٰۃ و سلام حضور سیدالانام علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھیجتے ہیں یہ ملائک حاضر دربار ہو کر عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ فلاں ابن فلاں بقصد زیارت والا آتا ہے اور یہ تحفہ سرکار میں پیش کرتا ہے اے عزیز اس سے زیادہ سعادت کیا ہے کہ تیری حاضری سے پہلے تیرا ذکر خیر اس محفل قدس منزل میں باریاب ہو اور بایں آلودگی عصیاں و تلوثات بےپایاں تیرا اور تیرے باپ کا نام ان کے حضور لیا جائے ؎

جاں میدہم در آرزو اے قاصد آخر باز گو

در مجلس آں نازنیں حرفے گر از ما مے رود

جب حرم مدینہ طیبہ زادہا اللہ شرفا وطیبا کے قریب پہنچے اور آنکھ وہاں کے درختوں اور پہاڑوں اور آثار و معالم پر پڑے دامن اجلال و ادب کمر ایمان پر چست باندھے اور ہمہ تن دریائے شوق و ذوق میں ڈوب جائے دل غفلت پسند اگر ایسے وقت بھی خواب بے خبری میں ہو اس نادان کا شانہ ہلائے اور کہے او بے وقت سونے والے او اپنے نفس پر ظلم کرنے والے جاگ اور ہوشیار ہو کہ یہ وقت خواب کا نہیں اشک بیتابی سے منہ دھو اور آنکھیں مل کر دیکھ کہ

صبح تجلا جلوہ گر ہے اور نور کا تڑکا پیش نظر کوچۂ جاناں کی ٹھنڈی نسیمیں چل رہی ہیں فیض بہار سے تمناؤں کی کلیاں کھِل رہی ہیں۔ صبائے رحمت کی نرم نرم چالیں عطر بیز ہیں مرغانِ خوش الحان ذکر محبوب میں ترنم ریز ہیں اور بے خبر اگر اب بھی سویا کب جاگے گا۔

دیکھ تو طالع بیدار سے غم دور ہے آج
جاگ ظالم کہ طلوعِ سحرِ نور ہے آج

غرض جس قدر قرب زیادہ ہو درود و سلام کی تکثیر کرے اور دل کو خیالات ایں و آں اور زبان کو ذکر زید و عمر سے دور رکھے جب حرم محترم مدینہ سکینہ میں داخل ہو یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ ھٰذَا حَرَمُ رَسُوْلِکَ فَاجْعَلْہُ لِیْ وِقَایَۃً مِّنَ النَّارِ وَ اَمَانًا مِّنَ الْعَذَابِ وَ سُوْٓءِ الْحِسَابِ ○ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ وَارْزُقْنِیْ وَ زِیَارَۃَ نَبِیِّکَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا رَزَقْتَہٗ اَوْلِیَآءَکَ وَ اَھْلَ طَاعَتِکَ وَاغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ یَا خَیْرَ مَسْئُوْلٍ ○ اور احسن یہ ہے کہ سواری سے اتر پڑے اور روتا ہوا سر جھکائے آنکھیں نیچی کیے چلے اور ہو سکے تو برہنہ پا بہتر ہے وفد عبدالقیس جب حاضر خدمت اقدس ہوئے اور ان کی نگاہ جمالِ جہاں آرائے سیدالمحبوبین صلے اللہ علیہ وسلم پہ پڑی بیتابانہ سواریوں سے کود پڑے اور دوڑ کر حضور کے ہاتھ پاؤں چومے سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس فعل پہ انکار نہ فرمایا ہیہات ہیہات سواری کیسی یہاں تو پیادہ پا برہنہ قدم چلنا بھی مجبوری ہے ؎

جائے سرست اینکہ تو پا مے نہی
پائے نہ بینی کہ کجا سے نہی

علما فرماتے ہیں اگر اپنی آنکھوں پہ چلتا تو جو حق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

پیش از حضور مسجد وضو و مسواک کرے اور غسل احسن ہے اور جامہ سفید پاکیزہ پہنے اور نیا بہتر ہے اور سرمہ و خوشبو لگائے اور مشک افضل ہے اور اپنے مہربان پروردگار جل جلالہ کا شکر بجا لائے کہ اس ذرۂ بے مقدار کو کہاں پہنچایا کہ رفعت آسمان بھی ہزاروں منزل پیچھے رہ گئی حدیث میں ہے جب زائر بقصد زیارت قریب مدینہ پہنچتے ہیں ملائکہ کرام ہدایائے رحمت و تحفہائے عنایت کے ساتھ ان کا استقبال کرتے اور انواع مژدہ و بشارت ان کے شامل حال فرماتے اور گلہائے تشریف و اعزاز کے طبق بلبلان شیدا کے سروں پر لٹاتے ہیں

حبذا روز سعادت مرحبا یوم الوصال

باغ من گل می کند امروز بعد از چند سال

جب دروازۂ شہر میں داخل ہو صلاۃ و سلام عرض کرے اور یہ دعا پڑھے بسم اللہ ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ رب ادخلنی مدخل صدق و اخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطنا نصیرا ٥ حسبی اللہ امنت باللہ توکلت علی اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ اللھم انی اسئلک بحق السائلین علیک وبحق ممشای ھذا الیک فانی لم اخرج بطرا ولا اشرا ولا ریاء ولا سمعۃ انما اخرجت اتقاء سخطک وابتغاء مرضاتک و مرضات رسولک صلی اللہ علیہ وسلم اسئلک ان تبعدنی من النار وان تغفرلی ذنوبی انہ لا یغفر الذنوب الا انت اور ہر مسجد کو جاتے اس دعا کا التزام رکھے حدیث میں ہے اس کے لیے ستر ہزار فرشتے استغفار کو مقرر کیے جائیں گے اور حضرت رب العزت جل جلالہ اپنے وجہ کریم سے اس کی طرف توجہ فرمائے گا اب تمام ہمت اپنی تکثیر صلوۃ و سلام میں صرف کرے اور درود میں وہ کلمات مدائح مصطفیٰ و ثنائے سید الانبیا علیہ وعلیہم الصلوۃ والسلام ذکر کرے جو اس بادشاہ عرش

کا اس پر واجب ہے اس کے سو حصوں سے ایک حصہ ادا نہ ہوتا ؎

لو جئتکم قاصدا اسعیٰ علی بصری
لم اقض حقا وای الحق ادیت

جب نگاہ قبہ سعادت و برج کرامت پر پڑے اس کی اور اس آفتاب سپہر اجلال کی عظمت کا خیال کامل دل میں لائے جو اس میں رونق افروز ہے اور جانے کہ یہ قبر اس زمین پاک پر مشتمل ہے جو بالا جماع تمام زمینوں یہاں تک کہ اماکن جنت و خاک کعبہ بلکہ بتصریح علمائے دین عرش بریں سے بھی افضل ہے اور عجب کہ جو مشتاق آفت رسیدۂ فراق ایک عمر کی تمنا کے بعد طے منازل و قطع مراحل کر کے اس مقام تک پہنچے اور خدا اسے اپنے کرم سے یہ دن دکھائے بحیر غایت بیتابی و وجد میں جامہ سے باہر نہ ہو جائے ؎

چناں کہ رقص کناں گرم میرود مجنوں
مگر ز دور نگاہش بمحمل افتاد است

بالجملہ بکمال ادب و ہیبت و وفور شوق و محبت آگے بڑھے اور اتنی عمر تک اپنی محرومی پہ تاسف کرے اور حسن خاتمہ کی دعا مانگے کہ آخرت میں اس جمال باکمال کے دیدار سے مشرف ہونا غایت خطر میں ہے اور ابھی کیا معلوم کہ اس آستانہ پاک تک پہنچتے پہنچتے عمر ساتھ نہ دے پیک اجل آ جائے اور دل کی حسرت دل میں رہ جائے۔

با اینکہ کعبہ نمایاں شود ز پا منشیں
کہ نیم گام جدائی ہزار فرسنگ است

جب مدینہ شریف تک پہنچے قبل از دخول اور نہ بن پڑے تو بعد از دخول

بارگاہ صلے اللہ علیہ وسلم کی باعث خوشنودی ہوں عاشق جاں باختہ جب کوچۂ محبوب میں پہنچتا ہے وہ دریائے شوق جو اس کے کوزۂ دل میں بند تھا۔ دفعتہً ابل پڑتا ہے اس وقت اسے سوا یادِ محبوب کے کچھ نہیں سوجھتا دل شوق دیدار میں شعلہ انگن ہوتا ہے اور زبان مدح و دعائے جاناں میں گلفشاں کہ شاید میری بات اس کے کان تک پہنچے اور اسے پسند آئے تو مجھ سے رضا مند ہو جائے۔

حمامۃ جرعی حومۃ الجندل اسجعی فانت بمرای من سعاد ومسمع

اور رفعت و عظمت اس بقعۂ پاک کی دل میں لائے اور مراقبہ جلال وجمال محبوب ذی الجلال صلے اللہ علیہ وسلم میں مستغرق ہو جائے اور یہ خیال کرے کہ یہ وہ مکان پاک ہے جسے حضرت حق سبحانہ نے اپنے حبیب پاک کی آرامگاہ بنایا اور اس بادشاہ والا جاہ کا دارالسلطنت و تخت گاہ فرمایا یہ وہی شہر ہے جہاں کا ہر کوچہ اس گل کی بو سے جھک رہا ہے یہ وہی شہر ہے جہاں کا ہر ہر ذرہ اس آفتاب کی ضیا سے چمک رہا ہے یہ وہی شہر ہے جہاں سے تمام عالم پر برکات فائض ہوتی ہیں یہ وہی شہر ہے جہاں سے سب نامرادوں کو ان کی دلی مرادیں ملتی ہیں یہ وہی شہر ہے جس کی سالہا سال جبرائیل نے کوچہ گردی کی ہے یہ وہی شہر ہے جہاں مدتہا مدت تک خطیرۂ قدس سے وحی اترتی رہی ہے یہ وہی شہر ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سفر سے لوٹ کر اس کے قریب آتے مرکب اقدس کو اس کے شوق میں تیز رواں فرماتے۔

ہر دم از سروے تازہ سر بر می زند
غالبا روز وصال یار نزدیک آمد ست

اور تصور کرے کہ وہ وقت ہے کہ مجھ جیسا غلام روسیاہ بندہ سراپا گناہ ایسے بادشاہ دو جہان خدیو عالمیان کے بارگاہ عرش جاہ میں جاتا ہے اگر طریقۂ آداب شاہی بقدر قدرت ملحوظ رکھے گا دو جہان کی نعمتیں اس سرکار سے پائے گا اور ایک دم میں تمام دفتر گناہ سفید ہو جائے گا اور جو عیاذا باللہ اپنی خباثت قلب سے سر رشتۂ ادب ہاتھ سے دیا ایسا مارا جائے گا کہ پھر کہیں ٹھکانا نہ پائے گا یہاں آنے والوں کو ہر وقت درو دیوار سے ندا ہوتی ہے ؎

اینکہ آرامگاہ پاک رسول اللہ است — اللہ اللہ چہ عجیب درگہ والا جاہ است
پیش او چرخ زمینے ست خلا آگاہ است — گر تو بیباک رسی بند دریں جا راہ است
بے ادب پا منہ اینجا کہ عجیب درگاہ است — سجدہ گاہِ ملک و روضۂ شاہنشاہ است

سارے گستاخوں کا سامان سزایاں ہو جائے — سرکشی سرد کرے سرو چراغاں ہو جائے
خم نہ تعظیم کو ہو زلف پریشاں ہو جائے — خندہ بیجا کرے گل چاک گریباں ہو جائے
بے ادب پا منہ اینجا کہ عجیب درگاہ است — سجدہ گاہِ ملک و روضۂ شاہنشاہ است

ہمہ تن قطب ہے اس افلاک نہ کھائیں چکر — موج دریا نہ بڑھے نوح کا طوفاں ہو اگر
پاؤں پھولوں پہ ادب سے نہ رکھے بادِ سحر — گرچہ ایں بارگہِ رحمت عام است مگر
بے ادب پا منہ اینجا کہ عجیب درگاہ است — سجدہ گاہِ ملک و روضۂ شاہنشاہ است

اب کہ اس شہر مینو بھر میں داخل ہو لیا ان ضروریات و حوائج سے جن کا لگاؤ باعث تشویش خلا و پریشانی قلب ہو بسرعت تمام فراغ پاکر پہلا کام یہ کرے کہ آستانہ والا کی طرف بنہایت خشوع و خضوع اپنی خوبی بخت پہ ناز کرتا اور وفور شوق میں خون روتا متوجہ ہو اگر رونا نہ آئے رونے کا منہ بنائے اور دل کو بزور رونے پہ لائے کہ ان شاء اللہ اس کی مداومت بھی باعث التہاب شوق و حصول گریۂ بے تکلف ہے اور اپنی سختی دل سے رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف التجا لائے عجب کیا کہ وہ جان مسیح جن کی ایک نظر مہر تمام امراض قلبی و قالبی سے شفا ہے نگاہ لطف فرمائیں اور اس کے دل مردہ کو جلائیں اے عزیز اگر آئینۂ دل خیال غیر کے زنگ سے پاک ہے تو جو مہ پارہ برج تصور میں جلوہ گر ہے آشکارا و عیاں اس کا جمال دیکھ لے گا ورنہ نصیبہ تیرا بھی زیارت در و دیوار ہے و بس وہ نور پاک تو اس درجہ ظاہر ہے کہ ہزار آفتاب اس کی ادنیٰ تجلا میں محو ہو جائیں تیری خفاش منشی تیرے لیے پردہ و حائل ہو رہی ہے ؎

او را بچشم پاک تواں دید چوں ہلال
ہر دیدہ جائے منظر آں ماہ پارہ نیست

جب در مسجد پہ حاضر ہو صلاۃ و سلام عرض کر کے قدرے توقف کرے گویا سرکار سے اذن حضوری طلب کرتا ہے پھر دہنا پاؤں پہلے رکھتا دعائے ماثور پڑھتا نہایت خشوع و خضوع و ادب و اجلال و ہیبت و وقار کے ساتھ اس بقعۂ پاک میں داخل ہو اور اس وقت تمام ہمت اپنی جانب تعظیم و ادب مشغول کرے اور قلب و جوارح کو خیال غیر و حرکات عبث سے باز رکھے مسجد اقدس کی آرائش و زینت ظاہری کی طرف نگاہ نہ کرے اور اگر کوئی شخص ایسا سامنے آئے جس سے سلام و کلام ضروری ہو حتی الوسع اعراض کر جائے اور نہ بن پڑے تو قدر ضرورت سے تجاوز نہ کرے اور اس وقت بھی زبان و چشم اس کے ساتھ مشغول ہوں اور گوشہائے قلب یکسر خالی تاکہ رجال لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ کا مصداق ہو اور یقین جانے کہ یہ اس عظمت والے تاجدار کا دربار عرش وقار ہے جسے اس کے مالک و مولیٰ نے تمام عالم کا فرماں روا بنایا اور اقلیم فرش سے کشور عرش

تک سکہ و خطبہ اس کے نام نامی کا جاری فرمایا اس کے ادب و اجلال کو اپنی تعظیم سے مقرون اور اس کے حضور آواز بلند کرنے کو حبط عمل کا موجب قرار دیا اسے عزیز اس مقام عظیم میں کہ پورا پورا آئینہ ہے یوم یقوم الناس لرب العلمین ۰ کا سب سے زیادہ کام کی بات جو استغراق و حضور و نور و سرور و وقار و ہیبت اور خیال غیر سے غفلت کی مثمر ہو تصور حضور اقدس کی حیات کا ہے چشم یقین کو سرمۂ ایمان سے روشن کر اور یقین جان کہ وہ جناب مزار اعطر و انور میں بحیات حقیقی دنیاوی ظاہری ویسے ہی زندہ ہیں جیسے قبل از طریان وفات تھے موت ان کی فقط تصدیق وعدہ انک میت کے لیے ایک امر آنی تھی اور انتقال ان کا صرف نظر عوام سے چھپ جانا بلکہ اب حیات اور تمام کمالی صفات مثل علم و سمع و بصر و قدرت و تدبیر و تصرف و اختیار کار و بار عالم سے پہلے اکمل و اوفر ہیں کہ کمالات والا یوماً فیوماً ترقی پہ ہیں قال اللہ و تعالی وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ عالم غیب سے روزی دیئے جاتے ہیں اور بطریق تلذذ و تنعم نماز و عبادت الٰہی میں مشغول ہیں کہ ارشاد فرماتے ہیں وجعلت قرۃ عینی فی الصلاۃ روضۂ انور سے جہاں چاہتے ہیں تشریف لے جاتے ہیں نظم و نسق عالم انھیں تفویض ہوا ہے تمام احکام ان کی رائے پر نافذ ہوتے ہیں امت کے روز نامچے روزانہ حضور میں پیش ہوتے ہیں سب کارنامے عرض اقدس تک پہنچائے جاتے ہیں ہر وقت ہمارے لیے دعا و استغفار میں مشغول ہیں تابہ قیامت امتی امتی پکارے رہیں گے جو سلام عرض کرتا ہے جواب سے مشرف فرماتے ہیں اور اعتقاد کرے میں اس جناب کے پیش نظر ہوں حال میرا دیکھ رہے ہیں اور گفتگو میری

سنئے کہ امام علامہ عاشق المصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت احمد بن محمد خطیب قسطلانی قدس اللہ سرہ العزیز و افاض علینا من برکاتہ مواہب شریف میں ارشاد فرماتے ہیں حضور اس کی نیات و خطرات سے آگاہ ہیں اور جو خیال دل میں گزرتا ہے اس پر مطلع و ہوالحق الناصع الذی لا مرتبہ فیہ اب علماء کو اختلاف ہے کہ بعد دخول اس مکان جنت نشان کے پہلا کام زیارت حضور سید الانام علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام ہے یا نماز تحیۃ المسجد جمہور علماء تقدیم نماز کے قائل ہیں لیکن اگر طالب صادق و محب واثق کا دل اس دیر کو کسی طرح گوارا نہیں کرتے اور جذبۂ اشتیاق اسے کشاں کشاں لیئے جاتا ہے تو بسم اللہ مانع کون ہے آنکھوں سے آئے اور اپنی وہ اصل مراد جس کے لیے گھر بار یار و دیار سے منہ موڑ کر دشت ہائے پرخار و جبال دشوار گزار قدم شوق سے پائے کو ہاں قطع کرتا آیا ہے پائے اگر کوئی ترک مستحب کی وجہ پوچھے گا بیقراری و پروانہ واری اس دل سوختہ جاں باختہ کی خود جواب دے لے گی ورنہ مصلائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جہاں اب وسط مسجد میں محراب بنی ہے اور وہاں میسر نہ آئے تو حتی الوسع اسکے نزدیک دو رکعت نفل بہ نیت تحیۃ المسجد نہایت تخفیف و اختصار میں صرف سورۂ کافرون و اخلاص کے ساتھ ادا کرے مگر نہ ایسی حذف و کمی جس میں مراعات و واجبات و سنن فوت ہو جائے کہ اگرچہ عجلت بدرجہ غایت مطلوب ہے مگر خود صاحب سنن کے حضور ترک سنن کس درجہ معیوب ہے اور جماعت قائم ہو تو شریک ہو جائے کہ اسیں تحیۃ المسجد بھی ادا ہو جائے گی بعدہ اس رب بیمثال نادر ذوالجلال تعالیٰ کے لیے سجدۂ شکرانہ میں گرے جس نے اس ذرہ بیمقدار کو محض اپنی قدرت کاملہ سے ایسے ذروۂ علیا پر پہنچایا جہاں آفتاب پرتو خاک کا نام ہے اور ماہتاب تجلیات پیش پا افتادہ

کا داعی غلام اور بتوسل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم جناب الٰہی میں دعا کیجے کہ حسن ادب و تمام وقار و عز قبول روزی ہو مجھ بندہ ناتواں کی مجال نہیں کہ تیرے حبیب کی شان رفیع کے لائق جو تعظیم اس کے لاکھ حصوں سے ایک پارہ بجا لا سکے مگر یہ کہ انھیں کی رحمت تیرے حضور میری شفاعت کرے اور تقصیرات پر قلم عفو پھیرے تو نے بتایا تو میں نے ارادہ کیا اور تو ہی لایا تو یہاں تک پہنچا اب یہ بھی تیرا ہی کام ہے کہ قلب پر افاضۂ ادب واجلال فرمائے اور میرے ظاہر و باطن کو ناشائستہ و ناباثستہ سے محفوظ رکھے جب ان سب مہمات سے فارغ ہوا تو اب وقت وہ آیا کہ منہ اس کا مثل دل کے اس شباک پاک کی طرف ہو گیا جو اللہ جل جلالہ کے محبوب عظیم الشان رفیع المکان کی آرام گاہ اور ایسے بادشاہ عزبا پناہ کی بارگاہ والا جاہ ہے الا اے مشتاق بیقرار مہجور دل فگار ہشیار خبردار کہ یہی وقت امتحان ہے اور آزمائش گاہ مردان ہے

بر کفے جام شریعت بر کفے سندان عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

ہاں یہ وہی مقام ہے جسکے لیے دور سے تجھے آداب سکھاتے لائے ہیں حوم و تیقظ کے عروۂ وثقیٰ کو مضبوط تھام لے اور گردن جھکائے آنکھیں نیچی کیے لرزتا کانپتا بید کی طرح تھرتھراتا اپنی تر دامنی کے عرق شرم میں سراپا ڈوبا قدم بڑھا ہاں اے سرگشتہ وادی شوق و بیہ مست بادۂ ذوق ہشیار خبردار تادیدہ نچلنا اور پاؤں سنبھل کر رکھنا کہ یہاں راہ دم تیغ پہ ہے اور ادنیٰ لغزش پا میں ایمان کا ضرر مانا کہ نائرۂ اشتیاق تیرے دل غم دیدۂ فراق میں آتش فگن ہے اور آج کوچۂ محبوب کی نرم نرم ہوائیں اس

پر دامن زن اپنے تلوثات و تکدرات اور اس بارگاہ عرش اشتباہ کی عظمت و طہارت کے مراقبہ سے دریائے اشک ندامت کو جوش میں لا اور اس آتش دل و جگر سوز کو سرکشی سے بچا ؎

حافظا علم و ادب ورزکہ در حضرت شاہ
ہر کہ را نیست ادب لائق قربت نبود

خضوع وقار و تذلل و انکسار کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کر اور سوا سجدہ و عبادت کے جو بات ادب و اجلال میں ادخل و اکمل ہو حتی الامکان بجا لا حضور والا کی جانب بائیں یعنی مشرق کی طرف آ کہ وہ جناب مزار پر انوار میں رو بقبلہ جلوہ نما ہیں جب تو اس سمت سے حاضر ہو گا۔ اس تاجدار عرش وقار کی نگاہ بکیس پناہ تیری طرف ہو گی اور یہ امر تجھے دو جہان میں بس ہے پھر زیر قندیل میخ سیمیں کے محاذی جو دیوار حجرہ مقدسہ میں چہرۂ انور کے مقابل مرکوز ہے پہنچ کر پشت بقبلہ دست بستہ مثل نماز کھڑا ہو کتب معتمدہ میں اس معنی کی تصریح ہے اور زنہار شباک اقدس کے بوسۂ و مس سے دور رہ کہ خلاف ادب ہے ہاں اگر غلبہ حال و استیلائے شوق باعث ہو کیا مضائقہ ع

کہ سلطان نگیرد خراج از خراب

شیخ محقق فرماتے ہیں یہی مفتی بہ و مختار ہے مگر اس کے لیے تنہائی زیادہ سزاوار ہے۔ اب کہ تجھے یہ دولت بے نہایت حاصل ہوئی سلطنت ہفت کشور اس پر قربان کر اور ہیبت و وقار کے ساتھ مجرا و تسلیم میں مشغول ہو باواز حزیں و صوت درد آگیں و دل شرمناک و جگر چاک چاک معتدل آواز سے نہ بہت نرم و پست نہ نہایت سخت و بلند عرض کر السلام

عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ الْكَرِيْم وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه
اَلسَّلَام عَلَيْك يَا حَبِيْبَ اللّٰه اَلسَّلَام عليك يا خَلِيْلَ اللّٰه السلام عليك
يا خَيْرَ خَلْقِ اللّٰه اَلسَّلَام عليك يا صَفْوَةَ اللّٰه اَلسَّلَام عليك يا خِيَرَةَ اللّٰه اَلسَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اِمَامَ الْمُتَّقِيْنَ اَلسَّلَامُ
عليك يا مَنْ اَرْسَلَهُ اللّٰه رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۔ اَلسَّلَام عليك يا مُبَشِّرَ الْمُحْسِنِيْنَ اَلسَّلَامُ
عليك يا شَفِيْعَ الْمُذْنِبِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يا خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ اَلسَّلَامُ عليك يا سِرَّ اللّٰه
الْمَخْزُوْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يا دُرَّ اللّٰه الْمَكْنُوْنَ اَلسَّلَام عليك يا سُرُوْرَ الْقَلْبِ الْحَزِيْن
اَلسَّلَامُ عليك وَ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ ط وَالْمَلٰئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
وَ عَلٰى اٰلِكَ وَ اَهْلِ بَيْتِكَ وَ اَصْحَابِكَ اَجْمَعِيْنَ ۔ وَ سَائِرِ عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ
جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا اَفْضَلَ وَ اَكْمَلَ مَا جَزٰى بِهٖ رَسُوْلًا عَنْ اُمَّتِهٖ وَ نَبِيًّا عَنْ قَوْمِهٖ
وَ صَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ عَلَيْكَ اَزْكٰى وَ اَعْلٰى وَ اَنْمٰى صَلٰوةٍ صَلَّاهَا عَلٰى اَحَدٍ مِّنْ خَلْقِهٖ
اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّكَ عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
وَ خِيَرَتُهٗ مِنْ خَلْقِهٖ وَ اَشْهَدُ اَنَّكَ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَ اَدَّيْتَ الْاَمَانَةَ وَ نَصَحْتَ
الْاُمَّةَ وَ اَقَمْتَ الْحُجَّةَ وَ جَاهَدْتَ فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ وَ عَبَدْتَ رَبَّكَ حَتّٰى اَتٰكَ
الْيَقِيْنُ وَ صَلٰوةُ اللّٰهِ وَ مَلٰئِكَتِهٖ وَ جَمِيْعِ خَلْقِهٖ وَ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اٰتِهِ الْوَسِيْلَةَ
وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الْعَالِيَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ وَاَعْطِهِ الْمَنْزِلَ
الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ وَ نِهَايَةَ مَا يَنْبَغِيْ اَنْ يَّسْاَلَهُ السَّائِلُوْنَ رَبَّنَا اٰمَنَّا بِمَا اَنْزَلْتَ
وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَ مَلٰئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ
الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَ شَرِّهٖ اَللّٰهُمَّ فَثَبِّتْنَا عَلٰى ذٰلِكَ وَلَا تَرُدَّنَا عَلٰى اَعْقَابِنَا رَبَّنَا
لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۔ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ
رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۝ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا

الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ٥ بعدہ فرصت غنیمت جان اور زبان عرض بلحاظ آداب ظاہر و باطن کھول اور جو کہتا ہے کہ یہ وہ بارگاہ نہیں جس سے کوئی محروم جائے ؎

حاشاہ ان یحرم الراجی مکارمہ
او یرجع الجار منہ غیر محترم

پس باعتقاد اس کے کہ سوا حق جل و علا کے کوئی قادر مطلق و مالک عالم معطی و مانع و ضار و نافع نہیں اور اگر بفرض محال تمام اولین و آخرین جن و انس ارواح و ملکہ چھوٹے اور بڑے تمام عالم ایک ذرہ کو اس کی جگہ سے حرکت دینے پر اکٹھے ہو جائیں اور یکبار اس پر زور آزمائی کریں اور اسی کیفیت سے لاکھ برس گزر جائیں اور ان کی قوتیں یوماً فیوماً ترقی پہ ہوں یہاں تک کہ ہر ایک ان میں سے ہفت طبق زمین ایک ہاتھ پر اٹھا لے مگر ارادہ الٰہیہ اس ذرہ کا تحرک نہ چاہے ہرگز ہرگز ممکن نہیں کہ ادنی جنبش دے سکیں ؏ نقش با نقاش چوں نبرد کند

مخلوق کے علم و قدرت و سمع بصر کو اس کے صفات کاملہ سے کوئی نسبت نہیں یہ حادث وہ قدیم یہ فانی وہ باقی یہ ناقص وہ کامل یہ اس کی عطائیں اس کی مخلوق اس کے قبضۂ اقتدار میں اور وہ پاک موصوف کی پاک صفتیں تمام شوائب نقص و شیون شین سے منزہ بلکہ ان کے حضور صفات مخلوق کا نام زبان پہ لانا وجود و عدم میں نسبت دینا ہے اشتراک یہاں مجرد اسمی اور تناسب مفاہیم صرف وہی کمالات وجود پر متفرع ہیں اور وجود اس کی ذات پاک سے خاص باقی جو کچھ ہے اگر اس کے انتساب سے قطع نظر کی جاوے محض ہالک ولاشئے ہے آنکھوں پہ جو کچھ پردے پڑے ہیں کہ

عالم آباد نظر آتا ہے اگر سرمۂ توحید لگا کر دیکھئے تو بالکل سنسان لق و دق بیابان ہو کا عالم یعنی ہو ہے اور ہو کے سوا سب ہے نہیں ہیں با اینہمہ اس قادر مطلق جل جلالہ نے اپنی حکمت کاملہ کے مطابق عالم ایجاد کیا اور انہیں مختلف رنگوں میں رنگا کوئی مجبور و بے علم محض ہے کسی پر اپنے علم و قدرت کا پرتو ڈالا گو ہم نہ جانیں کہ وجود کیا ہے اور نہیں کو ہم سے کیونکر کہتے ہیں بلکہ جب ہم خود ہی نہیں تو ہم کہنے والا کون ہے اور یہ کیا فارق ہے جو ہم میں اور پتھر میں رکھا گیا اور ہماری طبیعتیں ان صفات طیبہ کا پرتو کیونکر ہوئیں اتنا جانتے ہیں کہ ع ل م ق در میں شرکت ہے آگے خدا جانتے اور ان میں بھی باہم کمی و زیادتی کا فرق رکھا بچہ سوا میں اور ماں کے کچھ نہیں جانتا اور بجز چند باتوں کے کچھ قدرت نہیں رکھتا پھر جب بڑھتا جاتا ہے اس کے علم و قدرت روز افزوں ہوتے ہیں پھر ان میں سے ایک فرقہ کو بے سابقہ خدمت بخش عنایت اپنے اولیاء اور اپنے محبوب قرار دیا اور ان کے علوم کو وہ وسعت دی کہ ہفت آسمان اس کے حضور آئینۂ تصویر ہیں اور قدرت کو وہ ترقی بخشی کہ احیائے موتیٰ و ابراء اکمہ و ابرص کرتے ہیں مغیبات پر اطلاع پاتے ہیں نہ اس طرح کہ وہ محض آلام بے استعمال آلات ہو کہ ان کی طرف اسے بنظر ظاہر بھی اضافت نہ کر سکیں بلکہ جیسے ہمیں ادراک مبصرات کے لیے آنکھ عطا فرمائی اور اس میں قوت باصرہ رکھی کہ بعد ارتفاع موانع و اجتماع شرائط جو چیز سامنے آئی ہم نے جب چاہا آنکھ کھولی اور دیکھ لی اسی طرح انہیں ادراک مغیبات کے لیے ایک آلہ عطا فرمایا اور اس کے استعمال پر قدرت بخشی اور ان سب میں ایک ذات پاک کو سب کا سرتاج بنایا اور اسے اپنے نفس کریم کے لیے چن لیا اور واسطۂ ایجاد عالم ٹھہرایا کہ جو کچھ بنایا انکے

لیے بنایا اگر وہ نہ ہوتا کچھ نہ ہوتا اور جبکہ وہ مقصود اصلی و منظور خاص تھا اس پر اپنی ذات
و تمام صفات کا پورا پورا پرتو ڈالا ماکان و مایکون سے اسے آگاہ کیا تمام علوم
اولین و آخرین اور ہزاروں زیادات خاصہ کا جامع فرمایا دنیا کے موجود و
متـ[illegible]ں کو اس کے پیش نظر کر دیا کہ وہ ایک آن میں قیامت تک کی کائنات
یوں دیکھ رہا ہے ۔ جیسے اپنی ہتھیلی ۔ سمع کو وہ قوت دی کہ پانچ سو
برس کی راہ اور یہاں کی آواز دونوں یکساں ہیں بالجملہ اسے اپنا آئینہ بنانے
کے لیے صیقل رحمت سے وہ جلائیں بخشیں جن سے مافوق برگز متصور نہیں
جو کمال خزانۂ قدرت میں تھا اس پر ختم کر دیا یہاں تک کہ اسے اپنی کل
مملکت کا دولہا بنایا اور اولین و آخرین کو اس کے تجمل و اظہار شوکت کے
لیے اس کا براتی ٹھہرایا اور جس طرح عالم اپنی ابتدا میں بارادۂ الہیہ اس
کا محتاج تھا کہ وہ نہ ہوتا تو کوئی خلعت وجود نہ پاتا تو نہایت مناسب ہوا
کہ بقا میں بھی اسی کا دست نگر رہے لہٰذا کنجیاں کاروبار عالم کی اس کے
ہاتھ میں رکھیں اور اپنی خلافت تامہ و نیابت مطلقہ عطا کی تصرف اس کا
عالم علوی و سفلی میں جاری کیا نظم و نسق جہان اس کی رائے پر چھوڑ دیا قوت
کن فکان اس کے لبوں میں ودیعت رکھی جسے جو چاہیں کریں جسے جو
چاہیں دیں جس سے جو چاہیں چھین لیں آسمان و زمین تابع فرمان فرش
تا عرش زیر نگیں تمام ذرات کون و مکان میں حکم جاری مخلوق میں نہ ان کے
سوا کوئی حاکم نہ وہ کسی کے محکوم قضائے الٰہی ان کی رضا جو اور تقدیر ازلی حکم
سے ہم پہلو جو یہ چاہتے ہیں خدا وہی چاہتا ہے کہ یہ وہی چاہتے ہیں جو
خدا چاہتا ہے اور پر ظاہر کہ نائب سلطانی جو تقسیم خزائن و تدبیر و مہمات
پر بادشاہ کی طرف سے مقرر ہو گدایان بینوا اگر اسے نائب و ماذون سمجھ کر اس

کے حضور دست تمنا دراز کریں تو انہوں نے اس نائب کو بادشاہ کا ہمسر نہ سمجھا بلکہ درحقیقت بادشاہ ہی کے سامنے ہاتھ پھیلایا اور اس کی مرضی کے مطابق کام کیا کہ اگر وہ رعایا کو اس کا دست نگر کرنا نہ چاہتا اسے نائب و ماذون نہ بناتا ہاں اے زائر تو سمجھا کہ وہ ذات پاک مشرف بہ لولاک جن کے ادنیٰ وصف میں یہ کلام جاری ہوا تھا کون ہے ہاں وہ یہی بادشاہ عرش بارگاہ ہیں جن کا نام نامی ابوالقاسم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جن کے دربار دُربار ہیں تو جس وقت باریاب ہے جن کے حضور تو دست بستہ سرافگندہ حاضر ہے جن کے دریار فیض سے کوئی پیاسا نہیں جاتا جن کے بحر جود کا کنارہ نظر نہیں آتا جنھیں دو جہان کی بیکس پناہی ہے جن کا حکم ماہ تا بماہی ہے جو ایک نظر لطف میں شاہی کونین عطا فرمائیں ادنیٰ نگاہ کرم سے زمین کو آسمان بنا دیں تو مریض جاں بلب وہ جان مسیحا تو فقیر بینوا وہ کان جود و عطا مانگنے والا چاہیئے پھر بخدا بہ نہیں کہنا نہیں جانتے ہاں اعتقاد و ایمان امور مذکورہ پہ درست کر اور ان کا دامن رحمت دست الحاح سے تھام اور بآواز نرم و حزیں عرض کر اَسْئَلُکَ الشَّفَاعَۃَ یَا رَسُوْلَ اللہِ اَسْئَلُکَ الشَّفَاعَۃَ یَا رَسُوْلَ اللہِ اسئلک الشفاعۃ یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ ؎

یا صاحب القبر الکریم الاطیب ۔۔۔ یا منتہی املی و غایۃ مطلبی ،
یا من بہ فی النائبات توسلی ۔۔۔ والیہ من کل الحوادث مہربی
یا من یرجیہ لکشف عظیمۃ ۔۔۔ ولحل عقد ملتو متصعب
یا من یجود علی الوجود بانعم ۔۔۔ خضر تعم عموم صوب الصیب
یا غوث من فی الخافقین وغیثہم ۔۔۔ وربیعہم فی کل عام مجدب
یا رحمۃ الدنیا وعصمۃ اہلہا ۔۔۔ و امان کل مشرق و مغرب

یا من یؤمل منہ کل کرامۃ — دنوّ فی حرم الجناب الاغلب

یا من نناديہ فیسمعنا علی — بعد المسافۃ سمع اقرب اقرب

یا من ہو البر التقی المنتقی — سر السرارۃ طیب من طیب

یا سیدی انی رجوتک ناصراً — من جور نفس ضل منہا مہربی

فاقبل عثار عبیدک الداعی الذی — یرجوک اذ راجیک غیر مخیب

واکتب لہ ولوالدیہ براءۃ — من حر نار جہنم المتلہب

واقمع بحولک باغضیہ وکل من — یؤذیہ من متمرد متعصب

واشفع لہ ولمن یلیہ وقم بہم — فی کل حال یا شفیع المذنب

وعلیک صلی ذوالجلال اتم ما — صلی وسلم یا رفیع المنصب

وعلی صحابتک الکرام وآلک آل — اعلام اہل الفضل کل الانحاء

رسول اللہ ضاق بی الفضاء — وجل الخطب وانقطع الرجاء

رسول اللہ فضلک لیس یحصی — ولیس لقدرک السامی انتہاء

مقامک تقصر الاملاک عنہ — وفضلک لم تنلہ الانبیاء

وکم لک فی العلی من معجزات — وآیات بہا سبق القضاء

اذا نسبوا المکارم والمعالی — فانت لہا تمام وابتداء

اذا الفخر انتہی شرفا فحاشی — وکلا ما بفخرک انتہاء

ومن یحصی مکارمک اللواتی — لہا فی کل مرتبۃ سناء

احبیب یا نور طیبۃ صوت عبد — اسیر الذنب فیہ لک الولاء

تدارکنی بجاہک من ذنوبی — واوزار تضیق بہا الفضاء

وکن لی ملجأ فی کل حال — فلیس الی سواک لی التجاء

فان اکرمتنا دنیا واخری — فلیس البحر تنقصہ الجاری

بکاء الغریب لفقد الدار والجار — ان الغریب عزیز دمعہ الجاری

یا منقذ الخلق من نار الجحیم وہم — علی شفا جرف ہار منہار

یا عدتی یا رجائی فی النوائب یا — عزی وکنزی ویسری بعد اعساری

ارجو بفضلک فی الدارین مرحمۃ — وفی الاقامۃ بین الدار والنعم

یا اکرم الخلق مالی من الوذ بہ — سواک عند حلول الحادث العمم

ولن یضیق رسول اللہ جاہک بی — اذا الکریم تحلی باسم منتقم

فان من جودک الدنیا وضرتہا — ومن علومک علم اللوح والقلم

ومن تکن برسول اللہ نصرتہ — ان تلقہ الاسد فی آجامہا تجم

یا خیر من دفنت فی الترب اعظمہ — فطاب من طیبہن القاع والاکم

نفسی الفداء لقبر انت ساکنہ — فیہ العفاف وفیہ الجود والمحتل

الیک رسول اللہ اشکو نوائبا — من الدہر لا یقوی لہا التحل

وانی لارجو انہا بک تنجلی — فانک لے جاہ وحصن وجدیر

نبی الہدی غثا ثنت بی الحال فی الوری — وانی لہا املت نیک جدیر

فسل خالقی تفریج کربی فانہ — علی کشفہ دون الانام نصیری

ایدرکنی ہم وانت ظہیری — اأظلم فی الدنیا وانت نصیری

فعار علی حامی الحمی وہو قادر — اذا ضاع فی البیدا عقال بعیر

ابیات

یا رسول اللہ بدرگاہت پناہ آوردہ ام — ہیچو کاہے عاجزم کوہ گناہ آوردہ ام

یا شفیع المذنبین بارِ گناہ آوردہ ام — بر درت ایں بار با پشتِ دوتا آوردہ ام

دیو رہزن در کمیں نفس و ہوا اعدائے دیں — زیں ہمہ در سایۂ لطفت پناہ آوردہ ام

آں نمی گویم کہ بودم سالہائے در کوئے تو ... ہستم آں گمرہ کہ اکنوں رو براہ آوردہ ام
گرچہ روئے معذرت بگذاشت گستاخی مرا ... کردہ گستاخی زبان عذر خواہ آوردہ ام
چشم رحمت برکشا موئے سفیدہ من نگر ... گرچہ از شرمندگی روئے سیاہ آوردہ ام
غیر تو ملجا و ماوا نیست کس را در جہاں ... لطف کن یا سیدی حال تباہ آوردہ ام
در ہمیں بس کہ بعد از مدت دور دراز ... بر حریم آستانت می نہم روئے نیاز
یا رسول اللہ نمی گویم کہ مہمان تو ام ... یا فقیر ریزہ خوار طعمہ خوان تو ام
بر لب افتادہ زباں گرچہ سگے ام تشنہ لب ... آرزو مندے از بحر احسان تو ام
مسند عزت نہم بر صدر ایوان قبول ... گر نیاید ننگ روا ز دست زبان تو ام
دفترے دارم سیاہ از معصیت بیچارہ من ... گر شفاعت نامہ ناید ز دیوان تو ام

ابیات

یا نبی اللہ السلام علیک ... انما الفوز و الفلاح لدیک
بسلام آمدم جوابم دہ ... مرحبے بر دلم خرابم نہ
بس بود جاہ و احترام مرا ... یک علیک از تو صد سلام مرا
خواہم از شوق دست بوس تو مرد ... دست بیروں کن از بیانی برد
ہر زمانے تو ہوش برد از من ... تمار دے خود ز برد یمن
چوں تو ئی دیدہ در بباغ بلاغ ... ہمچو نرگس ز سرمہ ما زاغ
سوئے م افگن ز سر رحمت نظرے ... باز کن بر رخم ز لطف درے
تہ لبہا ز خندہ یا قوت ... روح را کام بخش و دل را قوت
زاری ام بشنو تکلم کن ... گریہ من نگر تبسم کن

تلخ شد کام من زبخت نژند | ساز شیریں ز لعل شکرخند
لب بجنباں سپے شفاعت من | منگر در گناہ طاعت من
گر ز فہم طریق سنت تو | ہستم از عاصیان امت تو
ماندہ ام زیر بار عصیاں پست | افتم از پا گرم نگیری دست
رحم کن بر من و فقیری من | دست دہ بہر دست گیری من
خود بدست تو کے رسد دستم | اینقدر بس کہ در رہت پستم
پست بودن براہ تو خوشتر | کز بلندی بعرش سودن سر

رباعی

می آیم و می آورم از بارگہے | پیغام حرم بمحترم با دستہے
مضمون رسالت آں کہ برما شماست | عفو گنہے شفاعت روسہے

آفتاب اندر بدخشاں لعل سازد سنگ را | غیر خاموشی چہ گوید لعل شکر آفتاب

عزیزا الحذر الحذر ہرگز ہرگز یہ خطرہ دل میں نہ لانا کہ میری بات یہاں کیا سنی جائے گی یا میں کس قابل ہوں کہ جو ایسی بارگاہ میں عرض حال کروں دوائے نادانی اگر ایسا خیال کیا تو تیرا حال کس قدر مشابہ ہے اس مریض نادان سے جو طبیب کے یہاں جائے اور مایوسی ظاہر کرے کہ میں تو بیمار ہوں طبیب میرے حال پر کیا التفات کرے گا اے بیخبر وطبیب تو اسی لیے ہے کہ بیماروں کی دلجوئی و چارہ سازی کرے پھر یہ بیجا ہراس اور بعلت علالت اس کی توجہ وعنایت سے یاس محرومی و بدبختی نہیں تو کیا ہے عیاذا باللہ منہ سے عصیت فقالوا کیف تلقی محمدا | و وجھک اثواب المعاصی مبرقع

عسی اللہ من اجل الحبیب وقربہ ۔ یدارکنی بالعفو والعفو وسع

جان برادر یہ بارگاہ اس بادشاہ رأفت پناہ کی ہے جسے اس کے پروردگار ومولی جل جلالہ نے خطاب رحمۃ للعلمین دیا اور تاج شفاعت مذنبین اس کے سرانور پر رکھا واعجبا دعا یہاں مقبول نہ ہوئی تو کہاں ہوگی اور گناہ یہاں عفو نہ ہوئے تو کہاں بخشے جائیں گے مگر ہاں سررشتہ ادب ہاتھ سے نہ دینا ضرور ہے عرض مطلب میں کلمات استعطاف جو موجب جوش رحمت ہیں مناسب تر لیکن کوئی ایسا لفظ نہ ہو جس سے ناز و دلال ٹپکے یا اپنے مقرب بارگاہ ہونے پہ دلالت کرے کہ یہ سوء ادب ہے پھر اگر کسی نے سلام عرض کی وصیت کر دی تھی بجا لائے کہ بعد قبول خلعت وعدہ ہے پھر ایک گز شرقی اپنے دہنے ہاتھ یعنی مشرق کی جانب ہٹ کر مقابل چہرہ انور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کھڑا ہو کر عرض کرے السلام علیک یا خلیفۃ رسول اللہ السلام علیک یا صفی رسول اللہ السلام علیک یا صاحب رسول اللہ السلام علیک یا وزیر رسول اللہ السلام علیک یا ثانی رسول اللہ فی الغار ورفیقہ فی الاسفار وامینہ علی الاسرار ونجیہ باللیل والنہار وجاعل نفسہ جنۃ لہ من الاشرار السلام علیک یا علم المہاجرین والانصار السلام علیک یا عتیق اللہ من النار السلام علیک یا افضل الصحابۃ الاخیار السلام علیک یا ابا بکر الصدیق الصفی المختار السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ جزاک اللہ عن رسولہ وعن الاسلام واھلہ خیرا لجزاء ورضی اللہ عنک احسن الرضاء پھر اسی قدر ہٹ کر روبروئے جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ قیام کر کے کہے السلام علیک یا امیر المومنین عمر الفاروق السلام علیک یا متمم الاربعین السلام علیک یا من استجاب اللہ فیہ دعوۃ خاتم النبیین السلام علیک من اظہر اللہ بہ الدین السلام علیک یا من اعز اللہ بہ الاسلام والمسلمین

السلام علیک یا سیف اللہ المسلول علی الکفار و المنافقین السلام علیک یا من ہربت من ظلہ الشیاطین السلام علیک یا من نطق بالصواب و وافق قولہ محکم الکتاب السلام علیک یا من عاش حمید او خرج من الدنیا شہیدا جزاک اللہ عن نبیہ و خلیفتہ و امتہ خیراً السلام علیک ورحمۃ اللہ و برکاتہ پھر قدرے نصف گز شرقی کے لوٹ آئے اور صدیق و فاروق کے درمیان کھڑا ہو کر عرض کرے السلام علیکما یا صاحبی رسول اللہ السلام علیکما یا خلیفتی رسول اللہ السلام علیکما یا وزیری رسول اللہ السلام علیکما یا ضجیعی رسول اللہ السلام علیکما یا معینی رسول اللہ فی الدین والقائمین بسنتہ فی امتہ حتی اتٰکما الیقین فجزا کما اللہ عن ذلک مرافقۃ فی جنۃ و ایانا معکما برحمتہ انہ ارحم الرحمین ٥ اے دین کے سردارو اور اے خدا کے پیارے کے پیارو اللہ تمہیں اسلام و اہل اسلام کی طرف سے نیک بدلہ دے ہم تمہارے سردار د مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور تم دونوں سروران اکرم و خلفائے اعظم کی زیارت کو حاضر ہوئے تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں اپنا وسیلہ کرتے ہیں تم ان کے حضور ہماری شفاعت کرو کہ وہ خدا کے حضور ہماری شفاعت فرمائیں تاکہ اللہ ہمارے گناہ معاف فرمائے اور ہماری سعی قبول فرمائے اور ہمیں سچے دین پر قائم رکھے اور اسی پر دنیا سے اٹھائے اور اپنے نبی کے گروہ میں ہمارا حشر کرے انہ کریم رؤف رحیم آمین پھر مواجہہ صاحب رسالت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ میں حاضر ہو اور اللہ جل جلالہ کی حمد و ثنا بجا لائے اور حضور پر درود بھیجے اور دست برداشتہ جو چاہے اپنے اور اپنے والدین و مشائخ و اہل اقارب و کافۂ مؤمنین کے لیے مانگے اور صلاۃ وسلام بدستور سابق عرض کر کے کہے الٰہی اپنے اس پیارے نبی کو بہتر اس کا دے جو انہوں نے اپنے لیے مانگا اور بہتر اس کا جو کسی نے ان کے لیے مانگا اور

بہتر اس کا جس یک کسی مانگنے والے کا خیال نہ پہنچا اور بہتر اس کا جو تونے ہر چشم و گوش و خطرہ سے مخفی رکھا الٰہی انھیں ان کی امت میں وہ شفاعت کرامت کر جس پر سب اولین و آخرین رشک لے جائیں الٰہی انھیں ان کے اہلبیت و امت میں وہ عطا کر جس سے انکی آنکھیں ٹھنڈی ہوں الٰہی انکی آل وامت کو دنیا و آخرت میں وہ رفیع مرتبہ بخش جو کسی نبی کی آل و امت کو نہ دیئے ہوں الٰہی تو نے فرمایا تو ہم نے سنا اور تو نے بتایا تو ہم نے جانا اور تو نے اپنے اس نبی پر اپنی سچی کتاب اتاری اور اس میں فرمایا ولو انہم اذ ظلموا انفسہم الآیہ سوائے رب ہمارے اور اے رب محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اے ارحم الراحمین اے ذوالجلال والاکرام ہم نے تیری نافرمانیوں سے اپنی جانوں پر ظلم کیا اب تیرے نبی کے دربار میں حاضر ہوئے تجھ سے اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتے ہیں۔ اے خدا کے پیارے رسول صلوات اللہ وسلامہ علیک صدقہ اپنی آل اطہر کا اور صدقہ اپنے اصحاب مطہر کا یا رسول اللہ صدقہ صدیق کی سپید داڑھی کا صدقہ فاروق کی چمکتی تلوار کا صدقہ عثمان کی نیچی نگاہ کا صدقہ علی کی قوت بازو کا صدقہ اپنے جگر پارہ بتول زہرا کی چادر عفت کا صدقہ حسن کی سیادت کا صدقہ حسین کے کفن خون آلود کا صدقہ اپنے بیٹے عبدالقادر جیلانی کا کہ ہماری مشکلیں لوجہ اللہ حل فرمایئے بارگاہ الٰہی میں ہمارے لیے استغفار کیجئے کہ ہم وعدہ الٰہیہ کی امید رکھتے ہیں اے رب ہمارے ہمیں آستانہ حبیب سے محروم نہ پھیر الٰہی یہ تیرا حبیب ہے اور ہم تیرے بندے اور شیطان تیرا دشمن اے آسمان و زمین کے بادشاہ اے وسیع رحمت والے اے سریع مغفرت والے اگر تو ہمیں بخش دے گا اور یہ تیرے کرم سے کچھ دور نہیں تو تیرا محبوب خوش ہوگا اور تیرے بندے نجات پائیں گے اور تیرا دشمن غمگین ہو

گا اور اگر اے رب ہمارے تیری پناہ دوسری صورت ہوئی تو تیرا حبیب محزون ہو گا اور تیرے ضعیف و ناتوان بندے ہلاک ہو جائیں گے اور تیرا ملعون دشمن خوش ہو گا اے مولی ہمارے اے وہ جس کے در کے سوا ہمارا کہیں ٹھکانا نہیں تیرا کرم اس سے ارفع و اعلیٰ ہے کہ تو اپنے پیارے کو غمناک اور بندوں کو ہلاک اور دشمن کو خوش کرے الٰہی عرب کرام کی عادت سنی جب ان میں کوئی سردار مرتا اس کی قبر پر بردے آزاد کرتے الٰہی یہ تیرا محبوب تمام عالم کا سردار ہے ہمیں ان کریم کی قبر کریم پر آزاد فرما الٰہی ہم تجھے اور تیرے رسول اور تیرے بندوں صدیق و فاروق اور ان ملک کرم کو جو تیرے نبی کے روضہ منورہ کے گرد خدمت کے لیے اترتے ہیں گواہ کرتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں تو یکتا ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور یہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ جو کچھ یہ تیرے پاس سے لائے سب حق ہے الٰہی ہم اپنے گناہوں اور تیری نعمتوں کا اقرار رکھتے ہیں ہمیں اپنی رحمت سے بخشدے اور ہم پر وہ احسان کر جو اپنے مقبول بندوں پر کیے کہ تو ہی ہے بڑا احسان والا اور تو ہی ہے غفور رحیم ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار ۝ سبحٰن ربک رب العزۃ عما یصفون ۝ وسلم علی المرسلین ۝ والحمد للہ رب العلمین ۝ پھر منبر اطہر کے قریب آئے اور دعا کرے پھر روضۂ مطہرہ میں یعنی جو جگہ مابین منبر انور و حجرہ منورہ کے ہے اور اُسے حدیث میں جنت کی کیاری فرمایا آکر دو رکعت نفل پڑھے اور دعا کرے الٰہی تیرے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ کو ریاض جنت سے فرمایا اور تیری عادت کریمہ ہے کہ جسے جنت میں داخل کیا اسے پھر دوزخ نہیں بھیجتا اے رب میرے اب اپنے فضل و کرم سے آتش دوزخ پر

جو کرے آمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔ **وصل** بعض مسائل نافعہ و بغایت مفیدہ میں

مسئلہ جو اس سواد جنت آباد کی مدت اقامت نہایت غنیمت جانے اور جد کرے کہ کوئی نفس بیکار نہ جائے کیا معلوم پھر یہ دولت کب نصیب ہو مسجد انور سے سوا ضروریات کے کسی وقت باہر نہ جائے ہمیشہ با طہارت حاضر رہے مگر حاشا کہ وہاں دنیوی باتوں یا عبث کاموں میں اوقات ضائع کرے کہ یہ امور ہر مسجد میں ناپسند ہیں چہ جائیکہ کس کی مسجد اور کس کے پیش نگاہ تمام اوقات درود و نماز و قرآن و ذکر و دعا میں صرف کرے جلوس مسجد میں نیت اعتکاف رکھے اگرچہ روزہ نہ ہو اور جو روزہ نصیب ہو خصوصاً ایام گرم میں تو کیا کہنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو مدینہ کی تکلیف و مشقت پہ صبر کرے میں اس کا شفیع و گواہ ہوں۔

مسئلہ:۔ ہر عمل صالح یہاں کا پچاس ہزار تک مضاعف ہوتا ہے لہذا شب بیداری وغیرہ حسنات ترک نہ کرے کھانے پینے کی تقلیل ہم مبحث وقوف میں بیان کر آئے قرآن محض نور ہے خصوصاً صاحب قرآن کے حضور اور نہ ہو تو ایک ایک ختم تو یہاں اور حطیم میں کر لے۔

مسئلہ:۔ نظر حجرہ منورہ و قبۂ معطرہ کی طرف عبادت ہے جیسے کعبہ کی طرف لہذا اس کی تکثیر کرے اور جالب برکات و ماحی سیئات ہے مگر خشوع و خضوع و ادب و وقار کے ساتھ۔

مسئلہ:۔ ہمارے نزدیک تکثیر زیارت خصوصاً آفاقی کے لیے مستحب ہے پنجگانہ نماز کے بعد حضور میں حاضر ہو کر بطریق مذکور عرض صلاۃ و سلام کیا کرے کہ تکثیر خیر خیر کثیر ہے۔

مسئلہ:۔ جسے وہ عبارات و ادعیہ جو ہم ذکر کر آئے یاد نہ ہو سکیں چند

فقرات پر اختصار کرے اور اکبر واجبات سے ہے کہ تطویل اس وقت تک روا رکھے کہ ملال نہ آجائے فان اللہ لا یسام حتی تسأموا۔

مسئلہ:۔ جب محاذات قبر کریم میں گزرے اگرچہ بیرون مسجد اگرچہ بیرون مدینہ جہاں سے قبۂ کریمہ نظر آئے بے وقوف کیے اور صلاۃ و سلام بھیجے ہرگز نہ گزرے کہ خلاف ادب ہے حضرت ابو حازم فرماتے ہیں مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا میں نے سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ارشاد فرماتے ہیں ابو حازم سے کہہ تو ہی ہے وہ جو میرے حضور گزرتا ہے مجھ سے اعراض کیے ہوئے اور کھڑے ہو کر مجھ پر سلام نہیں عرض کرتا اس روز سے ابو حازم نے کبھی ایسا نہ کیا۔

مسئلہ:۔ ترک جماعت تو ہر جگہ مذموم ہے مگر یہاں سخت محرومی عیاذاً باللہ منہ طبرانی کی حدیث میں وارد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس سے چالیس نمازیں با جماعت میری مسجد میں فوت نہ ہوں اس کے لیے آزادی لکھی جائے دوزخ سے اور آزادی لکھی جائے نفاق سے اور آزادی لکھی جائے عذاب سے۔

مسئلہ:۔ وقت دیدار مطہرہ کو مس نہ کرے اس سے نہ چپٹے گرد روضۂ انور طواف نہ کرے زمین نہ چومے پیٹھ مثل رکوع نہ جھکائے تعظیم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ان کی اطاعت میں ہے اور وہ جو بعض جہال سے صادر ہوتا ہے کہ حضور کو سجدہ کرنے لگتے ہیں حرام قطعی و باعث ناراضی جناب مسجود لہ ہے اور بنظر عبادت ہو تو کفر و شرک۔

مسئلہ:۔ قبر اطہر و اعطر کو ہرگز پیٹھ نہ کرے نماز میں نہ غیر نماز میں کہ خلاف ادب ہے بلکہ نماز اطراف ثلثہ باقیہ میں پڑھے اور

جانب سجدہ قبر کریم کا ہونا کچھ مضر نہیں کہ بیچ میں حائل ہے مگر بنیت استقبال کعبہ کی ہو نہ توجہ قبر اقدس کی

مسئلہ: جو زمین بعد سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے سیدنا عثمان رضی اللہ تعالٰے عنہ پھر ان کے بعد امرا و سلاطین نے زائد کی مذہب مختار پر وہ فضل تضاعف صلاۃ و حصول برکات میں مسجد قدیم سے ملحق ہے مگر افضل یہ ہے کہ حتی الامکان مسجد قدیم کی تحری کرے کہ اس کے زیادت فضل میں شبہہ نہیں اور اختلاف علماء سے خروج بھی ہے۔

مسئلہ: سب ستون اس مسجد پاک کے متبرک اور سب کے پاس نماز مستحب کہ آخر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نظر گاہ میں ہیں مگر بعض کو خصوصیت خاصہ حاصل وہاں استحباب صلاۃ تاکد پاتا ہے ان میں سے ایک ستون وہ ہے جو محراب مکرم کے دہنی طرف مصلائے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی علامت ہے ستون حنانہ اس کے آگے تھا دوسرا ستون ام المومنین عائشہ صدیقہ کہ امام اگر مصلائے شریف میں نماز پڑھے تو اس کے پیچھے کی صف میں جو ستون واقع ہوا ان میں منبر سے جانب مشرق تیسرا ستون ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چند روز اس کی طرف نماز پڑھی اس کے پاس دعا مقبول ہوتی ہے تیسرا اسطوانۂ توبہ اور وہ ستون عائشہ اور ستون ملاصق بدیوار حجرہ کے بیچ میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف نماز پڑھی اور وہاں اعتکاف فرمایا چوتھا اسطوان السریر کہ جالی شریف سے ملتصق ہے اسطوانۂ توبہ سے مشرق کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے پاس اعتکاف کیا۔ پانچواں ستون علی رضی اللہ تعالٰے عنہ اور وہ شمال کی طرف اسطوانۂ توبہ کے پیچھے ہے جناب مرتضٰی کرم اللہ وجہہ یہاں بیٹھتے اور نماز پڑھتے چھٹا اسطوان الوفود کہ وہ اسی جانب اسطوانۂ علی کے

پیچھے ہے اور اسطوانہ توبہ میں صرف ستون علی حائل ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور افاضل صحابہ یہاں رونق افروز ہوتے۔ ساتواں اسطوان التہجد کہ بیت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پیچھے ہے۔

مسئلہ واجبۃ الحفظ: لوگوں کی عادت ہے کہ حرمین کریمین میں جو شمعیں جلائی جاتی ہیں ان کا موم چربی یا تیل یا بخور و طیب کا باقیماندہ یا تقدرے وہ گلاب جو کہ کعبہ معظمہ کے لیے لایا جاتا ہے خدام کرام سے ہبتہ یا شراءً لے لیتے ہیں اور یہ حرام مطلق ہے اور لینے والے پر واجب کہ واپس کر دے ہاں اگر تبرک چاہے اپنے پاس سے بتی لاکر آستانہ پاک یا در کعبہ پر روشن کرے یا چراغ جلائے یا بخور سلگائے یا گلاب چھڑکے وہ واپس لے جائے اور خدام کو جائز نہیں کہ لوگوں کو اس کے واپس لے جانے سے ممانعت کریں اسی طرح غلاف کعبہ کہ خدام سے خریدتے ہیں علما فرماتے ہیں صرف اس صورت میں جائز ہے کہ بعد کہنگی سلطان اسے فقرا پر تقسیم کر دے خدام ہوں یا غیر ان کے پھر لوگ ان سے خرید لیں اور اگر ہنوز پرانا نہ ہوا یا جنہیں دیا گیا اغنیا ہیں یا بے حکم سلطان لوگوں نے خود بانٹ لیا ہے تو ہرگز جائز نہیں کہ وہ لوگ اگرچہ بنی شیبہ ہوں اس کے مالک نہیں بلکہ اگر واقف غلاف غیر سلطان ہے تو حکم سلطان نصرہ اللہ بھی معتبر نہیں مثل سائر اوقاف شرط واقف کا اعتبار ہوگا ہکذا ذکروا فقیر کہتا ہے غفر اللہ لہ قاعدہ شرعیہ ہے کہ معروف مثل مشروط ہے تو عجب کیا کہ سوا کہنگی و فقر بائع کے اور شرط نہ ہو فافہم واللہ اعلم۔

مسئلہ: حسب استحسان علما زیارت اہل بقیع و شہدائے احد و مسجد قبا و دیگر مساجد منسوبہ بہ حضور اصطفا صلوات اللہ وسلامہ علیہ کا اگر

قصد ہو تو تفصیل ان کے مواقع اور ایام زیارت و ادعیہ وغیرہا کی کتب معلولہ سے دریافت کرے کہ وہاں بھی درحقیقت پرتو اسی آفتاب عالم تاب کا ہے صلے اللہ علیہ وسلم ورنہ حجرہ مطہرہ کے حضور حاضر رہنے کے برابر کیا دولت ہے علامہ ابن الحاج مدخل میں نقل کرتے ہیں حبیب عارف باللہ سیدنا ابن ابی جمرہ قدس اللہ سرہ العزیز مسجد اقدس میں حاضر ہوئے۔ سوا قعدۂ نماز کے ایک آن نہ بیٹھے اول حضور سے آخر روز رخصت تک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور کھڑے رہے دل میں خیال گزرا بقیع رفیع کی زیارت کو چلیئے پھر کہا کہاں جاؤں یہ اللہ کا دروازہ ہے سائلوں اور گداؤں اور شکستہ دلوں کے لیے کھلا ہوا آخر نہ گئے اور اسی خاک آستان سے دیدۂ ایمان کو منور کرتے رہے اللھم ارزقنا آمین اب نہ باقی رہا مگر بیان وداع یہ وہ روز مصیبت نہیں جس کو بیان کرتے کلیجہ منہ کو نہ آئے اور اس سے کیا پوچھتا ہے جس کے دل پر ابھی تازہ زخم ہے آؤ ہم تم مل کر دعا کریں کہ اللہ پھر وہ دن دکھلائے کہ وہ آستان ہو اور یہ سر شوریدہ یارب توفیق ادب وعشق کامل عطا فرما آمین ؎

دلے از سنگ بباید بسر راہ وداع ۔۔۔ کہ تحمل کند آں لحظہ کہ محمل برود

قلم اینجا رسید و سر بشکست ۔۔۔ حسن ایں قصہ عشق ست در دفتر نمی گنجد

تمت

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ لِفَاطِمَۃَ اَیُّ شَیءٍ خَیْرٌ لِّلنِّسَاءِ
قَالَتْ لَا یَرَاہُنَّ الرِّجَالُ

(رواہ البزار)

پردہ

اس کتاب میں پردے کی حقیقت پر شرح و بسط کیساتھ روشنی ڈالی گئی ہے

مؤلفہ

حضرت مولانا ابوالبشیر محمد صالح نقشبندی چشتی قادری
رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ مہریہ رضویہ۔ جامع مسجد نور ڈسکہ
ضلع سیالکوٹ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

تواریخ حبیب الٰہ صلی اللہ علیہ وسلم

مصنفہ

مجمع الفقہ والفتویٰ علامہ مفتی عنایت احمد کاروکوی رحمۃ اللہ علیہ

باہتمام

احقر العباد محمد رفیق قادری رضوی

عفی عنہ

ناشر مکتبہ مہریہ رضویہ نزد جامع مسجد نور شہر

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ

حیات الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام

از

عمدۃ المفسرین - امام المحدثین

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

غزالی زماں رازی دوراں امام اہلسنت حضرت علامہ

الحاج سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

ملنے کا پتہ

مکتبہ مہریہ رضویہ

کالج روڈ۔ ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

بیعت و خلافت اور سجادہ نشینی کے بیان میں لاجواب رسالہ

مسمّی باسم تاریخی

نَقَاءُ السُّلَافَہ

فی احکام

۱۳۱۹ھ

اَلْبَیْعَۃِ وَالْخِلَافَہ

مُصنّفہ

امامِ اہلِ سُنّت، اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، مجددِ دین و مِلّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بدعت، مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

مکتبہ مہریہ رضویہ نزد جامع مسجد نور، ڈسکہ

نغمۂ محبوب (اوّل دوم)

فارسی، اُردو اور پنجابی کے مشہور و معروف شاعروں کی بے نظیر نعتوں کا مجموعہ

ذکرِ محبوب

نغمۂ محبوب کی طرح اُردو پنجابی کی مُستند کیف آور نعتوں کا بے مثال مجموعہ

بیعت و خلافت

جو بیعت و خلافت کے احکام اور سجادہ نشینی سے متعلق اظہارِ خیال پر مشتمل امامِ اہلسنّت اعلیٰحضرت بریلوی کی لاجواب تصنیف ہے

الموت الاحمر علیٰ کل انجس اکفر یعنی علماءِ دیوبند کی مکاریاں

جسمیں مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مصطفےٰ رضا خاں نوری علیہ الرحمۃ نے اکابر علماءِ دیو بند کے خطوط کے جوابات نہایت احسن طریق سے تحریر فرمائے ہیں۔

گلدستہ حافظ جھنڈا (مرحوم)

حمد و نعت، مناقب چہار یار، مناقب مشائخ آلو مہار شریف، مولُود نامہ معراج نامہ، پیسے نامہ پر مشتمل مجموعہ

امام اہلِ سنت، اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجدد دین و ملت،

حامی سنت، ماحی بدعت، مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

مکتبہ مہریہ رضویہ نزد جامع مسجد نور، ڈسکہ